تازہ گنڈیریاں

نوید ظفر کیانی

بسم الله الرحمن الرحيم

تازہ گنڈیریاں

(طنز و مزاح)

سولھواں مجموعۂ کلام

(قطعات)

نوید ظفر کیانی

مکتبۂ اعجازِ ابتسام

https://archive.org/details/@nzkiani
nzkiani@gmail.com

ایسا بھی کیا کہ چہرے پہ بارہ بجے رہیں
ایسا بھی کیا کہ منہ کو سُجائے رہو میاں
رَکھو گے یاد تلخئ ایّام تابہ کے؟
چوسو مرے کلام کی تازہ گنڈیریاں

گلے سڑے سسٹم کو برہنہ
کرنے والے قیدی نمبر 804 کے نام

خان صاحب! آپ نے یہ کیسا جادو کر دیا
کم نظر سی قوم کو کیا کیا نہ دکھلانے لگے
جو سمجھ آتا نہیں تھا وہ سمجھ آنے لگا
جو نظر آتے نہیں تھے وہ نظر آنے لگے

جملہ حقوق محفوظ

مجموعۂ کلام	تازہ گنڈیریاں
صفحات	۴۲۰
شاعر	نوید ظفر کیانی
طبعِ اوّل	۵ جولائی ۲۰۲۵ء
تعداد	لاتعداد
ناشر	مکتبۂ ارمغانِ ابتسام، اسلام آباد
ای میل	nzkiani@gmail.com
ویب سائٹ	http://archive.org/@nzkiani
قیمت	۱۵۰۰ روپے ۱۲ امریکی ڈالر

کیا کیا کہاں کہاں

۱	پیشرس	۳۰	۱۴	نائن الیون	۳۹
۲	ریڈیو پاکستان	۳۳	۱۵	نسخۂ کیمیا	۳۹
۳	نیا تقاضہ	۳۳	۱۶	وجہ تسمیہ	۴۰
۴	مزے کی بات	۳۴	۱۷	پتنگ بازسجنا	۴۰
۵	ستم ظریفی	۳۴	۱۸	مبادا	۴۱
۶	احتیاطِ عشق	۳۵	۱۹	نرخ کا کرنٹ	۴۱
۷	افسانہ نگارنیں	۳۵	۲۰	نادان قیادت	۴۲
۸	تشخیص	۳۶	۲۱	زرداری کہیں کے!	۴۲
۹	اونچی چھتوں والی بسیں	۳۶	۲۲	سیاہ بخت	۴۳
۱۰	دورِنو کا عشق	۳۷	۲۳	کوڈ نیم	۴۳
۱۱	یونیورسٹی	۳۷	۲۴	تاوانِ امن	۴۴
۱۲	شاعر مہدی حسن	۳۸	۲۵	بسکہ۔۔۔	۴۴
۱۳	کھٹّے انگور	۳۸	۲۶	جستجو سلامت!	۴۵

۲۷	مآلِ کار	۴۵
۲۸	بجٹ سے پہلے	۴۶
۲۹	رانگ نمبر	۴۶
۳۰	شادی شدہ	۴۷
۳۱	جمہور و جمہوریت	۴۷
۳۲	نئی درجہ بندیاں	۴۸
۳۳	اُف یہ گراں باریاں	۴۸
۳۴	پردہ رہ گیا	۴۹
۳۵	بے مزا نہ ہوا	۴۹
۳۶	آلۂ موسیقی	۵۰
۳۷	اخبار	۵۰
۳۸	ہیہات	۵۱
۳۹	بِلامقابلہ	۵۱
۴۰	یقین دھانی	۵۲
۴۱	زندگی اے زندگی	۵۲
۴۲	وہم	۵۳
۴۳	ایسی کی تیسی	۵۳
۴۴	توبہ!	۵۴
۴۵	اخبار پرستی	۵۴
۴۶	نالائق دانشور	۵۵
۴۷	خطرہ	۵۵
۴۸	بھارت سے	۵۶
۴۹	ہدایت	۵۶
۵۰	ہچکیاں	۵۷
۵۱	سرزنش	۵۷
۵۲	گھٹلیوں کے دام	۵۸
۵۳	زود رنج کہیں کے	۵۸
۵۴	منزل یہی کٹھن ہے	۵۹
۵۵	صفائی	۵۹
۵۶	کل اور آج	۶۰
۵۷	مسائلستان	۶۰
۵۸	طے شدہ بات	۶۱
۵۹	اُف یہ شاعر	۶۱
۶۰	واحسرتا!	۶۲

۶۱	ہنوز	۶۲
۶۲	احمق	۶۳
۶۳	اِن شاءاللہ	۶۳
۶۴	ستم ظریفی	۶۴
۶۵	نئی آزمائش	۶۴
۶۶	زمینی حقائق	۶۵
۶۷	الاماں	۶۵
۶۸	آئیڈیل	۶۶
۶۹	جمعہ دیوانہ	۶۶
۷۰	اکیلے نہ جانا	۶۷
۷۱	وجۂ بیقراری	۶۷
۷۲	تدبیر	۶۸
۷۳	مشورہ	۶۸
۷۴	تہی داماں	۶۹
۷۵	مجبوری	۶۹
۷۶	جہیز	۷۰
۷۷	باعثِ تاخیر	۷۰
۷۸	؟	۷۱
۷۹	اب جیسا کہیں	۷۱
۸۰	ایک سوال	۷۲
۸۱	آئی ایم سوری	۷۲
۸۲	توبہ بھلی	۷۳
۸۳	کامیابی کی وجہ	۷۳
۸۴	ہائے کاش!	۷۴
۸۵	کہاں جاؤں؟	۷۴
۸۶	نئی نویلی ٹنڈ	۷۵
۸۷	رنگِ آسماں	۷۵
۸۸	عالمِ نامرادی	۷۶
۸۹	پہریداری	۷۶
۹۰	حکومت سے	۷۷
۹۱	ہور چوپو	۷۷
۹۲	یاد رہے!	۷۸
۹۳	یا حیرت!	۷۸
۹۴	خطرہ	۷۹

۹۵	ڈپلومیسی	۷۹	۱۱۲	ستم ظریف	۸۹
۹۶	کیا کِیا جائے	۸۰	۱۱۳	کرپشن	۸۹
۹۷	لیکن	۸۰	۱۱۴	نشانی	۹۰
۹۸	نئی دعا	۸۱	۱۱۵	پہچان	۹۰
۹۹	انتہا معلوم	۸۱	۱۱۶	میرے ٹھینگے سے	۹۱
۱۰۰	اِک بال	۸۲	۱۱۷	ہُن میں کی کراں؟	۹۱
۱۰۱	آثار کہہ رہے ہیں	۸۳	۱۱۸	نسخۂ کیمیا	۹۲
۱۰۲	بسکہ	۸۳	۱۱۹	خطرہ	۹۲
۱۰۳	اعمال نامہ	۸۴	۱۲۰	تجسس	۹۳
۱۰۴	سبیل	۸۴	۱۲۱	ڈھیٹ پن	۹۴
۱۰۵	شہ زور بکرا	۸۵	۱۲۲	پروڈیوسر	۹۴
۱۰۶	ایک بار پھر	۸۵	۱۲۳	تعلیمی نصاب	۹۵
۱۰۷	حقیقی منظر	۸۶	۱۲۴	انجامِ کار	۹۵
۱۰۸	کھیلن کو مانگے چاند	۸۷	۱۲۵	عیدی	۹۶
۱۰۹	امارت	۸۷	۱۲۶	مقرر	۹۶
۱۱۰	جیسے کو تیسا	۸۸	۱۲۷	اعتراضِ بیجا	۹۷
۱۱۱	ڈاکیئے سے	۸۸	۱۲۸	مماثلت	۹۷

۱۲۹	عالمِ بے کسی	۹۸	۱۴۶	کرکٹیریا	۱۰۶
۱۳۰	بُتانِ وہم وگماں	۹۸	۱۴۷	خطرے کی گھنٹی	۱۰۷
۱۳۱	مقامِ شاعری	۹۹	۱۴۸	دفتر اور چپراسی	۱۰۷
۱۳۲	اُف یہ بل	۹۹	۱۴۹	مشکل سی مشکل	۱۰۸
۱۳۳	ایک تجویز	۱۰۰	۱۵۰	درخواست	۱۰۸
۱۳۴	عذر	۱۰۰	۱۵۱	الم	۱۰۹
۱۳۵	گھر داماد	۱۰۱	۱۵۲	دُوراَندیشی	۱۰۹
۱۳۶	سالے کہیں کے!	۱۰۱	۱۵۳	اِنکریمنٹ	۱۱۰
۱۳۷	خواہش	۱۰۲	۱۵۴	دھاندلی	۱۱۰
۱۳۸	بچ بچا کے	۱۰۲	۱۵۵	تو پھر۔۔۔	۱۱۱
۱۳۹	دھمکی	۱۰۳	۱۵۶	دھت تیرے کی	۱۱۱
۱۴۰	سبحان اللہ	۱۰۳	۱۵۷	خوش گمانی	۱۱۲
۱۴۱	اعتراف	۱۰۴	۱۵۸	پُرکاریاں	۱۱۲
۱۴۲	مجرّب نسخہ	۱۰۴	۱۵۹	بھاشن	۱۱۳
۱۴۳	ڈنڈااِزم	۱۰۵	۱۶۰	برسبیلِ تذکرہ	۱۱۳
۱۴۴	ہیبہات	۱۰۵	۱۶۱	دہشتگردیاں	۱۱۴
۱۴۵	ضمنی قیامت	۱۰۶	۱۶۲	اُف یہ اِنجریاں	۱۱۴

۱۶۳	سیدھی سی بات	۱۱۵
۱۶۴	کُتّے	۱۱۵
۱۶۵	گرانباری	۱۱۶
۱۶۶	دیکھتے جاؤ	۱۱۶
۱۶۷	الحذر	۱۱۷
۱۶۸	محبت اندھی نہیں	۱۱۷
۱۶۹	پاپ سنگر	۱۱۸
۱۷۰	چھڈو جی!	۱۱۹
۱۷۱	موقع شناسیاں	۱۱۹
۱۷۲	سادگی یا حماقت	۱۲۰
۱۷۳	"ج" کی دھمال	۱۲۰
۱۷۴	برابر کی چوٹ	۱۲۱
۱۷۵	مختصر سی داستان	۱۲۱
۱۷۶	جو آئے سو آئے	۱۲۲
۱۷۷	چندہ/چندا	۱۲۲
۱۷۸	بے داد	۱۲۳
۱۷۹	سیانے ووٹر	۱۲۳
۱۸۰	وضاحت فکری	۱۲۴
۱۸۱	قومی المیہ	۱۲۴
۱۸۲	اہلِ جفا	۱۲۵
۱۸۳	پردہ	۱۲۵
۱۸۴	خُدا بخشے	۱۲۶
۱۸۵	بُت پرستی/شکنی	۱۲۶
۱۸۶	ہمہ خانہ آفتاب است	۱۲۷
۱۸۷	خُدا بخشے	۱۲۷
۱۸۸	چیلنج	۱۲۸
۱۸۹	پس ثابت ہوا	۱۲۸
۱۹۰	ضد	۱۲۹
۱۹۱	کچھ علاج اِس کا بھی۔۔۔	۱۲۹
۱۹۲	ہُن کی کریئے؟	۱۳۰
۱۹۳	ہائے مکان	۱۳۰
۱۹۴	ہٹ دھرمی	۱۳۱
۱۹۵	شانِ افسرانہ	۱۳۱
۱۹۶	ستم پرستم	۱۳۲

۱۹۷	سی ٹی بی ٹی	۱۳۳
۱۹۸	مِس کال	۱۳۳
۱۹۹	اپنے بندے	۱۳۴
۲۰۰	وہی ایک ٹانگ	۱۳۴
۲۰۱	آخ تھو!	۱۳۵
۲۰۲	ابن الوقت	۱۳۵
۲۰۳	ہائے!	۱۳۶
۲۰۴	بارِناز	۱۳۶
۲۰۵	سیاست کے چکر	۱۳۷
۲۰۶	اہلیت	۱۳۷
۲۰۷	اونٹ رے اونٹ	۱۳۸
۲۰۸	بُرا وقت	۱۳۸
۲۰۹	بیگارِ لطیف	۱۳۹
۲۱۰	تکلیف دہ امر	۱۳۹
۲۱۱	اسکور	۱۴۰
۲۱۲	اظہارِ تاسف	۱۴۰
۲۱۳	۔۔۔اور اب	۱۴۱
۲۱۴	تم	۱۴۱
۲۱۵	مرحلہ بہ مرحلہ	۱۴۲
۲۱۶	۔۔۔تو اچھا تھا	۱۴۲
۲۱۷	مجبوری	۱۴۳
۲۱۸	حقوقِ نسواں بِل	۱۴۳
۲۱۹	جِدّت	۱۴۴
۲۲۰	جملہ حقوق محفوظ	۱۴۴
۲۲۱	لاحول ولاقوۃ	۱۴۵
۲۲۲	بسرورِچشم	۱۴۵
۲۲۳	موم بتی	۱۴۶
۲۲۴	حُسنِ اتفاق	۱۴۷
۲۲۵	علموں بس کریں او یار!	۱۴۷
۲۲۶	سقوطِ فکر	۱۴۸
۲۲۷	ہور چوپو!	۱۴۸
۲۲۸	ضد	۱۴۹
۲۲۹	اُف اللہ	۱۴۹
۲۳۰	کس نام سے پکاروں	۱۵۰

۲۳۱	پی آر	۱۵۰
۲۳۲	سوا سیر	۱۵۱
۲۳۳	لاحاصلی	۱۵۱
۲۳۴	بالآخر	۱۵۲
۲۳۵	ہوشیار باش	۱۵۲
۲۳۶	اِس حمام میں	۱۵۳
۲۳۷	سیّد ضمیرؔ جعفری	۱۵۳
۲۳۸	ایک تجویز	۱۵۴
۲۳۹	بجلی کا بِل	۱۵۴
۲۴۰	معمول	۱۵۵
۲۴۱	بجٹ کی آمد	۱۵۵
۲۴۲	مِسٹری	۱۵۶
۲۴۳	تازہ اخبار	۱۵۶
۲۴۴	ہائے پانی!	۱۵۷
۲۴۵	متبادل ذرائع	۱۵۷
۲۴۶	سیاستوں کا موسم	۱۵۸
۲۴۷	خطرے کی گھنٹی	۱۵۸
۲۴۸	پھر وہی ہوا	۱۵۹
۲۴۹	فساد کی جڑ	۱۵۹
۲۵۰	مجبوری ہے صاحب!	۱۶۰
۲۵۱	آخر کب تک	۱۶۰
۲۵۲	مجبوراً	۱۶۱
۲۵۳	شرافت وغیرہ	۱۶۱
۲۵۴	متحرّک عشق	۱۶۱
۲۵۵	جاسوسی	۱۶۲
۲۵۶	مجبوری	۱۶۳
۲۵۷	متحرک عشق	۱۶۳
۲۵۸	ستم ظریف	۱۶۴
۲۵۹	ستمگر	۱۶۴
۲۶۰	معمولات	۱۶۵
۲۶۱	مولا بخش	۱۶۵
۲۶۲	بیوی کی دُہائی	۱۶۶
۲۶۳	ڈریکولا	۱۶۶
۲۶۴	مماثلت	۱۶۷

۲۶۵	مبلغ	۱۶۷
۲۶۶	اُلجھن	۱۶۸
۲۶۷	جاناں جاناں	۱۶۸
۲۶۸	ہوشیار باش	۱۶۹
۲۶۹	درحقیقت	۱۶۹
۲۷۰	کیہڑے پاسے جاواں	۱۷۰
۲۷۱	فیشن شو	۱۷۰
۲۷۲	سہولت	۱۷۱
۲۷۳	تفہیم	۱۷۱
۲۷۴	وچلی گل	۱۷۲
۲۷۵	بزنس آفر	۱۷۲
۲۷۶	رشوت	۱۷۳
۲۷۷	فکرِ عافیت	۱۷۳
۲۷۸	فاتحانہ شکست	۱۷۴
۲۷۹	یہ یاوہ	۱۷۴
۲۸۰	حیرانی	۱۷۵
۲۸۱	امرِ مصدّقہ	۱۷۶

۲۸۲	ثبوت	۱۷۶
۲۸۳	بارِ خدا	۱۷۷
۲۸۴	اور سہی	۱۷۷
۲۸۵	شرم حضوری	۱۷۸
۲۸۶	راستے اور منزلیں	۱۷۸
۲۸۷	لوڈ شیڈنگ	۱۷۹
۲۸۸	کوڑھ مغز مقتدر	۱۷۹
۲۸۹	میں ہی بیچارہ	۱۸۰
۲۹۰	مکّار	۱۸۰
۲۹۱	امتحان	۱۸۱
۲۹۲	دوطرفہ بیوفائی	۱۸۱
۲۹۳	اے ہم وطنو!	۱۸۲
۲۹۴	تُو	۱۸۲
۲۹۵	دراصل	۱۸۳
۲۹۶	ہوم سِک	۱۸۳
۲۹۷	آخر کیوں؟	۱۸۴
۲۹۸	کاش!	۱۸۴

۲۹۹	خاتون ناول نگار	۱۸۵
۳۰۰	اُف یہ ریل	۱۸۵
۳۰۱	بروقت فیصلہ	۱۸۶
۳۰۲	سوا سیر	۱۸۶
۳۰۳	سیاسی کارکن	۱۸۷
۳۰۴	ساہنوں کی!	۱۸۷
۳۰۵	سوالیہ نشان	۱۸۸
۳۰۶	چیٹنگ	۱۸۸
۳۰۷	ہار	۱۸۹
۳۰۸	نسخہ	۱۸۹
۳۰۹	چاندرات	۱۹۰
۳۱۰	لوہے کے چنے	۱۹۰
۳۱۱	درحقیقت	۱۹۱
۳۱۲	یس مین	۱۹۱
۳۱۳	آہستہ آہستہ	۱۹۲
۳۱۴	المیہ	۱۹۲
۳۱۵	بکرے کی جے	۱۹۳
۳۱۶	پوائنٹ یہ سخت ہے	۱۹۳
۳۱۷	اُلفت	۱۹۴
۳۱۸	دھیرج	۱۹۴
۳۱۹	قومی سیاست	۱۹۵
۳۲۰	مژدہ	۱۹۵
۳۲۱	نکّونک	۱۹۶
۳۲۲	پاپ الاپ	۱۹۶
۳۲۳	منزل یہی کٹھن ہے	۱۹۷
۳۲۴	ہزاروں خواہشیں ایسی	۱۹۷
۳۲۵	ڈھیٹ پن	۱۹۸
۳۲۶	محرومی	۱۹۸
۳۲۷	پلیز!	۱۹۹
۳۲۸	شاوا پاکستان	۱۹۹
۳۲۹	علامت	۲۰۰
۳۳۰	پہاڑ کے نیچے	۲۰۰
۳۳۱	خوش خط	۲۰۱
۳۳۲	چیلنج	۲۰۱

۳۳۳	چشمِ بددور	۲۰۲
۳۳۴	خبردار	۲۰۲
۳۳۵	ستم ظریفی	۲۰۳
۳۳۶	حیرت ہے	۲۰۳
۳۳۷	قائدِ حلقہ	۲۰۴
۳۳۸	چھڈو جی	۲۰۴
۳۳۹	ایک سوال	۲۰۵
۳۴۰	سرزنش	۲۰۵
۳۴۱	ٹھوس ثبوت	۲۰۶
۳۴۲	کرنے کا کام	۲۰۶
۳۴۳	اِس حمام میں	۲۰۷
۳۴۴	رقیب کہیں کا	۲۰۷
۳۴۵	ماشاءاللہ	۲۰۸
۳۴۶	عِلوں بس کریں او یار	۲۰۸
۳۴۷	شارٹ کٹ	۲۰۹
۳۴۸	آخرش	۲۰۹
۳۴۹	صاف بات	۲۱۰
۳۵۰	حکومت کی بے بسی	۲۱۰
۳۵۱	موقع شناسی	۲۱۱
۳۵۲	گستاخ	۲۱۱
۳۵۳	ہوشیار باش!	۲۱۲
۳۵۴	یہ اور وہ	۲۱۲
۳۵۵	کرسی	۲۱۳
۳۵۶	شاوا	۲۱۳
۳۵۷	واحسرتا!	۲۱۴
۳۵۸	چل اوئے	۲۱۴
۳۵۹	سہیلی بوجھ پہیلی	۲۱۵
۳۶۰	تسلّی	۲۱۵
۳۶۱	دلیل	۲۱۶
۳۶۲	شکوہ	۲۱۶
۳۶۳	دیرینہ ڈرامہ	۲۱۷
۳۶۴	مقتدر عیدی	۲۱۷
۳۶۵	ٹھوس ثبوت	۲۱۸
۳۶۶	ہم آپ اور وہ۔۔۔	۲۱۸

۳۶۷	تیری دید کے کارن	۲۱۹	۳۸۴	ہمارے ناظم	۲۲۷
۳۶۸	وٹامن سی	۲۱۹	۳۸۵	کیا کریں ہم؟	۲۲۸
۳۶۹	دَرحقیقت	۲۲۰	۳۸۶	گستاخی معاف	۲۲۸
۳۷۰	المیہ	۲۲۰	۳۸۷	ہدیۂ تہنیت	۲۲۹
۳۷۱	دھیرج	۲۲۱	۳۸۸	ویکیینسیاں	۲۲۹
۳۷۲	آئی ایم ایف کی عیدی	۲۲۱	۳۸۹	یونہی سہی	۲۳۰
۳۷۳	دیکھ لینا!	۲۲۲	۳۹۰	نیا رُخ	۲۳۰
۳۷۴	سامنے کی بات	۲۲۲	۳۹۱	ہمارے ہوٹل	۲۳۱
۳۷۵	بس بھئی بس!	۲۲۳	۳۹۲	ہائے واپڈا	۲۳۱
۳۷۶	۔۔۔غنیمت شمارِ عمر	۲۲۳	۳۹۳	وضاحت	۲۳۲
۳۷۷	آلو بجٹ	۲۲۴	۳۹۴	میزبانی	۲۳۳
۳۷۸	بکرا پیڑھی	۲۲۴	۳۹۵	ڈاک والے	۲۳۳
۳۷۹	رنگِ آسماں	۲۲۵	۳۹۶	چائے پانی	۲۳۴
۳۸۰	المیہ	۲۲۵	۳۹۷	کیوں نہیں؟	۲۳۴
۳۸۱	نقصان	۲۲۶	۳۹۸	PICK n DROP	۲۳۵
۳۸۲	فساد کی جڑ	۲۲۶	۳۹۹	بجلی کا بِل	۲۳۵
۳۸۳	فرق	۲۲۷	۴۰۰	لوڈ شیڈنگ کی برکتیں	۲۳۶

۴۰۱	پہلا روزہ	۲۳۶
۴۰۲	اجزائے ترکیبی	۲۳۷
۴۰۳	کچھوا	۲۳۷
۴۰۴	گورنمنٹ پالیسی	۲۳۸
۴۰۵	انقلابی problems	۲۳۸
۴۰۶	داغ	۲۳۹
۴۰۷	یہ انتظار کا عالم	۲۳۹
۴۰۸	استغفراللہ	۲۴۰
۴۰۹	منزل	۲۴۰
۴۱۰	عدل	۲۴۱
۴۱۱	ڈیموکریسی	۲۴۱
۴۱۲	دُنیادوبارہ نیست	۲۴۲
۴۱۳	نئی محبت	۲۴۲
۴۱۴	یا حیرت!	۲۴۳
۴۱۵	جمہوریتِ موہوم	۲۴۳
۴۱۶	نئے لیلیٰ مجنوں	۲۴۴
۴۱۷	سپلائی	۲۴۴
۴۱۸	قربانی	۲۴۵
۴۱۹	تیتر بٹیر	۲۴۵
۴۲۰	احتیاط	۲۴۶
۴۲۱	فیشن	۲۴۶
۴۲۲	یقین کرو	۲۴۷
۴۲۳	سادے نامرادے	۲۴۷
۴۲۴	بددعا	۲۴۸
۴۲۵	فریاد	۲۴۸
۴۲۶	عُجلت پسند	۲۴۹
۴۲۷	بیچارے والدین	۲۴۹
۴۲۸	یقین دہانی	۲۵۰
۴۲۹	اپنی کرنی	۲۵۰
۴۳۰	تو پھر؟	۲۵۱
۴۳۱	سزا	۲۵۱
۴۳۲	نوبت ایں جارسید	۲۵۲
۴۳۳	ہدیۂ تہنیت	۲۵۲
۴۳۴	نو یُوٹرن	۲۵۳

۴۳۵	نیا مسئلہ	۲۵۴
۴۳۶	ارے!	۲۵۴
۴۳۷	۲۰۱۹ء کا آخری قطعہ	۲۵۵
۴۳۸	بوڑھا	۲۵۵
۴۳۹	جی داری	۲۵۶
۴۴۰	بھارت	۲۵۶
۴۴۱	آہ یوسفی	۲۵۷
۴۴۲	منزل یہی کٹھن ہے	۲۵۷
۴۴۳	اینٹ کُتّے کی ٹکر	۲۵۸
۴۴۴	اداکار	۲۵۸
۴۴۵	بعض لوگ	۲۵۹
۴۴۶	آن لائن کلاسز	۲۵۹
۴۴۷	سینی ٹائزر	۲۶۰
۴۴۸	دعا	۲۶۰
۴۴۹	عقل کرو	۲۶۱
۴۵۰	کارِ بیکاری	۲۶۱
۴۵۱	لفافہ کریسی	۲۶۲

۴۵۲	استدعا	۲۶۲
۴۵۳	تصدیق	۲۶۳
۴۵۴	ندامت	۲۶۳
۴۵۵	احساس	۲۶۴
۴۵۶	امرِ حیرت	۲۶۴
۴۵۷	غمِ دگر	۲۶۵
۴۵۸	کباب گھر	۲۶۵
۴۵۹	کباب گھر	۲۶۶
۴۶۰	نکتہ چینی	۲۶۶
۴۶۱	سوال	۲۶۷
۴۶۲	ہیہات	۲۶۷
۴۶۳	چکنے پات	۲۶۸
۴۶۴	ہائے سیاست	۲۶۸
۴۶۵	اُف کرونا	۲۶۹
۴۶۶	غالباً	۲۶۹
۴۶۷	فضلِ ربی	۲۷۰
۴۶۸	زیادتی	۲۷۰

۴۶۹	خدایا!	۲۷۱
۴۷۰	میٹرو	۲۷۱
۴۷۱	مصروفیت	۲۷۲
۴۷۲	اُمیدِ بہار رکھ!	۲۷۲
۴۷۳	تفاوت	۲۷۳
۴۷۴	دسمبر	۲۷۳
۴۷۵	نیوز چینل	۲۷۴
۴۷۶	فضلو بابا!	۲۷۴
۴۷۷	ٹھینگا	۲۷۵
۴۷۸	تشکیک	۲۷۵
۴۷۹	کرونا	۲۷۶
۴۸۰	شاعر کُش وباء	۲۷۶
۴۸۱	یہ اور وہ	۲۷۷
۴۸۲	ٹاک شو	۲۷۷
۴۸۳	قربانی کے بکرے	۲۷۸
۴۸۴	میری توبہ!	۲۷۸
۴۸۵	ہُن میں کی کراں؟	۲۷۹
۴۸۶	دوائے دِل کی قیمت	۲۷۹
۴۸۷	جس کا کام۔۔۔	۲۸۰
۴۸۸	پٹھان میں گڑبڑ	۲۸۰
۴۸۹	سزا کا آغاز	۲۸۱
۴۹۰	منہ دھو رکھو!	۲۸۱
۴۹۱	نیا پاپا	۲۸۲
۴۹۲	روٹی کھُل گئی جے!	۲۸۲
۴۹۳	نوبال	۲۸۳
۴۹۴	عادی	۲۸۳
۴۹۵	مرے دیوانے کو	۲۸۴
۴۹۶	اُف یہ بیوی	۲۸۴
۴۹۷	بھارت کے نیوز چینل	۲۸۵
۴۹۸	ٹاک شو کے مرغے	۲۸۵
۴۹۹	چور کی ماں	۲۸۶
۵۰۰	خبردار	۲۸۶
۵۰۱	مقابل ہے آئینہ	۲۸۷
۵۰۲	ہزاروں خواہشیں ایسی	۲۸۷

۵۰۳	سوچ سمجھ کر	۲۸۸	۵۲۰	پاکستان اور انڈیا	۲۹۶
۵۰۴	مآل	۲۸۸	۵۲۱	۔۔۔آگ برابر لگی ہوئی	۲۹۷
۵۰۵	سیف سائڈ	۲۸۹	۵۲۲	تیرا شاعر	۲۹۷
۵۰۶	عجب آزاد مرد تھے	۲۸۹	۵۲۳	ازدواجی مشکلیں	۲۹۸
۵۰۷	وہ	۲۹۰	۵۲۴	ذرا بچ کے	۲۹۸
۵۰۸	تیماردار	۲۹۰	۵۲۵	بھلکڑ	۲۹۹
۵۰۹	اپنا رستہ لو!	۲۹۱	۵۲۶	اپوزیشن کی پوزیشن	۲۹۹
۵۱۰	ایک کی چونچ اور ایک کی دُم	۲۹۱	۵۲۷	ایک قومی لیڈر	۳۰۰
۵۱۱	سنانا بیٹی کو نشانہ بہو کو	۲۹۲	۵۲۸	سیاسی ہلچل	۳۰۰
۵۱۲	ٹوٹکے	۲۹۲	۵۲۹	علی بابا چالیس چور	۳۰۱
۵۱۳	ہوشیار رہیں	۲۹۳	۵۳۰	صحافی	۳۰۱
۵۱۴	نصیب اپنا اپنا	۲۹۳	۵۳۱	خرّاٹے	۳۰۲
۵۱۵	محبت کا تقاضہ	۲۹۴	۵۳۲	غلطی	۳۰۲
۵۱۶	شکر خورہ	۲۹۴	۵۳۳	چوکیدار	۳۰۳
۵۱۷	ہوشیار باش	۲۹۵	۵۳۴	رات کے بارہ بجے	۳۰۳
۵۱۸	اَنسان بنو!	۲۹۵	۵۳۵	نیوٹرل	۳۰۴
۵۱۹	ستم ایجاد ماسی	۲۹۶	۵۳۶	غلیدہ فاروق	۳۰۴

۵۳۷	مقصدِ حیات	۳۰۵
۵۳۸	دسمبر اکے!	۳۰۵
۵۳۹	پٹواریوں سے	۳۰۶
۵۴۰	حُسنِ لاپروا	۳۰۶
۵۴۱	ٹوٹکا	۳۰۷
۵۴۲	ایک منٹ	۳۰۷
۵۴۳	سیاسی ہلچل	۳۰۸
۵۴۴	اونٹ کا حافظہ	۳۰۸
۵۴۵	یاد رکھنا	۳۰۹
۵۴۶	آدھی رات کا چاند	۳۰۹
۵۴۷	مائی یا my	۳۱۰
۵۴۸	آخر کیوں	۳۱۰
۵۴۹	آئی ایم ایف	۳۱۱
۵۵۰	ٹھرک	۳۱۱
۵۵۱	دیوانی مقدمہ	۳۱۲
۵۵۲	نامعلوم افراد	۳۱۲
۵۵۳	یار	۳۱۳
۵۵۴	مچھّر	۳۱۳
۵۵۵	ہنوز	۳۱۴
۵۵۶	رَیٹ	۳۱۴
۵۵۷	نئے دیوانے	۳۱۵
۵۵۸	شرط	۳۱۵
۵۵۹	بدمعاش	۳۱۶
۵۶۰	نشہ نشہ ہے	۳۱۶
۵۶۱	اپنا کُتّا ٹامی	۳۱۷
۵۶۲	بدبختی	۳۱۷
۵۶۳	کام کام اور بس کام	۳۱۸
۵۶۴	خوش فہمی	۳۱۸
۵۶۵	۔۔۔تو کیا ہوا	۳۱۹
۵۶۶	پروفیسر	۳۱۹
۵۶۷	صادق و امین	۳۲۰
۵۶۸	۔۔۔اور یہ کمیٹیاں	۳۲۰
۵۶۹	ہوٹلنگ	۳۲۱
۵۷۰	لوٹے	۳۲۱

۵۷۱	بروقت	۳۲۲
۵۷۲	ٹیکس والے	۳۲۲
۵۷۳	سائفر	۳۲۳
۵۷۴	آئی ایم ایف سے معاہدہ	۳۲۳
۵۷۵	سیر اور سوا سیر	۳۲۴
۵۷۶	پروپوزل	۳۲۴
۵۷۷	کلغی والوں سے	۳۲۵
۵۷۸	دانشور	۳۲۵
۵۷۹	داڑھیاں	۳۲۶
۵۸۰	ایک زبان	۳۲۶
۵۸۱	سڑک کے پار	۳۲۷
۵۸۲	شاعرہ	۳۲۷
۵۸۳	افسر اور ہم	۳۲۸
۵۸۴	ڈکار	۳۲۸
۵۸۵	شیور کی مرغیاں	۳۲۹
۵۸۶	خاک شُد	۳۲۹
۵۸۷	جواز	۳۳۰
۵۸۸	۔۔۔اور یہ جوتا چور	۳۳۰
۵۸۹	واحد صورت	۳۳۱
۵۹۰	اسکور کیا ہے؟	۳۳۱
۵۹۱	وبائی مرض	۳۳۲
۵۹۲	کرکٹائز آوارگی	۳۳۲
۵۹۳	گلی ڈنڈے کی ٹیم	۳۳۳
۵۹۴	کرکٹ بائے چانس	۳۳۳
۵۹۵	شریر کیچ	۳۳۴
۵۹۶	نو بال	۳۳۴
۵۹۷	اندھا کہیں کا	۳۳۵
۵۹۸	عدلِ ایمپائری	۳۳۵
۵۹۹	گُتّے	۳۳۶
۶۰۰	ہم کو کیا	۳۳۶
۶۰۱	گلی کے سگے	۳۳۷
۶۰۲	کیا تماشہ ہو	۳۳۷
۶۰۳	وکٹ کیپر	۳۳۸
۶۰۴	عشقِ نو	۳۳۸

۶۰۵	ڈک	۳۳۹
۶۰۶	شرطِ فتوحات	۳۳۹
۶۰۷	ٹاک شو	۳۴۰
۶۰۸	پرانی کار	۳۴۰
۶۰۹	رشتوں والی باجی	۳۴۱
۶۱۰	ایتھلیٹ گُتّے	۳۴۱
۶۱۱	عزم	۳۴۲
۶۱۲	آزاد/آوارہ گُتّے	۳۴۲
۶۱۳	عشق کی لات	۳۴۳
۶۱۴	تعلیمِ نسواں کا افادہ	۳۴۳
۶۱۵	معذرت	۳۴۴
۶۱۶	صاف بات	۳۴۴
۶۱۷	پوربی عاشق	۳۴۵
۶۱۸	گرومنش چیلا	۳۴۵
۶۱۹	یہ نوجواں	۳۴۶
۶۲۰	ایک سوال	۳۴۶
۶۲۱	وہ ٹیچر	۳۴۷
۶۲۲	صحافی	۳۴۷
۶۲۳	ستم ظریفی	۳۴۸
۶۲۴	امورِ سلطنت	۳۴۸
۶۲۵	مچھر	۳۴۹
۶۲۶	نیوٹرل اور ڈیموکریسی	۳۴۹
۶۲۷	وہ اور ہم تم	۳۵۰
۶۲۸	اُستاد پھر اُستاد ہے	۳۵۰
۶۲۹	فٹنس کی فِکر	۳۵۱
۶۳۰	اور یہ سائفر	۳۵۱
۶۳۱	بکرا	۳۵۲
۶۳۲	قتلِ آم	۳۵۲
۶۳۳	الرجی	۳۵۳
۶۳۴	گیراج والی غیرت	۳۵۳
۶۳۵	رٹّو طوطا	۳۵۴
۶۳۶	پروفیسر	۳۵۴
۶۳۷	جستجو	۳۵۵
۶۳۸	منزل یہی کٹھن ہے	۳۵۵

۶۷۹	بلبلاہٹ	۳۵۶
۶۸۰	کتنے چاہت فتح علی خاں	۳۵۶
۶۸۱	خرّاٹے اور گانے	۳۵۷
۶۸۲	فنِ لیڈری	۳۵۷
۶۸۳	لیڈیز اِن اسمبلی	۳۵۸
۶۸۴	چار نمبر گیٹ	۳۵۸
۶۸۵	چِیں کرو یا پیں	۳۵۹
۶۸۶	پھر!	۳۵۹
۶۸۷	ہوشیار باش	۳۶۰
۶۸۸	توند کا مسئلہ	۳۶۰
۶۸۹	اور یہ امیدوار۔۔۔	۳۶۱
۶۹۰	غیر سیاسی کردار	۳۶۱
۶۹۱	نومئی	۳۶۲
۶۹۲	پھر نومئی	۳۶۲
۶۹۳	لفافی	۳۶۳
۶۹۴	چنتخابات ۲۰۲۴ء پر	۳۶۳
۶۹۵	سیاسی کارکن	۳۶۴
۶۹۶	نیرنگئ زمانہ	۳۶۴
۶۹۷	مبصر	۳۶۵
۶۹۸	انتخابی محبت	۳۶۵
۶۹۹	کاروبارِ عشق	۳۶۶
۷۰۰	رَن	۳۶۶
۷۰۱	مینڈیٹ چور	۳۶۷
۷۰۲	یکم جنوری ۲۰۲۵ء	۳۶۷
۷۰۳	اُووووو	۳۶۸
۷۰۴	آپ	۳۶۸
۷۰۵	چودہ فروری کو	۳۶۹
۷۰۶	تنگ لبادہ	۳۶۹
۷۰۷	مشہور شاعر	۳۷۰
۷۰۸	مشکل سی مشکل	۳۷۰
۷۰۹	روزگار	۳۷۱
۷۱۰	طِبّی مشورے	۳۷۱
۷۱۱	دونوں طرف ہے آگ۔۔	۳۷۲
۷۱۲	عادت	۳۷۲

۷۱۳	اعتراف	۳۷۳
۷۱۴	قومی بھکاری	۳۷۳
۷۱۵	نقّارخانہ	۳۷۴
۷۱۶	میں/وہ	۳۷۴
۷۱۷	کچھ بھی نہیں	۳۷۵
۷۱۸	ٹاک شو	۳۷۵
۷۱۹	مراثی	۳۷۶
۷۲۰	پیارو!	۳۷۶
۷۲۱	ایڈیٹر	۳۷۷
۷۲۲	ڈائجسٹ	۳۷۷
۷۲۳	مُدیرِ مجلّہ	۳۷۸
۷۲۴	کالم نویس	۳۷۸
۷۲۵	انڈرسٹینڈنگ	۳۷۹
۷۲۶	خاکی سرکار	۳۷۹
۷۲۷	ڈیم اور ڈیم فُول	۳۸۰
۷۲۸	چشمہ / نالا	۳۸۰
۷۲۹	معنک ڈاکٹر	۳۸۱
۷۳۰	بڑے میاں	۳۸۱
۷۳۱	ایکسرے	۳۸۲
۷۳۲	پڑھے لکھے	۳۸۲
۷۳۳	داد بیداد	۳۸۳
۷۳۴	عروضی	۳۸۳
۷۳۵	اُف یہ گرانی	۳۸۴
۷۳۶	دیدہ دلیری	۳۸۴
۷۳۷	بھائی بھلکڑ	۳۸۵
۷۳۸	زوجہ / چشمہ	۳۸۵
۷۳۹	بازارِ ہستی میں	۳۸۶
۷۴۰	خوف	۳۸۶
۷۴۱	بے مول شوق	۳۸۷
۷۴۲	آن لائن	۳۸۷
۷۴۳	کرایہ دار	۳۸۸
۷۴۴	اسمارٹنیس	۳۸۸
۷۴۵	تڑی	۳۸۹
۷۴۶	مارکیٹنگ	۳۸۹

۷۴۷	ہڑپّہ	۳۹۰
۷۴۸	پروٹوکول	۳۹۰
۷۴۹	خیالی پلاؤ	۳۹۱
۷۵۰	گمان	۳۹۱
۷۵۱	ڈکار	۳۹۲
۷۵۲	بسوں والے	۳۹۲
۷۵۳	آئی ایم ایف	۳۹۳
۷۵۴	سٹور روم	۳۹۳
۷۵۵	عقل فوبیا	۳۹۴
۷۵۶	آئینہ	۳۹۴
۷۵۷	بِلاوجہ	۳۹۵
۷۵۸	ایک اور	۳۹۵
۷۵۹	Master of none	۳۹۶
۷۶۰	دھیان	۳۹۶
۷۶۱	رشوت	۳۹۷
۷۶۲	دونظری	۳۹۷
۷۶۳	کیوں؟	۳۹۸
۷۶۴	نہلی انگریزیاں	۳۹۸
۷۶۵	سیاسی ملاوٹ	۳۹۹
۷۶۶	چھان بُورا	۳۹۹
۷۶۷	وہ صنم	۴۰۰
۷۶۸	چمچہ گیری	۴۰۰
۷۶۹	سنگین گنتی	۴۰۱
۷۷۰	جینزاورجین	۴۰۱
۷۷۱	جج خُویار	۴۰۲
۷۷۲	آرٹ اور۔۔۔	۴۰۲
۷۷۳	وجہ	۴۰۳
۷۷۴	مُفت میں مارکیٹنگ	۴۰۳
۷۷۵	کلجگ	۴۰۴
۷۷۶	الٰہی خیر	۴۰۴
۷۷۷	ڈر	۴۰۵
۷۷۸	آن لائن خریداری	۴۰۵
۷۷۹	بجٹ ۲۰۲۵ء	۴۰۶
۷۸۰	پڑوسن کی مرغی	۴۰۶

۷۸۱	جھوٹ کا سفر	۴۰۷
۷۸۲	خبردار	۴۰۷
۷۸۳	بات اور لات	۴۰۸
۷۸۴	کی جاناں میں کون	۴۰۸
۷۸۵	صاف بات	۴۰۹
۷۸۶	مطالعۂ تاریخ	۴۰۹
۷۸۷	شراکت	۴۱۰
۷۸۸	خاموش نگاہیں	۴۱۰
۷۸۹	عورتوں کی سواری	۴۱۱
۷۹۰	شادی+غلطی	۴۱۱
۷۹۱	ملاقاتی	۴۱۲
۷۹۲	ہمارے اُستاد	۴۱۲
۷۹۳	خیری کُن ای فلاں!	۴۱۳
۷۹۴	یار	۴۱۳
۷۹۵	لیول	۴۱۴
۷۹۶	اور یہ غم	۴۱۴
۷۹۷	اے دوست	۴۱۵
۷۹۸	۔۔۔لیکن	۴۱۵
۷۹۹	خُدا جانے	۴۱۶
۸۰۰	ناجائز	۴۱۶
۸۰۱	منافق	۴۱۷
۸۰۲	سچ تو یہ ہے	۴۱۷
۸۰۳	The End	۴۱۸

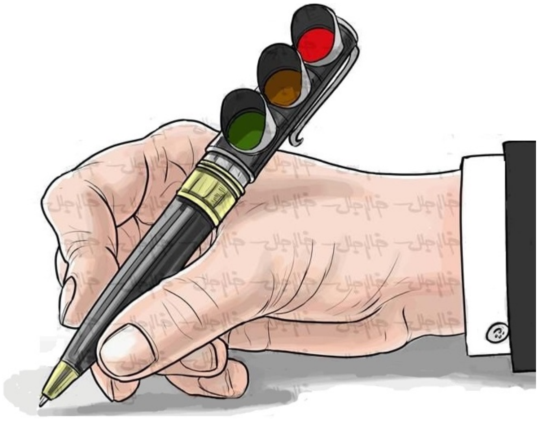

پیشرس

طنز ومزاح کے سلسلے میں "تازہ گنڈیریاں" میرا سولھواں مجموعۂ کلام ہے۔ اِس کتاب میں شامل قطعات اب تک کی شائع شدہ پندرہ کتابوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ تاہم بہت سے ایسے قطعات بھی ہیں جو اِن میں سے کسی کتاب کا حصہ نہیں ہیں اور یہ مختلف زمانوں میں مختلف رسائل کی زینت بن چکے ہیں۔ پتہ نہیں کیوں اِنہیں میں نے اپنی اِن پندرہ کتابوں میں شامل نہیں کیا؟ کسی دِن خود سے پوچھ کر آپ کو بھی بتادوں گا۔

جب میں نے اپنے اِس مجموعۂ قطعات کا نام "تازہ گنڈیریاں" تجویز کیا تو بہت سے قطعات اپنے، ہمارے اور تقریباً ہم سب کے شغلِ اعظم جناب شوباز شریف کی بونگیانہ قول کی تقلید میں منہ اُٹھا اُٹھا کر "اُووووووو" کرتے نظر آئے، لیکن صد شکر کہ اِس کے باوجود مجھے خجالت کے مارے اپنے فیصلے پر نظرِ ثانی کرنے اور کتاب کے عنوان کی "تازگی" پر نیوٹرانہ کاٹا پھیر دینے کی ضرورت نہیں پڑی کیونکہ ہماری دیرینہ خلائی مخلوق نے محض میری اِس حقیر کاوش کی لاج رکھنے کی خاطر حالات کو تواتر سے اُس نہج پر آراستہ کئے رکھا کہ کلینڈر کے ساتھ قوم کے سیاسی و معاشی سفر کو آگے بڑھنے کی اجازت ہی نہیں دی اور روزِ آفرینش سے ایسے مست ماحول میں جینے کا سامان بنائے رکھا کہ گزشتہ صدی کی سَتّر کی دہائی میں لکھے گئے کسی قطعہ نے بھی قومی تاریخ کے کسی بھی دور میں اپنے آپ کو بوڑھا یا بعید از میعاد نہیں محسوس کیا۔ میرا خیال ہے کہ اُس کی یہ جدوجہد قوم دشمنی سے زیادہ کتابِ ہذا سے اُس کی لافانی محبت کی غمّاز

ہے، یہ حقیر پُرتقصیر شاعر اُس کے اِس بے لوث جذبوں کا مقروض ہے، اور ہمیشہ رہے گا۔ تاہم اِس کے باوجود بہت سے ایسے قطعات اِس مجموعے سے منہا کرنے پڑے، جو وقتی سیاسی و سماجی پس منظر میں تحریر کئے گئے تھے اور اپنے زمانے میں ٹھیک نشانے پر لگے تھے لیکن پھر بھی اُن میں آفاقیت مفقود تھی۔ مثلاً اب اسی قطعے کو لے لیجئے:

وائرس جب سے مفادِ ذات کا پیدا ہوا
ہر سیاستدان ہے بیمار طرزِ فکر میں
آٹھویں ترمیم کو تحلیل کرنے کے لئے
کون سی ترمیم ہے درکار طرزِ فکر میں

اب اِس دور تک پہنچتے پہنچتے منہ زور طاقت اور بے وقت مراعات یافتہ اداروں/شخصیات نے جس قدر آئین کی عصمت دروی کردی ہے، اُس کے مقابلے میں بھلا آٹھویں ترمیم کی کیا وقعت رہ جاتی ہے کہ اُس کا رونا رویا جائے۔ چنانچہ "ہم ایسی کُل کتابیں قابلِ ضبطی سمجھتے ہیں"۔

نوشتہ بالا معروضات کے باوجود میرا ایمان ہے کہ زندہ ادب وہی ہے جو اپنے عصری مسائل کا احاطہ کرے اور اچھا شاعر وہی ہے جو اپنے عقل و شعور کی روشنی میں، کسی بھی قسم کے تعصب سے بالاتر ہو کر اپنے عہد کے حالات و واقعات کی تجسیم اپنے اشعار میں کرے تاکہ آنے والے دور میں اُس عصری تاریخ کے مطالعہ کنندہ کو اُس دور کے سیاسی و سماجی حالات سے کماحقہٗ آگاہی ہو سکے۔ اگرچہ شاعر بھی ایک انسان ہے (یقیں کریں یا نہ کریں) لیکن پھر بھی اُسے اپنے ذاتی تعصب کو بالائے طاق رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ خدا کے عطا کردہ ہنر کی روشنی میں اپنے فرائض میں سرخرو رہے۔ تاریخ کو ادبی چوکھٹے میں آراستہ و پیوستہ رکھنے سے یقیناً دنیا اُردو ادب کی کی ابدیت کی قائل ہوگی۔

اگرچہ میں نے کوشش کی ہے کہ اُردو ادب کی ہر شعری صنف سے پنگا لوں اور حسبِ ذائقہ طنز

ومزاح بگھار سکوں لیکن جو لطف اور آسانی مختصر اصنافِ سخن کے جھولنے میں ہے وہ طویل نظموں اور غزلوں میں نہیں۔ اِس افتاں وخیزاں زمانے کی کشاکش میں کسی کو اِتنی فرصت کہاں کہ وہ شاعروں کی میلوں تک پھیلی ہوئی الف لیلاؤں میں سر کھپاتا پھرے، جیسا کہ اِسی مجموعے میں کسی جگہ پر، کسی قطعہ میں کہا گیا ہے کہ:

ہو گیا ہے آج کا انسان کیا عجلت پسند
ہر روایت انگلیاں دانتوں میں دابے رہ گئی
فرقتوں میں ہائے ہائے کی فراغت ہے کسے
داستانِ عشق تو اب "ہائے ہائے" رہ گئی

اور اِس سے اُردُو طنز ومزاح کا ادب بھی مستثنیٰ نہیں۔ آج کے دور کا مصروف انسان مختصر لیکن مربوط کاوشوں کو نظر نوازی اور مطالعہ کا شرف بخشتا ہے۔ اگرچہ قطعات کی کوئی ہئیتِ ترکیبی مختص نہیں، اِس صنفِ سخن میں چار سے لے کر لا متناہی مصرعوں میں اپنا مافی الضمیر بیان کیا جا سکتا ہے، کیا جا تا رہا ہے اور کیا بھی جا رہا ہے، وہ بہر صورت قطعہ ہی کہلاتا ہے تاہم اب چو مصرع قطعات کا دور دورہ ہے۔ اِس مجموعۂ قطعات میں بھی چار مصرعوں پر مشتمل قطعات لکھے گئے ہیں۔

اُمید ہے کہ "تازہ گنڈیریاں" بھی آپ کو پسند آئیں گی۔ آپ کی آراء کا شدت سے انتظار رہے گا۔

نوید ظفر کیانی

۵ جولائی ۲۰۲۵ء

ریڈیو پاکستان

کیسے ہونا تھا اور کیسے ہوتا ہے
ریڈیو پاکستان کا استعمال سنو
قومی مسائل سے کیا لینا دینا ہے
کرکٹ ٹیم کا آنکھوں دیکھا حال سنو

* کبھی ملک میں ریڈیو کی وہی حیثیت ہوا کرتی تھی جو آج کل موبائل کی ہے۔

نیا تقاضہ

نیو ملینیم میں اِنٹری کے لئے
یُوں نہ ہو راستے میں کھو جائیں
اپنی غیرت کو جینز پہنا کر
اِک ذرا ایڈوانس ہو جائیں

* دنیا کو بیسویں صدی سے اکیسویں صدی میں داخل ہونے پر کئی انجانے خدشات لاحق تھے۔

مزے کی بات

میں کہ تھا اُنیس کا
لفٹ کیا ملتی بھلا
ساٹھ برسوں کا ”جواں“
فلم کا ہیرو بنا

ستم ظریفی

خبرنامے میں تو سُنا ہو گا تم نے
نہ آئندہ ہو گی کبھی لوڈ شیڈنگ
نہیں جی! میں خبریں نہیں سُن سکا تھا
ہمارے علاقے میں تھی لوڈ شیڈنگ

* ہمارے ملک میں یہ مذاق روزِ آفرینش سے چلا آ رہا ہے۔

احتیاطِ عشق

محبوب کی زباں پہ یقیں کرنا چاہیے
اِس سے نہیں ہے بڑھ کر کسی بھی قلم کا خط
اہلِ وطن نے آج تلک تو لئے نہیں
عہدِ وفا پہ اوتھ کمشنر کے دستخط

افسانہ نگارنیں

پڑھتے ہیں اِن کو تاجر یا عورتیں خوشی سے
ہم، آپ کے لئے تو مطلق نہیں افادہ
خاتون کے فسانوں میں ہے فسانہ کم کم
کپڑوں کا جیولری کا احوال ہے زیادہ

تشخیص

ہو گی جمہوریت کی بیماری
اِس کی تشخیص یہ بتاتی ہے
قوم ہر دو برس کے بعد ظفرؔ
مارشل لاء کی ڈوز کھاتی ہے

اونچی چھتوں والی بسیں

اگر دبانا ہو مقصود اپنی پرُجا کو
تو چھوڑتے نہیں گنجائشیں بہانے کی
بسوں کی اونچی چھتوں پر بھی غور کر لیجے
کہیں یُوں رسم نہ چل نکلے سر اُٹھانے کی

* جنرل ضیاء الحق کے مارشل لاء کے دور میں جی ٹی ایس نے اٹلی سے اونچی چھتوں والی کشادہ بسیں منگوا کر پنجاب بھر میں چلائی تھیں۔

دورِ نو کا عشق

قرض مانگا تو فدائی ایسا چھُو منتر ہوا
مدتیں گزریں کہیں پر بھی نظر آیا نہیں
عشق کو چھانا ہے جب بھی آزمائش میں ظفرؔ
چھان بُورے کے سوا کچھ بھی نظر آیا نہیں

یونیورسٹی

نوکری ملتی نہیں ہم کو کہیں
کب سے گھر بیٹھے ہیں سر کو تھام کے
یونیورسٹی نے نکما کر دیا
"ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے"

شاعر مہدی حسن

اِتنی بڑی خبر اور تم کو پتہ نہیں ہے
لکھتے ہیں بن کے شاعر مہدی حسن بھی غزلیں
کل ریڈیو پہ میں نے اعلان خود سُنا تھا
”اب آپ سُن سکیں گے مہدی حسن کی غزلیں“

کھٹّے انگور

لا حاصل دے بیٹھے ہیں ہم
ٹیلیفون کی ”ایپلی کیشن“
حسرتِ تعبیر کو کم ہے
عمرِ خضر کا لمبا سیشن

* ٹی اینڈ ٹی کے دور میں گھر میں ٹیلیفون لگوانا خاصا صبر آزما کام ہوا کرتا تھا۔

نائن الیون

اِک خُوگرِ انصاف کا انصاف بھی دیکھا
جب مجھ کو ہی ہر وار لگا میرے وطن میں
چہ خُوب، وقوعہ ہُوا اَمریکہ میں لیکن
تفتیش کا بازار سجا میرے وطن میں

* نائن الیون کے ڈرامے کا تذکرہ۔

نسخۂ کیمیا

پاپ سنگنگ کی ورزشیں چھوڑیں
یُوں نہ لوگوں کو بور فرمائیں
آج ہی افسروں کے گُن گا کر
برتر از تان سین ہو جائیں

وجہِ تسمیہ

میں نے پوچھا کہ بنایا ہم نے پاکستان کیوں؟
کس لئے ہر اِک مسلماں پیکرِ ایثار تھا
سوچ کر بولے کہ جی مجھ کو تو لگتا ہے یہی
جشنِ آزادی منانے کو وطن درکار تھا

پتنگ باز سجنا

سیاست بھی کب کی کُڑک ہو چکی
معیشت کی بیماریاں بھی بے انت
مگر بھاڑ مین جائے ملک و وطن
پتنگ باز سجنا ہے محوِ بسنت

* پی ٹی وی گلوکارہ فریحہ پرویز کا گایا ہوا نغمہ "پتنگ باز سجنا" خاصا معروف ہوا تھا۔

مبادا

پاپ میوزک کے ہیں میلے جابجا
دمبدم حاصل ہے روحوں کو غذا
اِس طرح کی اور اِتنی موسیقی
ہاضمہ گڑبڑ نہ کردے روح کا

نرخ کا کرنٹ

بجٹ کو کٹ لگا نہیں
کرے ہنوز "تا" مجھے
سُنے جو نرخ برق کے
کرنٹ لگ گیا مجھے

نادان قیادت

دوش نہیں ہے کسی کا اپنے کرتوتوں کی بھینٹ چڑھی
قوم و وطن کو ملی سدا نادان قیادت، یاد آئے
پڑھتا ہوں میں جب بھی خودکش حملہ آور کی بابت
مجھ کو پاکستان کی ہر جمہوری حکومت یاد آئے

زرداری کہیں کے!

ہمیشہ کی طرح اِس بار بھی ہم
نچھاور تیرے عہدِ دلنشیں کے
اگرچہ جانتے ہیں، بوجھتے ہیں
بدل جاؤ گے، زرداری کہیں کے!

* پی پی پی کے چیئرمین زرداری نے کہا تھا کہ معاہدے کوئی قرآن و حدیث نہیں ہوتے۔

سیاہ بخت

میرے تو یار سارے پردیس جا چکے ہیں
لندن کوئی سدھارا، کوئی گیا ٹورانٹو
لیکن میں جانتا ہوں، پائی ہے جیسی قسمت
ایتھوپیا کا ویزہ بھی نہ ملے مجھے تو

کوڈ نیم

مسلمانو! بہت سادہ ہو تم بھی
گمانِ امن کس اعلام کا ہے
صلیبی جنگ بازوں کی لغت میں
اسامہ "کوڈ نیم" اسلام کا ہے

* جب اسامہ کی تلاش کے بہانے امریکہ ہر مسلم ملک پر چڑھائی کرتا پھرتا تھا۔

تاوانِ امن

کتنے معصوموں کا خوں ہونا ہے
کتنے مظلوموں کا نکلے گا دم
اپنے مطلب کا اگر کرنا ہو
امن ہوتا نہیں یونہی قائم

بسکہ۔۔۔

نوعِ انسانی کو بھی جنسِ تجارت کر دیا
حرصِ زر نے دوستو! کوئی کسر چھوڑی نہیں
کِس لئے ڈالر لگا بیٹھے جواری دہر کے
یہ خلیجی جنگ کوئی ریس کی گھوڑی نہیں

* خبر تھی کہ خلیجی جنگ کو بزنس پروجیکٹ سمجھتے ہوئے یورپی ممالک سرمایہ کاری کر رہے ہیں۔

جستجو سلامت!

اِس باب میں بُش بھائی جو حسّاس رہے
باور ہے کہ ملزم کا پتہ کرلیں گے
اِک روز جو آئینے میں ڈالیں گے نظر
خُود پر ہی اسامہ کا شبہ کرلیں گے

* وہی نائن الیون اور اسامہ بن لادن کا کیموفلاج ہدف۔

مآلِ کار

حُقّہ پانی بھرنا ہے، یس سر یس سر کہنا ہے
چپ چپیتے سُننی ہے ماں بہن کی ہر گالی
دلبریٔ امریکہ میں تو ایسا ہونا ہے
منہ تو کالا کرتی ہے کوئلوں کی دلّالی

* امریکی سفارتکار نے کہا تھا کہ پاکستانی ڈالروں کے لئے اپنی ماں بہن کا سودا بھی کرنے سے نہیں چوکتے۔

بجٹ سے پہلے

اِتنے بغداد پہ امریکہ نے کب برسائے
جتنے خدشات کے بم برسے بجٹ سے پہلے
سانس لینے پہ کہیں ٹیکس نہ لگ جائے ظفرؔ
سانس رُک جاتی تھی اِس ڈر سے بجٹ سے پہلے

رانگ نمبر

گھنٹی جگائے رات کے دو دو بجے ظفرؔ
کس وقت کس کی کال ہے، کس کو belong ہے
ہر رانگ نمبریئے پہ بگڑتا ہوں میں عبث
نمبر غلط نہیں ہے، مرا فون wrong ہے

شادی شدہ

جب چھڑا تھا، کس قدر تھا پُرسکوں یہ ملیٹینٹ
کر رہا ہو گا یقیناً یاد ہر شادی شدہ
پھنس گیا سسرال کی پھیلی ہوئی بُش میں ظفرؔ
اِن دِنوں ہے صورتِ بغداد ہر شادی شدہ

جمہور و جمہوریت

جمہوریت میں وقعت جمہور کی ہے زیرو
جو بھی افادہ ہے وہ خوّاص کی ہے دولت
یہ ایسا ہی ہے مچھر دانی میں جیسے کیانی
ہوتی نہیں ہے مچھر کو گھسنے کی اجازت

نئی درجہ بندیاں

پہچانیے ! ہم آپ کس درجے میں ہیں اِس عالمی میزان میں
طاقت میں ہیں، تو امن کے لیڈر ہیں خواہ فرعون ہیں بیدرد ہیں
نامرد ہیں تو مرحبا کہ حامیانِ آشتی کہلائیں گے
خوددار ہیں، کمزور ہیں تو جان لیں ہم آپ دہشت گرد ہیں

* نائن الیون کے ڈرامے کے بعد مسلمان ملکوں کا سٹیٹس۔

اُف یہ گراں باریاں

تم غلط سمجھے ہو میں رکھتا نہیں
نیّتِ لائبریری دوستو!
دوسری میں ہے مرا بچّہ ظفرؔ
یہ کتابیں ہیں اُسی کی دوستو

پردہ رہ گیا

قیس صاحب عشق میں ناکام ہو کر ہیں امر
رکھ لیا پردہ یُوں اِن کا شکریہ اے آسماں
دو دِنوں میں ہاتھ کر لیتے کھڑے موصوف بھی
بھگتنا پڑتیں جو اِن کو ازدواجی پیشیاں

بے مزانہ ہوا

حظ اُٹھائیں قطع کلامی کے
ایسے باتیں وہ میریاں کاٹیں
جس طرح لڑکیاں مزے لے کر
کھٹی میٹھی سی کیریاں کاٹیں

آلۂ موسیقی

جب بھی کھولو سا رے گا ما پا دا نی
جب بھی دیکھو محفل راگ وتال کی ہے
اِس کے طور طریقوں سے تو لگتا ہے
ٹی وی جیسے آلۂ موسیقی ہے

اخبار

جھنجھناہٹ نہ ٹینشن نہ مایوسیاں
کسی ڈائن کا سایہ نہیں غالباً
گھر میں سارے ہی ہشاش بشاش ہیں
آج اخبار آیا نہیں غالباً

* کبھی اخبارات بھی لوگوں کو نشے کی طرح چمٹے ہوئے تھے۔

ہیہات

ہم تو نرے کنگال کے ہی کنگال رہے
کیسے کیسے بونگے دولت رکھتے ہیں
اپنا جیون بھی کیا جیون ہے یارو!
کالا باغ کے ڈیم سی قسمت رکھتے ہیں

* کالاباغ ڈیم ملکی آبی وسائل کی ضرورت ہونے کے باوجود آج تک ایک خواب ہے۔

بِلا مقابلہ

مری بیوی کرتی ہے ہر فیصلہ
کسی طور بھی میں اکڑتا نہیں
ظفرؔ ایسے حالات ہو جاتے ہیں
مرا ووٹ بھی مجھ کو پڑتا نہیں

یقین دھانی

میری باتوں پر یقیں کرنے نہیں دیتی تجھے
بدگمانی کر رہی ہے تجھ سے متواتر بلف
تیرے عاشق کا ہے پیمانِ وفا، جانِ وفا!
یہ نہیں ہرگز کسی قومی ترقی کا ہدف

زندگی اے زندگی

کس طرح گرتے نہ منہ کے بل ظفرؔ
زُلف ہائے یار جو برہم ہوئی
حادثے معمول کا حصہ ہوئے
زندگی تقدیر کی چیونگم ہوئی

وہم

یُوں کسی وہم کا پستول تنا جاتا ہے
جیسے شیطان پہ لاحول پڑھا جاتا ہے
جائیں مسجد تو یہ رہ رہ کے خیال آتا ہے
جوتیاں لے کے کوئی گول ہُوا جاتا ہے

ایسی کی تیسی

ظفرؔ انصاف پرور ہے تو کیا ہے
ترے اوصاف کی ایسی کی تیسی
مری گچی پکڑنا چاہتا ہے
تو پھر انصاف کی ایسی کی تیسی

توبہ!

دَندناتے ہیں بے مہار ظفرؔ
آپ جیسے بھی ڈھیٹ کم ہوں گے
آج اخبار پڑھ کے آیا ہوں
آپ تو مر چکے ہیں پرسوں سے

اخبار پرستی

ہم تو مجنوں ہیں اِسی لیلیٰ کے
فیض، لازم نہیں کچھ لیتے ہیں
جب بھی اخبار نظر آتا ہے
جا کے ہاکر سے "پڑھ" لیتے ہیں

نالائق دانشور

مجھ پہ مقصودِ علم وہنر منکشف تھا
میرے بھیجے میں کوئی بھی کانٹا نہیں تھا
مجھ کو جغرافیہ میں ملا گول انڈا
میں نے نقشے میں قوموں کو بانٹا نہیں تھا

خطرہ

کِیا ہے جیسے میرے ساتھ اُس نے
وہ یونہی کر کے دکھلائے گی تجھ کو
فلانی سے کہیں دِل نہ لگانا
وہ ڈھمکانے سے پِنجوائے گی تجھ کو

بھارت سے

جنگ کرنی ہے تو حاضر ہیں ہم
پیٹھ کرنا نہیں ہم نے سیکھا
ہم کو آنکھیں نہ دکھاؤ ایسے
ہم ہیں افغان نہ تم امریکا

* بھارت اکثر گیدڑ بھبھکیاں دیتا رہتا ہے۔

ہدایت

ظفرؔ دیکھ کر غیر کی ڈگریاں
یہ کیسی پریشانیوں میں ہو گم
وہ میرٹ کی پرچی نکالو ذرا
منسٹر سے جو لے کے آئے تھے تم

ہچکیاں

کر رہا ہوں بات کرنے سے مفر
کیوں غلط فہمی کا جرمانہ بھروں
یہ نہ سمجھو ڈانٹتا ہوں میں تمہیں
ہچکیاں مجھ کو لگی ہیں، کیا کروں

سرزنش

دانت نہ یُوں نکال کر دیکھو!
تجھ پہ چل جائے خامہ ممکن ہے
تیری بیوی بھی کھول سکتی ہے
تیرے گھر بھی ڈرامہ ممکن ہے

گھٹلیوں کے دام

مونچھیں فقط علامتِ مردانگی نہیں
رکھتی ہیں برقیات میں بھی کام چارمنگ
گر اُڑ گیا فیوز تو ہونگے نہ کنفیوز
مونچھوں کا بال توڑ کے کرلیں گے وائرنگ

زود رنج کہیں کے

تم میں رتی بھر بھی عقل اگر ہوتی
گالاں یُوں سرکار کو ایویں کیوں دیتے
اِتنی بات پہ اِتنا غصّہ چہ معنی
آٹا مہنگا تھا تو کیک منگا لیتے

منزل یہی کٹھن ہے

عاشق نئے زمانے کا کس طرح ہو مائل
بے فیض وحشتوں کا ہرگز نہیں ہے قائل
کو نہ وصالِ لیلیٰ کا خاک پا سکے گا
مجنوں کے پاس کب ہے فاٹا کا ڈومیسائل

صفائی

بھوک مجبورِ احتجاج کرے
ورنہ خوگر نہیں تماشوں کے
ہر حکومت یہی سمجھتی ہے
پیٹ ہوتے نہیں کلرکوں کے

کل اور آج

کل بہت جس کی محبت میں مرا کرتا تھا میں
آج وہ کاہے کو نامعقول لگتی ہے مجھے
عقد سے پہلے نزاکت میں تھی چنبیلی کا پھول
اب مگر گوبھی کا کوئی پھول لگتی ہے مجھے

مسائلستان

معاشی مسئلہ ہو یا سیاسی
بلائے جان بنتا جا رہا ہے
یہ پاکستان، یہ اپنا وطن بھی
مسائلستان بنتا جا رہا ہے

طے شدہ بات

کچھ ایسی روایات بھی قائم ہیں جہاں میں
لڑ سکتا نہیں جس سے کوئی بندۂ بے بس
سورج تو نکل سکتا ہے مغرب سے بھی لیکن
دے سکتا نہیں دودھ گوالا کبھی خالص

اُف یہ شاعر

باس سے دِن بھر یس سر نو سر
بیگم سے بھی تُو تُو میں میں
لیکن پھر بھی ڈھیٹ ہیں شاعر
پیار کی نظمیں لکھنے بیٹھیں

واحسرتا!

کھڑکانے کو فون تو میں کھڑکاتا ہوں
ہیلو خاک کہوں کہ سنگا سُکتا ہے
تجھ سے تیرے ماہی کی گل کیسے ہو
تیرا پیو ہر بار ریسیور چُکتا ہے

* پنجابی الفاظ۔۔۔سنگا: گلا گل: بات پیو: باپ چُکتا ہے: اُٹھاتا ہے۔

ہنوز

وہی عہد نفاذِ دین رحمت
وہی اخلاص میں کج رائیاں ہیں
وہی عزمِ سفر ہے رہبروں کا
وہی چیونٹیوں سے کوہ پیمائیاں ہیں

* جنرل ضیاء کا نظامِ دینِ مصطفیٰ کے نفاذ کا وعدہ جو کبھی ایفا نہ ہو سکا۔

احمق

یہ جو جرثومے ہیں محبت کے
مائی میں، یورمیں بہت سے ہیں
"احمقوں کی کمی نہیں غالب"
اپنے لاہور میں بہت سے ہیں

اِن شاء اللہ

ہمارے باس نے جو ہم کو ڈانٹا ہے
بُرا ہم نے منانا ہی نہیں اِس کا
یہ اپنے باس کے کمرے میں جائیں گے
تو وہ بدلہ چکا دیں گے وہیں اِس کا

ستم ظریفی

شوہر ہے تو برگشتہ مردانگی ٹھہرا
بیوی ہے تو ہر بات میں تقریر بھی چاہے
ہم خانگی جھڑپوں کو بنا دیتے ہیں اکثر
اِک ایسا تماشہ جسے رہگیر بھی چاہے

نئی آزمائش

ستارے توڑنا مشکل رہا ہے
نہ جوئے شیر لانا ہے بعید ے
وہی اقبالؔ کا شاہین ہو گا
جو بکرا منڈی سے بکرا خریدے

زمینی حقائق

طمع لیڈروں کی بناتی ہے لوٹے
نظریاتی وابستگی کچھ نہیں ہے
شکرخوروں کو جب شکر مل رہی ہو
اُصولوں کی باسی کڑھی کچھ نہیں ہے

الاماں

کون دیکھے تری گلی کی راہ
جان لیوا ہوئی ہے وصل کی چاہ
تیرے ویروں کی مونچھ کے کُنڈل
کڈھ رہے ہیں محبتوں کا تراہ

آئیڈیل

افسانوی محبتیں افسانہ کر گئیں
خاتون کا نصیب تو چکر میں پڑ گیا
آئیڈیل کا بھوت کسی کا نہ ہونے دے
اختر میں گھس گیا کبھی انور میں پڑ گیا

جمعہ دیوانہ

سام انکل کے گھر ہے صدارت کا رن
موج میں کس لئے اپنے جذبات ہوں
میڈیا پر ہے وہ گھما گھمی ظفرؔ
جیسے اپنے یہاں انتخابات ہوں

* امریکہ کے انتخابات کے موقع پر پاکستانی الیکٹرانک میڈیا کا حال۔

اکیلے نہ جانا

کوئی ہم کو کھانا پکا کر نہ دے گا
یوں فاقوں میں بیگم! بھلا کیا جئیں گے
”اکیلے نہ جانا ہمیں چھوڑ کر تم
تمہارے بناء ہم بھلا کیا جئیں گے“

* ایک مشہور پاکستانی فلمی گانے کا مکھڑا۔

وجۂ بیقراری

معتقد ہوں آپ کے فنکارانہ جذبے کا
اب بھی آپ سنگر ہیں، تب بھی آپ سنگر تھے
اب سکون سے کیسے ٹھریاں سناتے ہیں
واش روم جانے سے پہلے پاپ سنگر تھے

تدبیر

عید پر مہماں نوازی جی کا اِک جنجال ہے
میں بتاؤں کس طرح چھٹکارہ حاصل کیجئے
گیٹ پر موٹا سا اِک تالا لگا لیجے ظفرؔ
اور اندر بیٹھ کر وڈیو پہ فلمیں دیکھئے

* کبھی وڈیو کا دور بھی ہوا کرتا تھا۔

مشورہ

افسری تم پہ ایک پھبتی ہے
کچھ بنانا ہے تو اِدھر آؤ
قاصدی اور وہ بھی کسٹم میں
تم سمجھ لو تو سیٹھ ہو جاؤ

تہی داماں

پاس کچھ بھی نہیں رہا جیسے
آپ کی خفگیٔ مزید کے بعد
اِس طرح ہو گیا تہی داماں
جیسے بٹوے کا حال عید کے بعد

مجبوری

تیرے سجدہ ریزوں کو بھی اے مولا
آخر ایک مقام کا طعنہ پڑتا ہے
بڑے بڑے سلطانوں سے نہ ڈریں مگر
نائی کے آگے سر کو جھکانا پڑتا ہے

جہیز

ہر شخص بن چکا ہے زر و سیم کا غلام
رخنہ سا رخنہ رشتوں کے جوہر میں پڑ گیا
دیکھا گیا جہیز تو تیور بدل گئے
کیا کیا نہ نقص دلہن دلبر میں پڑ گیا

باعثِ تاخیر

اے مدعی! صاحب کو ہی الزام دیتا ہے یُونہی
تسلیم کر لے کہ تری کاوش بڑی کمزور تھی
انصاف میں اِس واسطے تاخیر خاصی ہو گئی
انصاف کی درخواست میں انگلش بڑی کمزور تھی

؟

کس کی اُلفت کا ظفرؔ
آپ کو ابہام ہے؟
وہ فلاں ہے یا فلاں
میم ہے یا لام ہے؟؟

اب جیسا کہیں

صرف کہہ دُوں کہ نوک جھونک ہوئی
یا بتاؤں کہ کیسے بیوی لڑی
ٹوٹا شیشے کا جگ مرے سر پر
"آپ بیتی کہوں کہ جگ بیتی"

٭ مصطفیٰ زیدی کے ایک قطعے کا مصرع۔

ایک سوال

تھانہ کچہریوں میں رُلنے رُلانے والے
دو دوستوں سے ہم نے یہ بات پوچھنی تھی
رکھنی تھی دوستی تو کاہے کو لڑ پڑے تھے
اور لڑنا تھا تو پھر سے کاہے کو دوستی کی؟

آئی ایم سوری

آ تو سکتا ہوں سکردو بھی ہوائی رستے
عصرِ حاضر میں ملاقات نہیں خوب، نہ مانگ
ہائی جیکر ہیں بہت تاک میں، آئی ایم سوری
”مجھ سے پہلی سی محبت مرے محبوب نہ مانگ“

* جب مرتضیٰ بھٹو کی دہشت گرد تنظیم ”الذوالفقار“ نے پی آئی اے کا طیارہ اغوا کیا۔

توبہ بھلی

ایسا بھی قاتلانہ انداز کس کا ہو گا
جس طرح عاشقوں کے جذبات مارتی ہو
تیری سماعتوں کی کج رائی ہے یا کیا ہے
میں ہاتھ مانگتا ہوں، تم لات مارتی ہو

کامیابی کی وجہ

کام کوئی تو وہ کرتے ہوں گے جس سے اِس قدر مشہور ہیں
نام اُن کا چارسُو ایمپائرنگ میں آج ویسے ہی نہیں
بات یہ ہے وہ اگر چشمہ نہ پہنیں تو نظر آتا نہیں
اِس لئے ایمپائرنگ کرتے ہوئے چشمہ پہنتے ہی نہیں

ہائے کاش!

صحبتِ حُسن سے رنگین تو ہوتا جیون
غم سے دو چار بھی ہوتا تو مزا آجاتا
کسی خاتون کے لکھے ہوئے افسانے میں
مرا کردار بھی ہوتا تو مزا آجاتا

کہاں جاؤں؟

بہت ہیں جن کے لیکھوں میں فتوحاتِ زمانہ ہیں
غمِ دوراں مری تقدیر میں ہے اِک تُہی سالے!
مجھے لگتا ہے میں سسرال کے در کا چڑھاوا ہوں
وہی ساسو، وہی سسر، وہی سالی، وہی سالے

نئی نویلی ٹنڈ

سب کی باچھیں بکھرتی جاتی ہیں
وارداتیں شروع ہوتی ہیں
آج کل میری ٹنڈ پر دِن بھر
کتنی چپتیں طلوع ہوتی ہیں

رنگِ آسماں

گر حکومت کے محکمے سے رہے یونہی نمایاں اختلاف
کوئی دِن میں ڈسٹ بِن بہبودِ آبادی کی تھاں بننے کو ہے
مِلّتِ بیضا سے کہتا ہے کہ بس بس دو ہی بچے ہیں بہت
اور اپنی بنتِ مِلّت ہے کہ چوتھی بار ماں بننے کو ہے

* انتخابات کے موقع پر اسلامی جمہوری اتحاد کی جانب سے افواہ پھیلائی گئی تھی کہ بینظیر بھٹو حاملہ ہیں۔

عالمِ نامرادی

دِل کراچی سے بڑا بیزار ہے
پھر بھی ہے مجبور، ہل سکتا نہیں
کیا کرے کہ ڈوب مرنے کے لئے
چلّو بھر پانی بھی مل سکتا نہیں

پہریداری

ظفرؔ ہیرے جواہر ہوں یا حُسنِ دِل پشوری ہو
ہمیشہ ہم نے دیکھا ہے کہ کوئی سپ ہے پہرے پر
خزانہ کوئی بھی لُٹّا نہیں رہتا ہے دنیا میں
کبھی ہوتا تھا برقع اور اب میکپ ہے چہرے پر

حکومت سے

ریڈیو، ٹی وی کو گرمائے رہیں
یہ کھلونے دے کے بہلائے رہیں
دیکھ نہ پائے گرانی کی طرف
قوم کو کرکٹ میں اُلجھائے رہیں

ہور چوپو

نامرادی کس لئے کھیڑا نہ چھوڑے آپ کا
کیوں کھُلے نہ آج فکرِ کیس میں جانِ حزیں
آپ کی فائل چلے کیا خاک کہ اِس میں ابھی
قائدِ اعظم کی فوٹو والے ڈاکومنٹ نہیں

یاد رہے!

آج ٹھینگا تو دکھاتا ہے مگر یاد رہے
کل کسے پائے گا تُو ناز اُٹھانے کے لئے
”ہم بھی اِس عمرِ رواں میں کہیں بہہ جائیں گے
تُو بھی باقی نہ رہے گا ہمیں پانے کے لئے“

٭ ایوب خاور کا شعر۔

یا حیرت!

یہ چوٹی، یہ نئے انداز کا فیشن
ہماری آگہی کو آزمائے گی
سراپے سے تو کچھ کھلتا نہیں ہم پر
خدا معلوم، آئے گا کہ آئے گی

خطرہ

میری قسمت سے سُن کے نوحہ گری
بینک بیلنس کو دیکھ کر مٹی
لوگ نظریں چرائے پھرتے ہیں
تم بھی آخر کو بھائی کہہ دو گی

ڈپلومیسی

لُوٹ لیجے ڈپلومیسی کے مزے
عالم بے خانماں برباد میں
گالیاں دے لیجیے دِل کھول کر
معذرت کر لیجیے گا بعد میں

کیا کِیا جائے

خود کفالت کی تمنا ہے سبھی کے دِل میں
کیا کیا جائے، ترقی کا ہنر بھول گئے
چھالیہ کھانے کی ٹھہرائی تو ہے صاحب نے
اپنی بتیسی کہیں رکھ کر مگر بھول گئے

لیکن

تیری نظروں کا مجھے خوف تھا لیکن تُو نے
مار سینڈل کی وہ دی ہے کہ خدا جانتا ہے
تیری سرکار سے اندیشۂ زخمِ دِل تھا
چوٹ وہ سر پہ لگی ہے کہ خدا جانتا ہے

نئی دعا

کروں گا خِلعتِ مردانگی کیا
بس اتنا کر مری قسمت جگا دے
دعا حسبِ زمانہ ہے خدایا!!
سیاستدان کی بیٹی بنا دے

* ایشیاء کی موروثی سیاست میں خاندانی قحط الرجال کے باعث خاندان کی خواتین کی چاندی۔

انتہا معلوم

اور معیشت خون غریبوں کا چوسے گی
اور گرانی مشاقِ بے دردی ہو گی
یہ جو اپنی اپنی کھال کا پہناوا ہے
مستقبل میں اپنی قومی وردی ہو گی

اِک بال

ہر بار ذرا و کھرا اسٹائل مرا ہوتا
ہر بار کسی اور ہی آہنگ سے سجتا
آرائش گیسو تمھیں آتی نہیں ورنہ
اِک بال بھی سو رنگ سے سو ڈھنگ سے سجتا

آثار کہہ رہے ہیں

کہاں جائیں گے ہم غریب عید کو
گرانی یہ کس موڑ پر لائے گی
مجھے تو یقیں ہو چلا ہے ظفرؔ
قیامت کسی عید کو آئے گی

بسکہ

رشتۂ انسانیت عنقا نہ ہو جائے کہیں
ڈوبتے احساس کو اِک جذبِ باہم چاہیے
دانت ہم اِک دوسرے پر کچکچا بیٹھے بہت
اب دِلوں کو "ڈاس" جیسا کوئی سسٹم چاہیے

* ونڈوز کے اوّلین ورژن میں اس کا آپریٹنگ سسٹم ڈاس Disc Operating System ہوا کرتا تھا۔

اعمال نامہ

یہی عصیاں ہیں اور یہی نیکیاں ہیں
اِسی نے ڈبویا، یہی شان لایا
دکھانا تھا اعمال نامہ خدا کو
میں شاعر تھا سو اپنا دیوان لایا

سبیل

ابھی بہرِ مُردن جواں اور بھی ہیں
مری ساس کی لڑکیاں اور بھی ہیں
پے عقد ہر ہر حماقت کو ریڈی
ہمی ہم نہیں ہیں، یہاں اور بھی ہیں

شہ زور بکرا

عیدِ قرباں پر سبھی قربانی کرتے ہیں مگر
دوسروں سے بڑھ کے جرات آزمانی ہے مجھے
کس قدر شہ زور بکرا ہاتھ آیا ہائے ہائے!!
سینگ کھا کھا کر مسلمانی دکھانی ہے مجھے

ایک بار پھر

معیشت دان ہر بیم و رجا کو
نئے بارود سے بھرنے لگے ہیں
نئے ٹیکسوں کے منصوبے بنا کر
بجٹ کو مولا جٹ کرنے لگے ہیں

حقیقی منظر

ذرا عینک کا شیشہ صاف کر کے دیکھئے صاحب!
نہیں ہے یہ کسی جنگل کے بارے میں کوئی منظر
اِنھیں پہچانئیے، یہ لیڈرانِ قوم وملّت ہیں
اسمبلی کا کوئی سیشن ہے جو چلتا ہے ٹی وی پر

کھیلن کو مانگے چاند

کاہل ایسے، بحر الکاہل بھی شرمائے
رال مگر ٹپکانے میں ہیں ہیرو اب بھی
کمپیوٹر لٹریسی پر ہیں نظریں اپنی
گو ہیں تختی لٹریسی میں زیرو اب بھی

امارت

یہ دو طرفہ امارت ہے
جو تیری میری باندی ہے
ترے لاکر میں ہے سونا
مرے بالوں میں چاندی ہے

جیسے کو تیسا

برسات کا زمانہ تھا کیچڑ تھی ہر طرف
لت پت پڑے تھے یار پھسل کر ہمارے بھی
ہم اُن پہ کھلکھلاتے ہوئے پیچھے جو ہٹے
سر نیچے اور پاؤں تھے اوپر ہمارے بھی

ڈاکیئے سے

ہوگا زمانے بھر میں مرے کُتّے کی طرح
خطرے کو بھانپنے میں کوئی ہوشیار کیا!
یہ ڈاکئے پہ یونہی کبھی بھونکتا نہیں
لائے ہو میری ساس کے آنے کا تار کیا؟

ستم ظریف

کیا بتاؤں کس لئے اُس سے مری بنتی نہیں
کیا کہوں بیساختہ کیوں تلملا جاتا ہوں میں
ہر دفعہ وہ پوچھتا ہے کس لئے روتے ہو تم
ہر دفعہ کہتا ہوں میں، روتا نہیں گاتا ہوں میں

کرپشن

جسے موقع نہیں ملتا وہی ہے پارسا ورنہ
کرپشن کی ولایت کا تو ہر کوئی الاٹی ہے
ظفرؔ اپنے یہاں رشوت کی لعنت بھی ضرورت ہے
یہ چوراہے کی ہانڈی ہے جو ہر کُتّے نے چاٹی ہے

نشانی

یہ مانا کہ نِرے پنجابی ہیں ہم
مگر اُن سے بھی ناواقف کہاں ہیں
کراچی کو کراپنچی کہہ رہے ہیں
ظفرؔ وہ بالیقیں اہلِ زباں ہیں

پہچان

deficiency میں ہمیں بس اِک یہی نسبت ملی
efficiency میں اگرچہ ہر طرح بہتر لگا
میرے کمپیوٹر کو بھی اردو زباں آتی نہیں
میرا کمپیوٹر بھی گویا قوم کا لیڈر ہوا

میرے ٹھینگے سے

محبت "آن لائن" ہی جتائیں گے
دِلوں کا حال میموں کو سنائیں گے
محلے والیاں ٹھینگوں پہ رکھتی ہیں
ہم "انٹرنیٹ" پر ڈیٹیں لڑائیں گے

ہُن میں کی کراں؟

ہوتے تھے با آسانی ملازم میرے آباء
میرٹ تھا سدِ راہ نہ کوٹا میرے مولا!
میں ڈگریاں بے فیض لئے پھرتا ہوں ہر سو
میری دفعہ "کی پے گیا رولا" میرے مولا!

نسخۂ کیمیا

اگر ترقی کا ارمان ہے ترے دِل میں
نگاہِ باس میں اپنا مقام پیدا کر
ظفرؔ خودی ہے گوارہ کسے زمانے میں
خودی کو چھوڑ، خوشامد سے دام پیدا کر

خطرہ

امریکہ کی منشاء ہے
پاکستان میں مرد نہ ہوں
آپ بھی داڑھی رکھتے ہیں
آپ بھی دہشت گرد نہ ہوں

تجسس

نہیں ہونے پایا بڑی دیر سے
کسی نرس کا اِس طرف سے گزر
تمہاری طبیعت کا پوچھوں گا میں
کہاں ہے تمہاری "حسیں" ڈاکٹر

ڈھیٹ پن

محفل تھی، یار لوگ تھے، رشوت کا ذکر تھا
کچھ "کھاؤ" لوگ چھیڑے ہوئے تھے یُوں داستاں
رِشوت پہ کوئی کرتا ہے تنقید تو کرے
کتوں کے بھونکنے سے نہیں رکتا کارواں

پروڈیوسر

وقت بے وقت مرا مغز نہ چاٹا کیجے
یہ مرا وقت نہیں آپ کی مَن مَن کے لئے
آپ کیوں قومی مسائل کو لئے بیٹھے ہیں
ٹیلیویژن ہے فقط تاک دھنا دھن کے لئے

٭ کبھی ملک کے واحد چینل پی ٹی وی کے کچھ ایسے ہی حالات ہوا کرتے تھے۔

تعلیمی نصاب

”اب کے تجدیدِ وفا کا نہیں امکاں جاناں“
اب کسی اور کو کہتے ہیں وہ جاناں جاناں
یونہی تعلیمی نصابوں پہ خیال آیا ہے
”کس قدر جلد بدل جاتے ہیں انساں جاناں“

* احمد فرازؔ کے مصرعے۔

انجامِ کار

اُس کا عشق بھی تھا طوفانی اور تمہارا بھی لاثانی
تم دونوں ہی نکلے گویا راہِ طلب میں بالکل سچّے
دنیا سے تو تم ٹکرائے لیکن ہاتھ کیا آیا، ہائے؟
بس یہ چاں چاں کرتی بیوی، بس یہ رُوں رُوں کرتے بچّے

عیدی

آپ کے بچوں کی یہ فوجِ ظفر موج ظفرؔ
آپ کی یاری کے ناطے مرا مقدور بھی ہے
عید کا دِن ہے، اِسی طور کما لیں عیدی
"رسمِ دنیا بھی ہے، موقع بھی ہے، دستور بھی ہے"

* ایک مشہور فلمی گانے کا مصرع۔

مقرر

خوش قسمتی سے دورِ الیکشن پھر آ گیا
اِک مہربان نے مجھے بُک کر لیا شتاب
پہلے بسوں میں بیچتا پھرتا تھا گولیاں
اب انتخابی جلسوں سے کرتا ہوں میں خطاب

اعتراضِ بیجا

چاند ہم اُن کو اگر کہتے ہیں
لوگ کیوں حرف زنی کرتے ہیں
جھائیوں والا ہے چہرہ تو کیا
چاند پر بھی تو گڑھے ہوتے ہیں

مماثلت

پنکھوں کی نبض رکنے لگی بار بار کچھ
بلبوں کے جلوے ہونے لگے بے بہار کچھ
اے دوست بجلی کا بھی بھروسہ نہیں رہا
جس طرح زندگی کا نہیں اعتبار کچھ

عالمِ بے کسی

بزرگوں کی ہم کو رہی ہے نصیحت
اگر علم چاہو، کتابیں پڑھو تم
مگر کہہ رہی ہے کتابوں کی قیمت
ہمیں ہاتھ بھی نہ لگایا کرو تم

بُتانِ وہم وگماں

ہیں نظریۂ روٹی و بوٹی کے پیروکار
سب اپنے اپنے معدوں میں اٹکے ہوئے ہیں ہم
رجعت پسند ہیں نہ ترقی پسند ہیں
دارِ شکم میں برسوں سے لٹکے ہوئے ہیں ہم

مقامِ شاعری

جاب مل نہ سکی تمھیں اب تک
آبرو ایم۔اے کی ڈبو بیٹھے
اور ہونا ہے کیا ظفرؔ تم سے
"شعر لکھتے رہا کرو بیٹھے"

* فیض احمد فیضؔ کا مصرع۔

اُف یہ بِل

پی ٹی سی ایل کا کرم ہے مجھ پر
ہر مہینہ میری شامت کا ہے
فون کے بِل کو سمجھتا ہوں ظفرؔ
وزٹنگ کارڈ قیامت کا ہے

ایک تجویز

باتیں بنانا شیوۂ اہلِ دیار ہے
کس نے کہا ہے تم سے کہ چکنے گھڑے رہو
ہر روز آنا جانا کہیں قدر کھو نہ دے
بہتر ہے اُس کے گھر میں ہی جا کر پڑے رہو

عذر

میں نے جب اُس سے کہا کہ آپ پر مرتا ہوں میں
دِل لگی کرنے لگی ظالم مرے مقسوم سے
ہنس کے بولی میری الفت تو ہے زندوں کے لئے
دِل لگا سکتی نہیں ہرگز کسی مرحوم سے

گھر داماد

کیا کہوں روداد گھر داماد کی
گھر کی صورت جیل ملتی ہے اُسے
اِک عروسِ شامتِ اعمال ہے
بیلنے کی بیل ملتی ہے اُسے

سالے کہیں کے!

اِتنی خونخوار نگاہوں سے تو گھورا نہ کرو
تم مجھے یُوں نظر انداز نہیں کر سکتے
میرے اسٹارز نے سوگند نہیں کھا رکھّی
کہ تمہیں وہ مرا اِن لاز نہیں کر سکتے

خواہش

روز چھت پر آ کے ٹہلا کیجئے
روز آنکھوں کو نظارہ چاہیئے
اِس لئے رکھی ہے میں نے دوربیں
"آپ کی صورت تو دیکھا چاہیئے"

* غالبؔ کا مصرع۔

بچ بچا کے

پہلوانی میں بھی رکھتے ہیں وہ خاصی شدبد
اُن کے پیکر سے ذرا جسم بچا کر ملئے
اُن کا کیا ہے وہ یونہی کہتے ہیں بہرِ کسرت
"عید کا دن ہے گلے ہنس کے لگا کر ملئے"

* ایک مشہور فلمی گانے کا مصرع۔

دھمکی

میرے سالے نے کہا اِتنا بھی کمزور نہیں
اپنی باجی کے لئے تجھ کو مُکا بھی نہ سکوں
آج کے بعد شرافت ہی سے رہنا ورنہ
"میں گیا وقت نہیں ہوں کہ پھر آ بھی نہ سکوں"

* غالبؔ کا مصرع۔

سبحان اللہ

ظفرؔ اعدا کی جادوگری بھی
اب اپنے آپ سے شرما رہی ہے
گرانی ہے کہ قابو میں نہیں ہے
ترقی ہے کہ ہوتی جا رہی ہے

اعتراف

کبھی چاہا جو اُس کوچے کو جانا
نظر آیا ہے ہر ہر گام تھانہ
کہا ہے حضرتِ اقبالؔ نے سچ
"نہیں اہل جنوں کا یہ زمانہ"

مجرّب نسخہ

اپنی عیّاشیوں کے صدقے میں
جس سے چاہو اُسی سے ہاتھ کرو
ہاں مگر اہتمامِ ڈِیل رہے
کچھ سیاست بھی ساتھ ساتھ کرو

ڈنڈا اِزم

پھُول کھلتے ہیں صبا کی نرم تھپکی سے ظفرؔ
فائدہ دِکھتا نہیں جھکڑ چلانے سے مجھے
پوچھتا تھا ایک بچہ کل سزا پا کر کہ سر!
کیا سبق آجائے گا یوں بید کھانے سے مجھے

ہیہات

ترس آتا ہے مجھ کو واپڈا پر
یونہی سب کوستے پھنکارتے ہیں
اگرچہ دس بٹا چوبیس گھنٹے
سبھی کے بلب آنکھیں مارتے ہیں

ضمنی قیامت

گرانی کو کوئی اعداد کے برقعے نہ پہنائے
ہمیں معلوم ہے اچھی طرح کیسی قیامت ہے
الٰہی! تیرے بندے ہیں پریشانی کے عالم میں
یہ اعلانِ بجٹ ہے یا کوئی ضمنی قیامت ہے

کرکٹیریا

رانجھا بھی اپنی ہیر پہ اِتنا فدا نہ تھا
ہم مر رہے ہیں اپنی محبت پہ جس طرح
یوں قلب و جاں پہ سایۂ کرکٹ محیط ہے
نہرو کا خاندان تھا بھارت پہ جس طرح

خطرے کی گھنٹی

ہوا ڈیزل کی قیمت میں اضافہ
بجٹ سے پہلے کیسی بے بسی ہے
ظفرؔ سمجھو کہ مہنگائی کی صورت
بجٹ بی بی کے ہاں بیٹی ہوئی ہے

* بینظیر کے دور میں بجٹ سے پہلے کی قیامت۔

دفتر اور چپراسی

دربارِ کسریٰ ہیں سبھی دفتر بنے ہوئے
اہلِ غرض ہیں یوسفِ بے در بنے ہوئے
ایسے میں اپنی دال گلے بھی تو کیا گلے
چپراسی کے بھی نخرے ہیں افسر بنے ہوئے

مشکل سی مشکل

ڈاکٹر حضرات نے کوشش تو پوری کی مگر
خاک ہو اِس ملک میں بہتر دُکھی انسانیت
ڈاکٹر کے مشورے کی فیس سنتے ہی ظفرؔ
ہو گئی پہلے سے بھی بڑھ کر دُکھی، انسانیت

درخواست

سرگرم پارٹی کے لئے ہوں ازل سے میں
خدمات کا کوئی تو صلہ دیجئے مجھے
ہوتا نہیں اگر میں کسی محکمے میں فِٹ
افسر بکارِ خاص لگا دیجئے مجھے

الم

دیکھ محصور معیشت کا الم
مفت پڑتے ہیں خسارے سر پر
فیصلے ہوتے ہیں آئی ایم ایف کے
ذمہ داری ہے ہمارے سر پر

دُور اَندیشی

داخلہ ایڈوانس کروا لیں
آج کر لیں جو کل کو فیٹ میں ہے
فکرِ اسکول میں نہ رسواء ہو
بچّہ/بچّی جو ماں کے پیٹ میں ہے

اِنکریمنٹ

کوئی ہم کو گھونسہ نہ مارے جواباً
کریں کیا خوشی میں کسی سے مصافحہ
نہیں اونٹ کے منہ میں زیرے سے بڑھ کر
بجٹ میں جو ہے سیلری میں اضافہ

دھاندلی

شارجہ سے جیت کر آنا ہی تھا
پاک کرکٹ ٹیم جولانی پہ تھی
ہاں مگر ہارا ہے بھارت کس طرح
دھاندلی ہے دھاندلی ہے دھاندلی

* کرکٹ ٹورنامنٹس میں ہارنا اور پھر ایمپائرنگ کا رونا رونا بھارتی کرکٹ کے کھلاڑیوں کا وتیرہ بن چکا تھا۔

تو پھر۔۔۔

الیکشنوں میں تو لیڈر ہمارے خادم ہیں
ہمارے ناز اُٹھانے میں کوئی حرج نہیں
ظفرؔ بجا ہے اگر وقت کا تقاضا ہے
گدھے کو باپ بنانے میں کوئی حرج نہیں

دھت تیرے کی

وہی مصروفیت ہے عید کو بھی
وہی ہیں میزبانی کے خسارے
ظفرؔ بن نہ سکے مہماں کسی کے
وہی ہم ہیں وہی مہماں ہمارے

خوش گمانی

زباں معترف ہے مگر یہ نظر
کسی کی جسامت پہ مبذول ہے
اُسے پھول کہنے میں کیا حرج ہے
ظفرؔ بسکہ گوبھی بھی تو پھول ہے

پُرکاریاں

ظفرؔ یوں تو دینے کو قربانی دی ہے
مگر ہاتھ سے کب گیا اپنا بکرا
جو اوروں سے پایا وہی بانٹ کھایا
فریزر میں رکھا رہا اپنا بکرا

بھاشن

کئے جاؤ یونہی بے فیض تنقیدیں حکومت پر
کسی کے خوف سے مینڈیٹ تو واپس نہ لے لے گی
تمہیں کہہ دو امیروں سے اِسے کیا لینا دینا ہے
غریبوں کی حکومت ہے غریبوں سے ہی کھیلے گی

* پیپلز پارٹی کی حکومت خود کو غریبوں کی حکومت کہتی تھی۔

برسبیلِ تذکرہ

زندگی نہ بنائے تو بیکار ہے
نوکری نہ دلائے تو کیا فائدہ؟
میرے نزدیک تعلیم بھی ہے ظفرؔ
وقت کو ضائع کرنے کا اِک مشغلہ

دہشتگردیاں

کراچی میں بھی دہشت گرد ہوں گے
کہ جن کے واسطے "تڑ تڑ تڑاں" ہے
ترازو والو ! اِس جانب بھی دیکھو !!
بجٹ کی اپنی دہشت گردیاں ہیں

اُف یہ اِنجریاں

یُوں پٹھا کوئی چڑھتا ہے نہ کاندھا زخمی ہوتا ہے
جو قومی ٹیم میں کھیلیں، نزاکت آ ہی جاتی ہے
قصور اِس میں نہیں کرکٹ کے چکنے چکنے پاتوں کا
"قدم گن گن کے رکھتے ہیں، کمر بل کھا ہی جاتی ہے"

سیدھی سی بات

لوگ کہتے ہیں مگر گستاخی معاف!
مجھ کو تو لگتے نہیں ہیں مطلقاً
یونہی دانشور میں کیسے مان لوں
آپ تو گنجے نہیں ہیں مطلقاً

کُتّے

ایک شاعر کہ جو کہلاتے تھے اُردو دان بھی
مجھ سے کہنا تھا اُنہیں حضرت قطعے سُن لیجئے
کچھ خلل ایسا پڑا اعرابِ زیر و پیش میں
مجھ سے فرمانے لگے ”حضرت کُتّے سُن لیجئے“

گرانباری

بکرے رے بکرے تُو مجھ سے بھی مہنگا ہے
قیمت سُن کر غش پہ غش کھاتا ہوں میں
تیری قربانی تو خیر کیا کرنی ہے
تجھ پر آپ ہی قرباں ہو جاتا ہوں میں

دیکھتے جاؤ

پوچھو نہ احوالِ معیشت!
بنا ہوا ہے یکسر قیمہ
کب ایسے برباد ہوئے تھے
ناگاساکی، ہیروشیما

الحذر

سُنا ہے آج پھر تشریف فرما ہونے والی ہیں
وہ جن کا آنا ہے گھر کے بجٹ میں لاس کا آنا
ظفرؔ مت پوچھئیے کیسی تباہی پھیر دیتا ہے
کہیں سیلاب کا آنا، کہیں پر ساس کا آنا

محبت اندھی نہیں

اپنے مہمان پر میں نچھاور
اِس سے کوئی بھی بڑھ کر نہیں ہے
کیوں نہ خاطر مدارت کروں میں
میرا بھائی ہے "دیور" نہیں ہے

پاپ سنگر

آ کے انگنائی میں "دُر" کہتے ہو کیوں
جب کبھی نغمہ سرا ہوتا ہوں میں
پاپ سنگنگ کا زمانہ آ گیا
اِس لئے تو بھونکتا رہتا ہوں میں

چھڈ و جی!

ہار بیٹھے ہیں سری لنکا تو پھر کیا ہو گیا
دیکھ کر مسکین کو جذبات قاتل ہی نہ تھے
سامنے بھارت، نہ افریقہ نہ ویسٹ انڈیز تھا
ہم نے جن سے جیتنا تھا، وہ مقابل ہی نہ تھے

* بڑی بڑی ٹیموں سے جیتنے والے سری لنکا جیسی کمزور ٹیم سے مات کھا گئے تھے۔

موقع شناسیاں

سب کو اِس کام میں نظر آیا
فائدہ بے حساب عید کے دِن
جس کو تکبیر بھی نہیں آتی
بن گیا ہے خصاب عید کے دِن

سادگی یا حماقت

جا کے لندن کے خداؤں سے ہمارے لیڈر
اہلِ کشمیر کے فیور میں نوا لیتے ہیں
”میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اُسی عطّار کے لونڈے سے دعا لیتے ہیں“

* آزاد کشمیر کے صدر کا دورۂ انگلینڈ جس میں وہاں کے ممبرز پارلیمنٹ نے کشمیر کی آزادی کی حمایت کی۔

”ج“ کی دھمال

جھنگ کی جگنی ہے جنگ جُو جورو
جھنجھنا جاتی ہے پگ میں کیسی
جگ لگا سر پہ تو جگ نے دیکھا
جگ ہنسائی ہوئی جگ میں کیسی

برابر کی چوٹ

حریفوں میں ظفرؔ دو اِک پلیئر
بنا کر سینچری کیوں اینٹھتے ہیں
ہماری ٹیم بھی پیچھے نہیں ہے
سبھی نے مل کے سو تو کر لئے ہیں

مختصر سی داستان

ہوئی لترول تھانے میں کچھ ایسی
کہ پہلو بھی بدلنا امتحاں ہے
"محبت اِک ندامت بن گئی ہے
ہماری مختصر سی داستاں ہے"

* نوشی گیلانی کا شعر۔

جو آئے سو آئے

چھوڑ بیٹھا ہوں گرانی کی کہانی کو میں
اب بجٹ بھی میرے سینے میں اُتر جایا کرے
”اِک مصیبت تو نہیں ٹوٹی سو اب اِس دل سے
جس قیامت نے گزرنا ہے، گزر جایا کرے“

* نوشی گیلانی کا شعر۔

چندہ/ چندا

مانگ لیتا ہے چندہ
وہ چندا بھی یاری میں
”اِک فریب لگتا ہے
اُس کی انکساری میں“

* نوشی گیلانی کا شعر۔

بے داد

وہ شوخ بھی مجھ کو کہنے لگا ہے ”دُور فٹے منھ“ اور یہ سب
اِک ڈالر والے دیس کے لڑکے سے ملنے کے بعد ہوا
” بے نام ستائش رہتی ہے اُن گہری سانولی آنکھوں میں
ایسا تو کبھی سوچا بھی نہ تھا، دِل اب جتنا بے داد ہوا“

* نوشی گیلانی کا شعر۔

سیانے ووٹر

ووٹروں کے پیٹ میں داڑھی نکل آئی ظفرؔ
اب یہ ناداں لیڈروں سے کرتے پھرتے ہیں بلف
”کس طرح کے لوگ ہیں یہ، کچھ پتہ چلتا نہیں
کون کتنا اِس طرف ہے،کون کتنا اُس طرف“

* نوشی گیلانی کا شعر۔

وضاحت فکری

ڈھونڈتا ہے کبھی ریمؔا میں، کبھی میرؔا میں
کبھی ریشمؔ کی محبت سے مجھے سوچتا ہے
”میں تو محدود سے لمحوں میں ملی تھی اُس سے
پھر بھی وہ کتنی وضاحت سے مجھے سوچتا ہے“

* نوشی گیلانی کا شعر۔

قومی المیہ

چوالیس سالہ ہوئی قوم لیکن
وہی مشغلے ہیں، وہی ہے لڑکپن
ابھی ارتقاء کی فراغت نہیں ہے
ابھی کھیلتی ہے الیکشن الیکشن

اہلِ جفا

جب داڑھ تلے آئیں، چبا لیں فوراً
کب اہلِ جفا خوفِ خدا کرتے ہیں
حالات پہ بس چل نہ سکے تو کیا کیا
برداشت کے کلچر کی ثنا کرتے ہیں

پردہ

پردہ کہ تھا زیورِ نسوانیت
اِن دنوں بس فیشنوں میں رہ گیا
کر دیا ہے ترک مستورات نے
بن کے ڈھاٹا ڈاکوؤں میں رہ گیا

خُدا بخشے

کون جانے عشق کا مارا ہوا
ہو گیا مرہون کس معجون کا
عارضۂ دِل پہ یاد آیا مجھے
ڈیڈ ہونا اپنے ٹیلیفون کا

بُت پرستی/شکنی

مُلّا عمر کیا جانے، ہم عالمی بھکاری
کیسے وطن کو تِتّو بتّو چلا رہے ہیں
جھوٹے خُداؤں کے بُت ٹُوٹیں تو کیوں نہ چیخیں
جھوٹے خُدا تو ہم پر قرضے لُٹا رہے ہیں

* امیرِ طالبان نے افغانستان میں ہندوؤں کی عبادت گاہ میں موجود بُتوں کو پاش پاش کر دیا۔

ہمہ خانہ آفتاب است

مداراتیں ترے ویروں کا ہی خاصہ نہیں کہ جو
دھنائی کرتے ہیں اور دُور لا کر چھوڑ جاتے ہیں
ترے کتوں کو بھی مہمانداری خوب آتی ہے
گلی کے موڑ تک مجھ کو بھگا کر چھوڑ جاتے ہیں

خُدا بخشے

کون جانے عشق کا مارا ہوا
ہوگیا مرہون کس معجون کا
عارضۂ دِل پہ یاد آیا مجھے
ڈیڈ ہونا اپنے ٹیلیفون کا

چیلنج

ایک تو ہیں کتابوں کے انبار
دوسرے کا پیاں بلائے جاں
ہیں بچے اُٹھاتے ہیں بستہ
ویٹ لفٹر کے بس کی بات کہاں

پس ثابت ہوا

ہاں ذرا یاد سے لے جا چھتری
دھوپ نکلے گی کڑا کے والی
رات ٹی وی کے خبرنامے میں
پیش گوئی تھی کہ بارش ہو گی

ضد

وصل سے کر دیا انکار تو ٹھنڈا ہو جا
اب تو ممکن نہیں اِس نہ کا کبھی ہاں ہونا
یار کی ضد سے دلیلوں کے بھی چھکے چھوٹیں
"بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا"

* غالبؔ کا مصرع۔

کچھ علاج اِس کا بھی۔۔۔

کردار بے قرینے، کھانگڑ ہیں سب نظریے
کیلیں جما کے دیکھیں، چھینی گھما کے دیکھیں
اِس قوم کی ثقافت سینیٹری اِشو ہے
تاریخ سے پلمبر کوئی منگا کے دیکھیں

ہُن کی کریئے؟

ہم دِل پشوری رنگ نمبر پر کریں
اب یہ ذرا سی بھی خوشی ممکن نہیں
سب نے لگائی گھات "سی ایل آئی" کی
بسکہ کسی سے دِل لگی ممکن نہیں

ہائے مکان

زمیں تو ہے مگر پیسہ کہاں ہے
اور آ بھی جائے تو جی کا ذیاں ہے
ابھی یہ سوچ کر ہی رشک کر لو
"مکاں کیا شے ہے اندازِ بیاں ہے"*

* اقبال کا مصرع۔

ہٹ دھرمی

دیر سے لوٹیں گے گھر
خُو نہ چھوڑیں گے میاں
کڑکڑائیں شوق سے
مرغیاں اور بیویاں

شانِ افسرانہ

بن گئے ہیں خوبیٔ قسمت سے افسر تو ظفرؔ
کس لئے چکر میں آئیں صبح کے یا شام کے
کام کرنا افسروں کی شان کے شایاں نہیں
کام افسر ہی کریں تو ماتحت کس کام کے

ستم پر ستم

ابے اخبار پڑھنے دے مجھے تُو!
مرا خوں کھولتا ہے ہائے ہائے
لتاڑا ہے ابھی بیگم نے مجھ کو
اور اب تُو بھی بھونکتا ہے ہائے ہائے

سی ٹی بی ٹی

غیرت کبھی دولت سے خریدی نہیں جاتی
آزادیاں شرمندۂ قیمت نہیں ہوتیں
دیکھا نہیں کرتے یونہی تاجر کی نظر سے
قومیں تو کبھی جنسِ تجارت نہیں ہوتیں

* امریکی سودوزیاں پر مبنی بیانات کی روشنی میں۔

مِس کال

کال کے پیسے بچائے ہیں مگر
فائدہ تو ہوگیا مِس کال سے
یاد تو رکھا کسی نے آپ کو
رابطہ تو ہوگیا مِس کال سے

اپنے بندے

شے تو یہ ڈیڑھ سو سے کم کی نہیں
اِس سے کمتی پہ ہو گا لاس مجھے
ہاں مگر آپ اپنے بندے ہیں
آپ دے دیجئے پچاس مجھے

وہی ایک ٹانگ

کمپیوٹروں کا لانا، اِس بات کا ہے مظہر
اکیسویں صدی کو لے آئے ہیں گھروں میں
لیکن وتیرہ اپنا ہے وقت ہی گنوانا
سو گمشدہ ہیں کب سے چیٹنگ کے چینلوں میں

آخ تھُو!

ہوٹلوں نے یُوں شکم کو چاہِ شیطاں کر دیا
ہم کو ہر لنچ و ڈنر پر گدگداتی ہے یہ سوچ
ایسے برتن میں کہیں کھانا نہ مِل جائے ہمیں
جن کا آڈٹ رات بھر کرتے رہے ہیں کاکروچ

ابن الوقت

مقتدر تھا تو کبھی نہ پوچھا
کون کس حال میں ہے، کیسا ہے
جیل میں جب سے گیا ہے لیڈر
قوم کا درد لئے بیٹھا ہے

٭ نواز شریف کو اسیری کے دوران قوم کا غم کھانے لگا تھا۔

ہائے!

صحبتِ حُسن سے رنگین تو ہوتا جیون
غم سے دوچار بھی ہوتا تو مزا آجاتا
کسی خاتون کے لکھے ہوئے افسانے میں
مرا کردار بھی ہوتا تو مزا آجاتا

بارِناز

گرانی کے اِس دور میں ہے گراں
اگرچہ محبت تری چاہیئے
ترے ناز ہم سے تو اُٹھتے نہیں
اب اِس کے لئے اِک قُلی چاہیئے

سیاست کے چکر

کیا بات ہے ملکی سیاست کی ظفرؔ
ہر شخص اِس چکر میں گھن چکر بنا
ہم کو تو نوسر باز ٹھہرایا گیا
لیکن جو پکڑا نہ گیا، لیڈر بنا

اہلیت

جہاں بھر کے بنیوں کی چوکھٹ پہ جا کر
ہمیشہ ہمیں مانگنا ہی ہوا نا!
گداگر ہوں پیشہ ورانہ، چنانچہ
حکومت کا حق تو مرا ہی ہوا نا!

اونٹ رے اونٹ

فیملی چینل بہت بنتا ہے اپنا پی ٹی وی
سر سے دوپٹہ بھی جو ہل جائے تو ہل جاتا ہے یہ
ہاں اولمپک گیمز ہوں تو بات دیگر ہے ظفرؔ
لڑکیوں کو رات دِن چڈیوں میں دکھلاتا ہے یہ

بُرا وقت

سیاستداں ہیں خاصی مشکلوں میں
مقابل آ گیا ہے سخت اِن سے
اَڑنگی پر اَڑنگی دے رہا ہے
کبڈی کھیلتا ہے وقت اِن سے

* جنرل ضیاء الحق کے مارشل لاء میں۔

بیگارِ لطیف

آپ بھی دِن رات کیجے فاعلاتن فاعلن
دوستوں کی بھی بقدرِ دوستی سننی پڑے
میں تو کہتا ہوں کہ دونوں ہی طرح بیگار ہے
شاعری کرنی پڑے یا شاعری سننی پڑے

تکلیف دہ امر

شامِ ہجراں وہ رقیبوں کو لئے
ریستورانوں میں سفر کرتے ہیں
مجھ کو تکلیف بجا ہوتی ہے
میرے کھاتے سے ڈنر کرتے ہیں

اسکور

کرکٹ نے بھی کیسا ستیاناس کیا
ہوش تھا جس چڑیا کا نام، اُڑا دالا
میں نے بچوں کی تعداد کا پوچھا تھا
اُس نے اِنزی کا اسکور بتا ڈالا

* اِنزی انضمام الحق کو کہا جاتا تھا۔

اظہارِ تاسف

رُل گئے جو کالجوں میں مجھ سمیت
عمر بھر رسوا پئے روزی ہوئے
ہاتھ مارا ہے جنھوں نے عقل کو
ڈاکوؤں کے گینگ میں بھرتی ہوئے

اور اب۔۔۔

عمر بھر آئیڈیل ڈھونڈا کئے
بانٹ نہ پائے چھوہارے، ہائے ہائے
اب پیئے چوائس کہاں جائیں ظفرؔ
ہر کوئی انکل پکارے، ہائے ہائے

تم

تیرے وعدوں پر یقیں آتا ہے کم
جھوٹ کا طومار لگتے ہو مجھے
ہانکتے ہو اِس قدر بے پر کی تم
شام کا اخبار لگتے ہو مجھے

مرحلہ بہ مرحلہ

ملتے ملتے مل گئی معراجِ اربابِ وفا
آتے آتے آگئے آخر کو ہم اوقات پر
مرحلے طے ہو گئے گویا رفاقت کے سبھی
پہلے سر آنکھوں پہ پھر سرتاج اور پھر دردِ سر

۔۔۔تو اچھا تھا

ظفرؔ ڈیموکریسی کی بھلا گوروں کو کیا شُد بُد
سیاست کی ٹیوشن ہم سے پڑھ لیتے تو اچھا تھا
بنیں خُدّامِ مِلّت کیوں، کوئی کمّی نہیں لیڈر
عوام الناس کے سینوں پہ چڑھ لیتے تو اچھا تھا

مجبوری

منتخب کرنا لٹیروں کو الیکشن میں ظفرؔ
طوق لعنت کا گلے میں ڈالنا ہے لازمی
بعد میں جمہوریت کی ماں بہن کرنی ہے ایک
ووٹ کی گودی میں لیکن پالنا ہے لازمی

حقوقِ نسواں بل

خوابِ آزادیٔ نسواں کی قسم
ہے مآلِ کار کی ہم کو خبر
جب تلک مکھی کے پر موجود ہیں
جال میں مکڑے رہیں گے منتظر

جِدّت

جب بھی ہو دیدارِ لیلیٰ کی ہوس، جاتا ہوں میں
کون ہے جو روک دے مجھ قیس جِدّت باز کو
یار کے کوچے میں جاتا ہوں صدا کرتا ہوا
”ٹین ڈبّے بیچ دو، ردّی کتابیں بیچ دو“

جملہ حقوق محفوظ

عشق کرتے ہیں جب بھی دِل والے!
خاطرِ دوست رکھتے ہیں ملحوظ
ہر کسی پر یہ کھول دیتے ہیں
دِل کے جملہ حقوق ہیں محفوظ

لاحول ولاقوۃ

اُنہیں شکوہ لن ترانی ہے تم سے
اُنہیں گھاس بھی تم نہیں ڈالتے ہو
بھلا ایسی گستاخیاں اور اُن سے
ارے، گھاس تو ڈالتے ہیں گدھوں کو!

بسرورِ چشم

یونہی تو زمانے سے پنگا نہیں ہے
ظفرؔ کج روی کا مزا چاہتا ہوں
ذرا اپنے سینڈل کو تکلیف تو دیں
”بڑا بے ادب ہوں سزا چاہتا ہوں“

* اقبال کا مصرع۔

موم بتی

لوڈ شیڈنگ کا عذاب
اِن دِنوں مقدر ہے
واپڈا کے وعدوں سے
موم بتّی بہتر ہے

حُسنِ اتفاق

رحمتیں اِتنی سمیٹے ہے کہ ہر کوئی کہے
اب نہ رمضان کبھی چھوڑ کے ہم کو جائے
اپنی سرکار بھی چاہے کہ گرانی کے سبب
ہر مہینہ یہاں روزے کا مہینہ ہو جائے

علموں بس کریں او یار!

ہم کو کمپیوٹر کا ککھ بھی پتہ نہیں
غیر ہی کرتے ہیں جو سیٹنگ کرتے ہیں
کمپیوٹر ہے ”کاری جوگا“ تو ہو گا
ہم تو انٹرنیٹ پر چیٹنگ کرتے ہیں

* کاری جوگا پنجابی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے ”کام کا“۔

سقوطِ فکر

کشکول لئے پھرتے ہیں پورب و پچھم میں
ملتی ہے تو مل کر اس خیرات پہ ہنستے ہیں
عادت ہی بنالی ہے اربابِ وطن نے بھی
جس بات پہ رونا ہو، اُس بات پہ ہنستے ہیں

ہور چوپو!

بزمِ شعری میں ترنم سے پڑھے کیا کوئی
کام ہے عزّتِ اجداد گنوانے والا
کل سرِ راہ کوئی خان یہ کہتا تھا مجھے
خاخا،تم تو ہے وہی گانے بجانے والا

ضد

وہاں رہ پائیں گے اہلِ وطن کیا؟
جہاں پر ”اِک دونی رونی“ نہیں ہے
خفا اِس بات پر تاجر ہیں سارے
سمگلنگ کیسے قانونی نہیں ہے

* پنجابی زبان میں دو کا پہاڑہ۔

اُف اللہ

حکومت نے یا مری تقدیر نے
لگا دی جو پابندی، اُٹھتی نہیں
دفاتر ہوں یا حسن والوں کے دِل
کہیں سے ویکینسی نکلتی نہیں

کس نام سے پکاروں

مدتوں کے بعد دونا کام عاشق جب ملے
خُوگرِ حالات ہونے میں مصیبت پڑ گئی
رشتہ و القابِ باہم طے ہوئے یا نہ ہوئے
اُن کے بچوں کو مگر ماموں ملا ، پھوپھی ملی

پی آر

ایک شاعر مجھ سے فرمانے لگے
شعر گوئی آپ پر جچتی نہیں
آپ کو شاعر کوئی کیسے کہے
آپ کی پبلک ریلیشن ہی نہیں

سوا سیر

زاہد! تیرے تقوے کا ہی چرچا ہے کیوں گلی گلی
مجھ روزہ خورے کا جذبِ ایماں بھی ہے لائق دید
زاہد! یہ تسلیم کہ تُو نے سارے روزے رکھے ہیں
لیکن کاش! منائی ہوتی میرے جیسی شان سے عید

لاحاصلی

قوم اُکتا چکی سیاست کے
بے ثمر بے تمر تماشوں سے
انقلابات آ نہیں سکتے
ریلیوں، مارچوں یا دھرنوں سے

بالآخر

تیری الفت کو نہ دیکھا کبھی نچلا بیٹھا
کبھی احمد کبھی امجد کبھی بہرام کے ساتھ
بے وفا، روسیہ!! پولیس رپٹ کی رو سے
"اب ترا نام بھی آئے گا مرے نام کے ساتھ"

ہوشیار باش

مار دے گی کوئی مونیکا لیوسکی تجھے
بِل کلنٹن کا سبق جب یاد کوئی بھی نہیں
تُو مآلِ عشق سے چھٹکارا کیسے پائے گا
جب تصرف میں ترے بغداد کوئی بھی نہیں

* امریکی صدر بِل کلنٹن کا سیکس سکینڈل، جس سے توجہ ہٹانے کے لئے عراق کو قربانی کا بکرا بنایا گیا۔

اِس حمام میں

طمع کس کی ہے جو خُفتہ ہے اب تک
نظر کس کی ہے جو کانی نہیں ہے
کرپشن سب کی ظاہر ہو چکی ہے
یہ ٹوپی اب سلیمانی نہیں ہے

سیّد ضمیرؔ جعفری

ہر جگہ رکھا گیا ہے اہتمام
زندگی ہے جس کے دم سے زندگی
جیسے کھانے میں ہوئی میٹھے کی ڈش
جیسے شعراء میں ضمیرؔ جعفری

* سیّد ضمیر جعفری، مزاحیہ شاعری میں میری پہلی محبت۔

ایک تجویز

ظفرؔ کارِ اوّل کیا جس طرح
اُسی طور رسمِ دِگر ہو تو کیا
نکاح کر رہے ہو اگر فون پر
ہنی مون بھی فون پر ہو تو کیا

بجلی کا بِل

اب کے بجلی کا وہ بِل آیا کہ ہائے ہائے
اِک کرنٹ دوڑ گیا ہے مرے اوسانوں پر
اب میں اقبالؔ کے مصرعے کو سمجھ پایا ہوں
”برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر“

معمول

سب کے گھروں میں رولے رپّے چلتے ہیں
ساس بہو میں بالک ٹپّے چلتے ہیں
دوہتھڑوں کے مزے ہیں دونوں جانب سے
شوہر اکثر سروں کو نپّے چلتے ہیں

بجٹ کی آمد

ہوئی تیار نوکر شاہی پھر سے
دِکھانے کو کرامت آ رہی ہے
بجٹ کا صور پھونکا جا رہا ہے
گرانی کی قیامت آ رہی ہے

مِسٹری

کچھ ایسی آپا دھاپی ہے کہ باور آ نہیں پاتا
ہم ایسے دور میں جذبوں کو سچّا کر بھی سکتے ہیں
محبت ہے اُنہیں یا جھانکتے ہیں میری پاکٹ میں
بظاہر تو وہ اپنا سر مرے کاندھوں پہ رکھتے ہیں

تازہ اخبار

یہ قتل، یہ فساد، یہ ڈاکے، یہ حادثے
اخبار دیکھ کر مجھے چکر سا آ گیا
کیا واقعی یہ آج کا اخبار ہے ظفرؔ
یا تو کسی وکیل کی فائل تھما گیا

ہائے پانی!

سپلائی کے پانی کی تو بات نہ پوچھو
امریکی امداد سا موڈ دِکھاجاتا ہے
ایسی محرومی میں روز و شب کٹتے ہیں
پانی دیکھ کے منھ میں پانی آجاتا ہے

متبادل ذرائع

ہیر تھی، صاحباں تھی، سسی تھی
جاں بھی دی، جن پہ دل بھی ہارے تھے
”تیرے قول و قرار سے پہلے
اپنے کچھ اور بھی سہارے تھے“

* فیض احمد فیضؔ کا شعر۔

سیاستوں کا موسم

کبھی چمچہ گیریاں کیں، کبھی بن گئے ہیں لوٹے
مرے دیس میں جب آیا ہے سیاستوں کا موسم
"یہ عجب قیامتیں ہیں تری رہگذر میں گزراں
نہ ہوا کہ مرمٹیں ہم، نہ ہوا کہ جی اُٹھیں ہم"

* فیض احمد فیضؔ کا شعر۔

خطرے کی گھنٹی؟

ابھی ہیں دو بال سر پہ باقی
ابھی دریدہ نہیں لبادہ
"وہ آئے پرسش کو پھر سجائے
قبائے رنگیں، ادائے سادہ"

* فیض احمد فیضؔ کا شعر۔

پھر وہی ہوا

اُس گلی میں، مجھ سے مت پوچھو کہ کیا کچھ نہ ہوا
اِس قدر گھونسے رقیبوں نے جڑے لاتوں کے بعد
"اُن سے جو کہنے گئے تھے فیضؔ جاں صدقہ کئے
اَن کہی ہی رہ گئی وہ بات سب باتوں کے بعد"

٭ فیض احمد فیضؔ کا شعر۔

فساد کی جڑ

ہمارے نام پہ سب سے اُدھارا اینٹھا ہے
چنانچہ واسطہ اِک شہرِ بے ادب سے ہے
"کسی کا درد ہو کرتے ہیں تیرے نام رقم
گلہ ہے جو بھی کسی سے ترے سبب سے ہے"

٭ فیض احمد فیضؔ کا شعر۔

مجبوری ہے صاحب!

اپنی غزل سُنا کے کھسک آئے ہیں ظفرؔ
اوروں کی بیکلی کو بلا کر چکے ہیں ہم
"دیکھیں، ہے کون کون ضرورت نہیں رہی
کوئے ستم میں سب کو خفا کر چکے ہیں ہم"

* فیض احمد فیضؔ کا شعر۔

آخر کب تک

تم اکل حلال آج بھی کھا کر ہو گدا گر
اوپر کی کمائی سے وہ ارفع ہے، بڑا ہے
"کب تک اِسے سینچو گے تمنائے ثمر میں
یہ صبر کا پودا تو نہ پھولا نہ پھلا ہے"

* فیض احمد فیضؔ کا شعر۔

مجبوراً

ہم کو بھی بال بچوں سے فرصت نہیں رہی
تیرا نصیب بھی ہوئے قتلے اچار کے
”دنیا نے تیری یاد سے بیگانہ کر دیا
تجھ سے بھی دلفریب تھے غم روزگار کے“

* فیض احمد فیضؔ کا شعر۔

شرافت وغیرہ

دفاتر کی دنیا میں وہ سرخرو ہیں
جو کھاتے ہیں رشوت کی دولت وغیرہ
یہاں دوسرا نام ہے بزدلی کا
دیانت وغیرہ، شرافت وغیرہ

جاسوسی

کِس کی نسبت سے بلانا ہے مجھے ویروں کو
کس بہانے سے وصال آپ کو آیا دیکھوں!
کون کلموہی دکھاتی ہے چلتّر آخر
کس سے چیٹنگ کا اُبال آپ کو آیا دیکھوں

مجبوری

تِلملا کر یُوں غلط القابیوں پر مت اُتر!
ڈھیٹ ہوں، لیچڑ ہوں نہ ہی میسنا، اَن پڑھ ہوں میں
تیری پیشانی کی شکنوں کو میں پڑھ سکتا نہیں
تجھ کو بتلایا تو ہے جانِ ادا، اَن پڑھ ہوں میں

متحرّک عشق

زبانِ غیر سے کیا شرحِ آرزو کرتے
وہ دِل کی بات تو ای-میل کے تھرو کرتے
تری گلی میں رقیبوں کا سخت پہرہ تھا
وہ "وٹس ایپ" پہ آتے تو گفتگو کرتے

ستم ظریف

عیدِ بقر پہ درجنوں بکرے کرے ذبح
دنیا کو اپنی شان دکھایا کرے کوئی
لیکن حوالہ دے کے معیشت کے کوڑھ کا
قربانیاں عوام سے مانگا کرے کوئی

* نواز شریف کے آخری دور میں۔

ستمگر

اپنوں سے خفگیوں کا عجب شوق ہے اُسے
لگتا ہے وہ ستمگر وفا آشنا نہیں
میں اُس کی بات کاٹ کے کتنا بُرا بنوں
درزی گلا بھی کاٹے تو اُس کا گلہ نہیں

معمولات

اپنے وطن میں کون سی انہونی بات ہے
دیکھا نہ کیجئے یونہی چشمہ اُتار کے
ایسے بھی مہربان ہیں اپنی پولیس میں
نوٹوں کو کاغذات سمجھتے ہیں کار کے

مولا بخش

جو رٹّا بازیاں ہی علم ٹھہریں
کوئی کیا خاک ہو گا دِید"جو گا"
وہاں بچے نہیں طوطے پڑھیں گے
جہاں اُستاد مولا بخش ہو گا

بیوی کی دُہائی

مصارف بجٹ سے سوا ہوں تو ہوں
ستمگار شوہر کو پروا نہیں
اُٹھے ہیں کسی یار کے لنچ پر
یہ بیوی کی شاپنگ کا خرچہ نہیں

ڈریکولا

تاجروں پر رحم کھاتے ہی نہیں
ہر سمے آمادۂ سفّاکی ہیں
ٹیکس والے گویا خصلت میں ظفرؔ
کاربن کاپی ڈریکولا کی ہیں

مماثلت

میرا محبوب بھی آیا نہ ہو واشنگٹن سے
اپنی خُوبُو میں اُسی خطۂ بیداد سا ہے
بند ہوتا ہے تو عاشق پہ ہی ہوتا ہے ظفرؔ
اُس کا دروازہ بھی امریکا کی امداد سا ہے

مبلغ

پاپ کے گائیک بھی، لگتا ہے، مبلِّغ بن گئے
دِین کی یُوں بے ارادہ اُن سے خدمت ہو گئی
ہم کہ موسیقی کے دلدادہ رہے ہیں خیر سے
پاپ سُن کر ہم کو موسیقی سے نفرت ہو گئی

اُلجھن

سعادت ہے کہ اِس مہنگائی میں بھی
خدا نے جراَتِ ایمانی دی ہے
مگر میں نے کیا قربان بکرا
یا بکرے نے مری قربانی دی ہے

جاناں جاناں

تمہیں ملنے سے پہلے زندگی میں
کہاں دیکھی تھی چکّا چوند کوئی
مرا دِل ہے کہ کھنچتا جا رہا ہے
تمہارے حُسن میں ہے گوند کوئی

ہوشیار باش

اپنی پود سے بے خبری تو ٹھیک نہیں ہے
سُن گن لے لے آج لگا کر تُو بھی ناکہ
کس سسرال کی شامت اُس کو گھیر رہی ہے
کس کاکی کو تاڑ رہا ہے تیرا کاکا

درحقیقت

ایبسٹریکٹ آرٹ کی خوبی تو نہیں ہے اِس میں
ہم ہی آگاہی کی جانب سے ذرا ماٹھے ہیں
ہم نے پینٹنگ کو جو انسان کہا تو کیا ہے
ہم نے انسان زمانے میں کہاں دیکھے ہیں

میں کیہڑے پاسے جاواں

لگتا ہے کوئی شرط ہے باہم لگی ہوئی
اِک دوسرے سے بڑھ کے نشانہ بنائے ہے
اِک استری ہے جو مرے کپڑے کرے ہے بھسم
اِک استری ہے جو مرے من کو جلائے ہے

فیشن شو

کیا خبر جدّت پسندی کس بلا کا نام ہے
شامل تقریب ہم سارے ہی تاڑو ہیں یہاں
خوش لباسی کس کو کہتے ہیں کہ فیشن شو میں ہم
دیکھتے ہیں ماڈلوں کی آنیاں اور جانیاں

سہولت

نہ پانی ہے نہ دانہ ہے، گرانی کا زمانہ ہے
بھلا اِس دور میں ہمت کسے مہماں نوازی کی
تصور میں چلے آؤ نہ ہو تکلیف دونوں کو
تمھیں ویگن میں رُلنے کی مجھے مہماں نوازی کی

تفہیم

ہم نسلِ نو کے باب میں کہتا ہے کیا تاریخ داں
تم کو اگر معلوم ہے، مجھ کو بتا دے ہم نفس!
اِسلاف کی میراث تک تو صاف آتا ہے نظر
آگے پڑھا جاتا نہیں وارث ہے یا کہ وائرس

وِچلی گل

ظفرؔ آج بیوی پہ ہونے لگا
میاں جی کے غصے کا مورال اپ
ضرور آج دفتر میں موصوف نے
لڑائی ہے لیڈی سٹینو سے گپ

بزنس آفر

جلسہ کرنا چاہیں تو پھر ہم کو ٹھیکہ دے دیجے
جتنے بندے فرمائیں گے ہم سپلائی کر دیں گے
ہکا بکا رہ جائے گا حلقے کا ہر کینڈیڈیٹ
ایک ہی دِن میں حضرت کے مورال کو ہائی کر دیں گے

رشوت

کسی سرکاری ایوان میں
کوئی فائل بھی پھنسنے نہ دی
جس کو کہتے ہیں رشوت ظفرؔ
ماسٹر کی ہے ہر قفل کی

فکرِ عافیت

گھر سے باہر خوب پنگے کیجئے
گھر میں فکرِ عافیت ہی ٹھیک ہے
ذکر بیگم کا اگر مقصود ہے
ہجو میں تجریدیت ہی ٹھیک ہے

فاتحانہ شکست

لوگ کرکٹ کے باب میں اب کے
جاوداں بندوبست چاہتے ہیں
ہارنے کا قلق نہیں ہے ظفرؔ
فاتحانہ شکست چاہتے ہیں

یہ یا وہ

آپ کا حسن ہے یا گرانی
ہوش میرے اُڑائے ہوئے ہے
آپ کی ہے یا آمد بجٹ کی
میری شامت بلائے ہوئے ہے

حیرانی

سپیڈوں میں آ تو رہے تھے مگر
ہوا حادثہ ناگہاں کس طرح
جہاں سے گزرنا تھا ہم کو ظفرؔ
درخت اُگ گیا تھا وہاں کس طرح

امرِ مصدّقہ

مانا خرگوش سے میاں کچھوے
اتفاقاً ہی آگے نکلے ہیں
ہاں مگر دوڑ میں بہرصورت
ریل گاڑی سے جیت سکتے ہیں

ثبوت

بے سبب لڑنے جھگڑنے کا مزا ختم ہوا
آج سے معرکے ہوں گے بحوالہ ثبوت
مل گئے خفیہ درازوں سے مری بیگم کو
"چند تصویرِ بتاں، چند حسینوں کے خطوط"

* غالبؔ کا مصرع۔

بارِ خدا

تھے ہم بھی نام لیوا اعلیٰ قدروں کے
پر اب اُن کی پذیرائی نہیں باقی
ظفرؔ ہر دوسرا بندہ صحافی ہے
قسم کھانے کو سچائی نہیں باقی

اور سہی

انا پرستوں کے در پر حقیر کیا ہونا
اِس اعتبار سے اُس کا اسیر کیا ہونا
وہ نہ ملے تو کسی دوسری کو کال کرو
وفا کی بندگی کے فقیر کیا ہونا

شرمِ حضوری

وقتِ رخصت کچھ بھرم رہ جائے گا
گرچہ اب جذبِ نہانی اور ہے
اُس نے بھی رومال میں رکھا ہے پیاز
میری آنکھوں کا بھی پانی اور ہے

راستے اور منزلیں

دیکھنا ہے کہ بھلا اُستاد کا منشاء ہے کیا
سوچنا ہے کہ سزا کے سلسلے ہیں کون سے
کہتا ہے مرغا بنا کر طفل کو انسان بن!!
منزلیں ہیں کون سی اور راستے ہیں کون سے

لوڈ شیڈنگ

یہ توانائی کے بحران کا رونا ہے عبث
سب ہیں مصروف ترا ہاتھ بٹانے کے لئے
لوڈ شیڈنگ کے تسلسل کو دعا دے ڈاکو!
یہ تو ہوتی ہے تجھے رزق دلانے لے لئے

کوڑھ مغز مقتدر

”آج جس آئینے میں دھندلا ہو
عکس کل کا دکھا نہیں سکتا“
اور یہ نکتہ اِس حکومت کی
کھوپڑی میں سما نہیں سکتا

* امجد اسلام امجد کا شعر۔

میں ہی بیچارہ

”ترکِ وفا کے بعد ملا تو جب معلوم ہوا
اُس میں کتنے رنگ تھے اُس کے، کون ہمارا تھا“
اور تھی کس میں تاب، اُٹھاتا خرچہ میک اپ کا
وہ جو اُس کے ہاتھ لگا تھا، میں ہی بیچارہ تھا

* امجد اسلام امجد کا شعر۔

مکّار

”کھُلا ہے رات کا تاریک جنگل
اور اندھے راہ دِکھلانے لگے ہیں“
گلوبل گاؤں کا ہم کو بتا کر
قدم ویزوں میں الجھانے لگے ہیں

* امجد اسلام امجد کا شعر۔

امتحان

”کھڑکی پہ آ کے ”چاند“ نے جھپکی نہیں پلک
کل شب مرے مکان میں صحبت عجیب تھی“
بیگم تھی پاس، تاڑ و پینے کا تھا امتحاں
کن انکھیوں اور دید کی نسبت عجیب تھی

* امجد اسلام امجد کا شعر۔

دوطرفہ بیوفائی

”وہ میرا اسیل طلب ہو کہ تیری رعنائی
چڑھا ہے جو بھی سمندر اُسے اُترنا ہے“
ترے گلے میں چمکنا ہے ہیرے کا لاکٹ
گرین کارڈ کی خاطر مجھے مکرنا ہے

* امجد اسلام امجد کا شعر۔

اے ہم وطنو!

چھوڑو بھی ترقی کی باتیں
مت کارِ بے بنیاد کرو
ہاں ناک پہ مکھی آ بیٹھے
تو ہاتھوں کو ایجاد کرو

تُو

جب مری زندگانی کا محور ہے تُو
کیوں نہ تیرے لئے میرے دن رات ہوں
یوں تسلسل سے آتی ہیں یادیں تری
جیسے پی ٹی وی پر اشتہارات ہوں

دراصل

جب گدھے عشاق کی معروف شکلیں ہیں ظفرؔ
گھاس کھانے کی غرض سے کس لئے جائے نہ عقل
حُسن کے جادو سے نکلیں تو پتہ چل جائے گا
ناز برداری بھی ہے اِک بار برداری کی شکل

ہوم سِک

میں ہوں کچھ ہوم سِک، میری مدد کر
کسی صورت کوئی در کھولتا جا
بہت مُنّے کی ماں یاد آرہی ہے
تو ایسا کر مسلسل بولتا جا

آخر کیوں؟

لاحول کی گنیں کیوں شیطان پر تنی ہیں
تم اسمِ الحذر سے کیسے پرے ہوئے ہو
چھٹکارا چاہتی ہے مخلوقِ ہر دو عالم
تم کہ بشر ہو، تم بھی شر سے بھرے ہوئے ہو

کاش!

ہر کسی سے نظر نہ ٹکراتی
کالا چشمہ لگا لیا ہوتا
کاش ہم نے بھی اپنی آنکھوں پر
مارشل لاء لگا لیا ہوتا

خاتون ناول نگار

منکشف نہ ہو سکا ہم پر تو سرِّ زندگی
ہم یونہی بدھو رہے ڈھیروں کتابیں پڑھ کے بھی
ہاں کسی خاتون کے ناول پڑھے تو یہ کھلا
عشق کرنا لنچ کرنے کی طرح ہے لازمی

اُف یہ ریل

کس لئے دیکھتے ہو گھڑی ہر گھڑی
گورے ملکوں کے پسنجروں کی طرح
لیٹ ہو جاتی ہے ہر دفعہ، ہر جگہ
ریل گاڑی بھی ہے افسروں کی طرح

بروقت فیصلہ

یہاں اور رہ کے تو فاقوں مریں گے
دُکاں اپنی آگے بڑھانی پڑے گی
اُدھار اور ملنا نہیں ہے کسی سے
ابھی گھر بدلنا پڑے گا شتابی

سوا سیر

ترقی کی ڈینگیں نہ مارو اے گورو!!
جو تم سیر ہو تو سوا سیر ہیں ہم
ہمارے ہوائی قلعے بھی تو دیکھو
کہ منصوبہ بندی میں کیا شیر ہیں ہم

سیاسی کارکن

اِن کو قائدِاعظم کا کردار دکھانا بے معنی
کیسے برپا ہو سکتے ہیں دھوم دھڑکے، بتلاؤ
اِن کو کیا بتلاتے ہو کہ لیڈر کیسا ہوتا ہے
اِن کو زندہ باد یا مردہ باد کے نعرے بتلاؤ

ساہنوں کی!

سوزِ ایمان تھا اقبالؒ کے شعروں میں تو کیا!!
اِس کے پیغام میں تھی غیرتِ ملی، ہو گی
ہم تو اقبالؒ کے بارے میں یہی جانتے ہیں
یومِ اقبال پہ ہو جاتی ہے چھٹی اپنی

سوالیہ نشان

بے فیض ہی ٹپکتی ہے رال تیری میری
برتن پڑے ہوئے ہیں چوّن برس سے ٹھنڈے
کس کے شکم کی خاطر ساری سیاستیں ہیں
جمہوریت کی مرغی سہتی ہے کس کے انڈے

چیٹنگ

چیٹنگ کا بھی چسکہ ہے کیا خوب ظفرؔ
اِس نے سب کے منہ کو خون لگایا ہے
ناصح سے کیا حالِ دل کہا جائے
کانوں سے موبائل فون لگایا ہے

ہار

ضد پہ آجاتی ہے تو بیگم کبھی ٹلتی نہیں
خود سے لوٹا ہو کے میں ہر بار اُس کا ہو گیا
جانا پہچانا ہوا انجام اب کے بھی ظفرؔ
ہار میری ہو گئی اور ہار اُس کا ہو گیا

نسخہ

دل کی تسکین بھی ہو جاتی ہے معدے کی طرح
چائے کے ساتھ اگر بات بنانا سیکھے
کامیابی اُسی بیوی کا مقدر ہو گی
خود کو جو ملکۂ جذبات بنانا سیکھے

چاندرات

دیکھا ہے اِن کو موج میں ہر چاندرات کو
موقع سے فائدہ تو اُٹھاتے ہیں نوجواں
کڑیوں کے ہاتھ تھامنے کے شوق میں ظفؔر
اسٹال چوڑیوں کے لگاتے ہیں نوجواں

لوہے کے چنے

عقد کا شوق بڑھاپے میں ہے
عشق میں ہوش ہیں گم بندے کے
عمرِ بے دنداں دہن سے کیسے
یہ چبائے گا چنے لوہے کے

درحقیقت

ایک بیوی اپنے شوہر سے گلہ کرنے لگی
گالیاں دیتے رہے ہیں آپ سوتے میں مجھے
اِس پہ شوہر نے کہا بالکل غلط سمجھی ہو تم
کون ناہنجار تھا جو سو رہا تھا اُس سمے

یس مین

دیکھو تو چاپلوسیاں سب کا مزاج ہیں
سوچو تو ارتقاء کا یہی ایک بھید ہے
مرضی اگر ہے اُس کی تو باور ہمیں بھی ہے
افسر نے کہہ دیا ہے تو کوّا سفید ہے

آہستہ آہستہ

مجھے معلوم ہے کہ جلد بازی کارِ شیطاں ہے
یونہی مت دانت پیسو بیٹھ کر آہستہ آہستہ
ظفرؔ یہ اومنی بس ہے ٹکے رہنا تحمل سے
”چلے تو کٹ ہی جائے گا سفر آہستہ آہستہ“

٭ مصطفیٰ زیدی کا مصرع۔

المیہ

اب بہم شیر و شکر بندہ ہے نہ بندہ نواز
فرقہ فرقہ ہو گیا ہے وحدتِ ملت کا ناز
ایک ہی صف میں کھڑے ہوں خاک محمود و ایاز
اپنی اپنی مسجدوں میں جا کے پڑھتے ہیں نماز

بکرے کی جے

عاشقوں کو لفٹ ملتی ہے کہاں
اِن دِنوں بکرا ہے جو دِلدار ہے
عیدِ قرباں پر تو لگتا ہے ظفرؔ
ہر کوئی بکرے کا رشتہ دار ہے

پوائنٹ یہ سخت ہے

اکیسویں صدی کے تقاضے عجیب ہیں
رپھڑے میں والدین ہیں کیا بہتری کریں
بچے تو چاہتے ہیں پئے پرورش ظفرؔ
بچوں کی نفسیات میں پی ایچ ڈی کریں

اُلفت

اُلفت خوش انجام جو ہو
اُس کا عقد مقدر ہے
گویا کہ یہ جذبہ بھی
خودکش حملہ آور ہے

دھیرج

ٹھیک کہتے ہو سخن گوئی ہے کارِ بیکار
نہیں رکھا یہی بے فیض حوالہ میں نے
کام کی بات بھی کرتا ہوں قلم سے اپنے
اِس سے شلوار میں ناڑا ابھی توڑا لا میں نے

قومی سیاست

اب ہمارے پاس اِس کے واسطے
بے نیازی کے سوا کچھ بھی نہیں
اِن دنوں قومی سیاست بھی ظفرؔ
نعرہ بازی کے سوا کچھ بھی نہیں

مژدہ

مرحبا کوئی تو پاکستان میں
ارتقاء کی سیڑھیوں پر چڑھ گیا
آپ ہم بیکار ہیں تو کیا ہوا
گورکن کا کام خاصا بڑھ گیا

نلّو نک

صبر کے شیریں ثمر ہوں گے مگر
اِن دِنوں وارا ہمیں کھاتے نہیں
گھرکیاں سن کر تری سرکار سے
ہوش کے ناخن لئے جاتے نہیں

پاپ الاپ

کیا ہوا گر ہے آواز سرکار کی
مینڈکوں کی طرح، آپ گا سکتے ہیں
کیا ہوا گانا وانا جو آتا نہیں
شور کر سکتے ہیں پاپ گا سکتے ہیں

منزل یہی کٹھن ہے

بننے کا ارادہ رکھتے ہیں ہم لوگ معاشی جن لیکن
جذبات عمل سے خالی ہیں، منصوبے کچے دھاگے ہیں
باتوں سے اگر کچھ ہو پائے تو گورے پھٹنے کچھ بھی نہیں
دعوؤں سے سے ترقی ممکن ہو تو ہم جاپان سے آگے ہیں

ہزاروں خواہشیں ایسی۔۔۔

آج خضابوں کے باعث دیتے ہیں مات جوانوں کو
جن کی کہنہ سال بزرگی ریش ہویدا ہونا تھی
خیر سے سولہ سالہ ووہٹی کی امید پہ زندہ ہیں
جن کے ساتھ کی انیس سو سولہ میں پیدا ہونا تھی

ڈھیٹ پن

نہ بھولیں گے جو کرسی کی کمٹ منٹ ہے
نہ بدکیں گے کسی لیکن، کسی بٹ سے
ظفرؔ کیا ہے جو ووٹر مسترد کر دیں
اُنہیں ہم "تا" کریں گے جا کے سینٹ سے

محرومی

سیلولر ہو نہ ہو، ہم کنگلوں کی خوشی
ایسے بھی عنقا ہے ویسے بھی عنقا
کال تو مس کو کرنے کا ہے شوق مگر
بیلنس میں مس کال کے پیسے بھی عنقا

پلیز!

زندگی رونقوں سے خالی ہے
اِس میں اپنی وفائیں بھر لیجے
لے کے پھرتا ہوں دِل کا موبائل
اِک نظر ایزی لوڈ کر لیجے

شاوا پاکستان

اپنے جُوتے اپنے سر کا عجب نظارا پاکستان
اپنے ہاتھوں بنا ہوا ہے ایک تماشہ پاکستان
نیٹو کی بمباری کا ترجیحی خطہ۔۔۔ پاکستان
نیٹو کو ہتھیاروں کی سپلائی کا ذریعہ پاکستان

* نائن الیون کے بعد نیٹو کے طیارے پاکستان کے مختلف حصوں پر بلا اجازت بمباری کیا کرتے تھے۔

علامت

امریکہ کی منشاء ہے
پاکستان میں مرد نہ ہوں
آپ بھی داڑھی رکھتے ہیں
آپ بھی دہشت گرد نہ ہوں

پہاڑ کے نیچے

جن کی لش پش سے سبھی آنکھیں تھیں چندھیائی ہوئی
کیا بتاؤں کیسی حالت میں ملے اور کیوں ملے
زندگی نے یوں بڑھاپے کی سزا دی ہے ظفرؔ
جو سدا اکڑے رہے تھے آج وہ اکڑوں ملے

خوش خط

ہم یونہی کرتے رہے اپنی لکھائی کی صفائی
ہم کو استاد نے بیکار ہی اس کام لگایا
وہ جو خوشخط تھا وہ منشی ہے کسی روڈ کنارے
ڈاکٹر بن گیا خط جس کا بروں سے بھی برا تھا

چیلنج

غریبوں کے بہی خواہوں سے ہم غرباء مخاطب ہیں
شکم کی قید سے ہم کو رہا کر دیں تو ہم جانیں
ظفرؔ قومی بجٹ کے خالقوں کو ہے کھلا چیلنج
کلرکوں کا بجٹ ہم کو بنا کر دیں تو ہم جانیں

چشمِ بددور

دامن کو پکڑتے کبھی دستار سے لڑتے
ہم بے خبرے عالمِ معلوم سے نکلے
شوفر ہو بجیر و ہو محافظ ہوں گنیں ہوں
جمہور کا خادم ہے ذرا دھوم سے نکلے

خبردار

کالی دیوی کی سیوا تو کرتے ہو!
الٹی گلے نہ پڑ جائے تدبیر کہیں
چھوڑ کے جوتے دوڑ لگانی نہ پڑ جائے
کھیم کرن نہ بن جائے کشمیر کہیں

ستم ظریفی

کیا کہوں شہرِ کراچی کی ظفرؔ
جو نہ کھلنے تھے وہ منظر بھی کھلے
دعوتِ رن عام ہے سب کے لئے
سگ بھی ہیں آزاد پتھر بھی کھلے

حیرت ہے

بھول جائیں گے ہماری دلبری
اِس طرح اِمکان لگتے ہی نہ تھے
آپ کیسے بے وفائی کر گئے
آپ تو افغان لگتے ہی نہ تھے

قائدِ حلقہ

کہا جو میں نے لیڈر سے سزاوارِ توجہ ہے
کہ آخر کو ہے یہ بھی آپ کے حلقے کا اِک حصہ
سنی جو ”ٹینچ بھاٹہ“ کی تو بولے سخت حیرت سے
”ارے، میں تو سمجھتا تھا اِسے یونان کا قصبہ“

* ٹینچ بھاٹہ راولپنڈی کا ایک مشہور علاقہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہاں ایشیاء کا سب سے بڑا بازار ہے۔

چھڈو جی

یہ وسیم اکرم سے کہنا تھا مجھے
اِس قدر مردانگی اچھی نہیں
کان میں ”بالا“ تو ڈالا ہے مگر
بازوؤں میں چوڑیاں پہنی نہیں

ایک سوال

مجھے پُلسیوں نے سمگلر کہا ہے
میں باڑے سے جب بھی کبھی تھان لایا
کوئی یہ بتادے کہ بھارت گیا تھا
یا کابل سے جا کر یہ سامان لایا؟

سرزنش

شریفوں کے نہیں ہوتے ہیں یہ لچھن
کہے دیتا ہوں تجھ سے گالیاں نہ دے
میں تیرے کان جڑ سے کھینچ ڈالوں گا
ابے الّو کے پٹھے گالیاں نہ دے!

ٹھوس ثبوت

گمشدہ تھی رہگذر، ملتے نہ تھے نقشِ قدم
شکریہ! تیری وجہ سے مل گئی اُن کی خبر
مجھ کو باور آ گیا ہے کہ یہاں آئے تھے وہ
جب سے جوتے کا نشاں دیکھا ترے رخسار پر

کرنے کا کام

سوچئے کہ خود انحصاری ہے کیا؟
دیکھئے ملکی معیشت کی حیات
کیجئے غیرت کا چھڑکاؤ ظفرؔ
پائیے امریکی سنڈی سے نجات

اِس حمام میں

طمع کِس کی ہے جو خفتہ ہے اب تک
نظر کِس کی ہے جو کانی نہیں ہے
کرپشن سب کی ظاہر ہو چکی ہے
یہ ٹوپی اب سُلیمانی نہیں ہے

رقیب کہیں کا

اُن سے خوابوں میں ملنے کے ارمان بھی
میری برگشتہ تقدیر میں رل گئے
مجھ کو سونے نہیں دیتے شب بھر ظفرؔ
ہائے مچھر رقابت پہ کیوں تُل گئے

ماشاءاللہ

قوم کی فطرت ہے، چاہے رہن میں اقبال ہو
پگ میں کوئی پیچ کم رہ جائے تو منہ لال ہو
ہم کہاں کرتے ہیں اوروں کی غلامی کو پسند
ہاں مگر پھیلا ہوا امدادیوں کا جال ہو

عِلوں بس کریں اویار

المیہ کہ بندہ ایم۔اے کر کے بھی
نوکری کے واسطے بے چین ہے
جس نے علموں بس کیا انٹر کے بعد
آج اِک مشہور بزنس مین ہے

شارٹ کٹ

جو کتابی کیڑے بنتے ہیں حصولِ علم میں
نوکری کے واسطے دردر پھریں گے ایک دن
سیکھتے ہیں اب خلاصوں کو برتنے کا ہنر
ہم تو انگلش کے پروفیسر بنیں گے ایک دن

آخرش

ساس کی پروردہ ہے بیگم ظفرؔ
آخرش کر دے گی شوہر کی طرح
نیم کی تلخی شکر ہو جائے گی
صبر آجائے گا سسر کی طرح

صاف بات

مجھ کو لگتے نہیں حقدار کسی نوکری کے
اپنی اسناد کو سینے سے لگاتے کیا ہو
فکر رشوت نہ سفارش کے لئے جدوجہد
"ہاتھ پر ہاتھ دَھرے منتظرِ فردا ہو"

* اقبالؔ کا مصرع۔

حکومت کی بے بسی

یہ مانا کہ رشوت سے کونڈا ہے سب کا
یہ تسلیم رشوت ہے سرطانِ ملّی
مگر راشیوں کو کوئی کیسے پکڑے
اندھیرے میں دِکھتی نہیں کالی بلّی

موقع شناسی

اُن کا چہرہ تک ہم بھولے بیٹھے تھے
اِک مدت سے ترکِ وفا تھے کئے ہوئے
عیدی ہتھیانے کی خاطر آ پہنچے
اپنے درجن بھر بچوں کو لئے ہوئے

گستاخ

کی بحث بکرا منڈی میں جب بھاؤ تاؤ کے لئے
بکروں کے مالک تو الگ بکرے بھی ہم پر ہنس دیے
جرأت تو اِک گستاخ کی دیکھیں کہ فرمانے لگے
پورا ہی بکرا لینا ہے یا ایک بوٹی چاہئے

ہوشیار باش!

عید کا دِن ہے، گلے مل لیجے
ہاں مگر دھیان نہ بٹنے پائے
آپ کی جیب سے از خود کوئی
اپنی عیدی نہ اُڑا لے جائے

یہ اور وہ

کہاں گھومتی کرسیوں کے نشیمن
کہاں چھوٹے چھوٹے گریڈوں کی جگتیں
سمجھتے ہیں جو افسری کے تقاضے
کلرکوں کو انساں سمجھتے نہیں ہیں

کرسی

پھینکا ہے عوام نے اُٹھا کر
تب جا کے نجات مل سکی ہے
بیٹھیں تو اُٹھا نہ جائے ہرگز
کرسی میں لئی لگی ہوئی ہے

شاوا

کانسٹیبل لگا کوئی مصلح
خبثِ باطن کے جال سے پہلے
ضابطے کس قدر بتائے تھے
مک مکا کے سوال سے پہلے

واحسرتا!

لمحہ لمحہ میں دیکھوں خواب اُس کے
لمحہ لمحہ حقیقتیں پھڑکیں
دِل بھرا ہے یوں حسرتوں سے ظفرؔ
جیسے "راجہ بازار کی سڑکیں"

چل اوئے

کِس لئے دیتے ہو اُلٹی مت اِسے
اب ظفرؔ اِتنا بھی سادہ تو نہیں
سیدھے رستے پر چلے تو کس لئے
یہ کسی منزل کا جادہ تو نہیں

سہیلی بوجھ پہیلی

تم کو افلاطون کا ماما
کافر ہوں جو ہم نہ مانیں
اِتنا کرو کہ فرق بتا دو
"یُو ایس اے" اور "یُو این او" میں

تسلّی

یونہی دوشیزۂ کمسن ہے پریشاں یارو!
کم توجہی کا مناسب نہیں رونا رونا
عمر کے ساتھ توجہ بھی بڑھے گی اِن کی
میاں آثارِ قدیمہ کا جو ماہر ٹھہرا

دلیل

مری دز دیدہ نظروں پر نہ بگڑو!
مرے جذبوں کی یہ مجبوریاں ہیں
ملا انساں کو ہی ذوقِ محبت
فرشتے حوروں کے عاشق کہاں ہیں

شکوہ

شہر میں جس قدر حسیں دیکھوں
چاہتا ہوں مرے لئے ہوتے
پیدا کرنے تھے گر حسیں اِتنے
"دِل بھی یارب کئی دیئے ہوتے"

* غالبؔ کا مصرع۔

دیرینہ ڈرامہ

پھر اسمبلی، پھر الیکشن پھر وہی لوٹے ظفرؔ
لوگ پھر کرنے کو دیرینہ ڈرامہ آ گئے
دیکھئے لیڈر کی صورت آج جلسہ گاہ میں
اپنے کندھے پر لئے اپنا جنازہ آ گئے

مقتدر عیدی

ظفرؔ آپ آٹے کا رونا نہ روئیں
یہاں کون سی چیز ہے جو ہے سستی
ہمارے وطن میں گرانی کی صورت
حکومت غریبوں سے لیتی ہے عیدی

ٹھوس ثبوت

گمشدہ تھی رہگذر، ملتے نہ تھے نقشِ قدم
شکریہ! تیری وجہ سے مل گئی اُن کی خبر
مجھ کو باور آ گیا ہے کہ یہاں آئے تھے وہ
جب سے جوتے کا نشاں دیکھا ترے رخسار پر

ہم آپ اور وہ۔۔۔

اقرار رہِ حق پہ جو چلنے کے ہیں
اعمال سے تحلیل تو ہو جاتے ہیں
ہم آپ سے اچھے ہیں یہ جوتے اپنے
مسجد میں جو تبدیل تو ہو جاتے ہیں

تیری دید کے کارن

ہم رویتِ ہلال کمیٹی کے منتظر
بیٹھے ہوئے ہیں عید کا ارماں کئے ہوئے
کب تک نہ چاند اِس کو نظر آئے گا ظفرؔ
بیٹھے رہیں تصورِ جاناں کئے ہوئے

وٹامن سی

کچھ ہم کو بھی بتلاؤ میاں!
معلوم یہ تم کو بھی ہے کیا
کھاتے ہو تو سی سی کرتے ہو
مرچوں میں وٹامن "سی" ہے کیا؟

دَرحقیقت

اُکتا دیا ہے ایک سے لیل ونہار نے
شاہانہ زندگی کے تواتر سے بھی حذر
جاگا نہیں ہے دِل میں غریبوں کا غم ظفرؔ
اپنا رہا ہوں سادگی فیشن کے طور پر

المیہ

کسی سے بھی ملتی نہیں تیری رائے
نہ مجھ سے، نہ اُس سے نہ باقی جہاں سے
ازل سے ہے سب سے جدا، سب سے وکھری
عزیزانِ "پشتون" کی عید جیسے

دھیرج

دکھاتے تو ہو عید کی گرمجوشی
کہیں بل کمر میں مرے پڑ نہ جائیں
ذرا جوشِ ایماں کو قابو میں رکھو
گلے ملنے والے گلے پڑ نہ جائیں

آئی ایم ایف کی عیدی

گرانی کیسی ہے طشتِ بجٹ پر
حقیقت اِس کی کچھ ہم نے کریدی
معیشت دان کا دامن نہ پکڑو
یہ ہے دراصل آئی ایم ایف کی عیدی

دیکھ لینا!

قیمتیں پوچھی نہیں جاتیں ظفرؔ
عارضۂ دِل کا رہتا ہے ہراس
یونہی مہنگائی رہی تو ایک دِن
جانگیہ بن جائے گا قومی لباس

سامنے کی بات

نودولتئے سے یاروں کو گلہ ہے
حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے
سمجھ میں کیوں نہیں آتا ہے اُن کو
نیا جوتا ہمیشہ کاٹتا ہے

بس بھئی بس!

دوستو اہلِ ادب میں بے ادب ہی ٹھیک ہیں
اب انڈیلیں کان میں بے وقت کی ملہاریں کیوں
اِن بزرگانِ ادب کے چونچلے کب تک سہیں
پوپلے منھ سے سُنیں رومانوی اشعار کیوں

غنیمت شمار عمر۔۔۔

ظفرؔ یہ سیاست کا بازار ہے
وہ سِکّہ نہ لانا جو کھوٹا نہیں
یہاں حق بھی نیلام ہو کر ملے
نرا گاؤدی ہے جو لوٹا نہیں

آلو بجٹ

پوچھ نہ ہم سفید پوشوں سے
کیا کماتے ہیں، کیا اُڑاتے ہیں
دورِ جمہوریت کی مستی ہے
جشنِ آلو بجٹ مناتے ہیں

بکرا پیڑھی

عیدِ قرباں پہ ہی موقوف نہیں ہے ہرگز
یہ خریداری کی رونق تو لگی رہتی ہے
ہوتا رہتا ہے سیاست میں وفا کا نیلام
بکرا پیڑھی تو بہرطور سجی رہتی ہے

رنگِ آسماں

کیسے ٹھُسّے سے بیٹھے ہوئے ہیں وہ جمہوری ایوان میں
جن کی کل کوئی سیدھی نہیں ہے سیاست کے میدان میں
اب اسمبلی اسمبلی نہیں، اصطبل ہیں مفادات کے
فرق باقی رہا ہی نہیں آج گھوڑے یا انسان میں

المیہ

عید کے روز بھی رنجش نہ گئی
مل کے بھی قیدِ جدائی کاٹے
میری ہر بات کو یوں کاٹتا ہے
جیسے بکرے کو قصائی کاٹے

نقصان

اُس کے درجن بھر بچوں کو عیدی دی
اُس کا پیار بھی جیون کے تاوان میں ہے
ہم نے تو محسوس کیا ہر عید کے دِن
جس کے بچے کم ہیں، وہ نقصان میں ہے

فساد کی جڑ

حذر کہ ہے اِنہیں سے ساری گڑبڑ
یہی تو سلسلہ ہوتی ہیں دِل کا
حسینوں کا نگر ہے باز کرلو
کہ آنکھیں کیمرہ ہوتی ہیں دِل کا

فرق

قومی کھلاڑیوں سے یہ التجا ہے میری
قوم و وطن کی حرمت، میدان میں نہ ہارو
دونوں مقابلے کے ہیں امتحان لیکن
کرکٹ میں اور جوئے میں کچھ فرق تو ہے یارو!

ہمارے ناظم

”ویلکم“ کہتے نہیں ہیں ظالم
آنے والوں کو کہاں پوچھتے ہیں
اپنے بستر سے وہ بوتھا کڈھ کے
”ڈبی کتے“ کی طرح جھانکتے ہیں

کیا کریں ہم؟

زمیں میں انسان کی حقیقت
گڑے ہی جاتی ہے کیا کریں ہم
برائلر مرغیوں کی قیمت
بڑھے ہی جاتی ہے کیا کریں ہم

گستاخی معاف

ٹھیک لڑتے ہیں ملاوٹ کرنے والوں سے مگر
آپ کی تحریک ہے کچھ ناروا اِس دور میں
لوگ عادی ہیں ملاوٹ والی چیزوں کے ظفرؔ
کِس سے کھائی جائے گی خالص غذا اِس دور میں

ہدیہ تہنیت

ظفرؔ آنجہانی کی کیا بات ہے
میانہ روی سے گزاری حیات
کبھی بے وقوفی دکھائی نہیں
نہ کی عقل والی کوئی واردات

ویکینسیاں

ظفرؔ اب غریبوں کی تقدیر میں
بھلا نوکری کی مسرت کہاں
ہمارے تمہارے لئے رہ گئیں
فقط گھر جوائی کی ویکینسیاں

یونہی سہی

تُو یہ کہتی ہے کہ "پپا" ہی نہیں مان رہے!
ٹھیک ہے مفت میں ہم بھی نہ پریشاں ہوں گے
"تُو کہاں جائے گی کچھ اپنا ٹھکانہ کرلے"
ہم تو کل شادی کے دفتر کو خراماں ہوں گے

* حکیم مومن کا مصرع۔

نیا رُخ

لوڈ شیڈنگ پہ تنقید اپنی جگہ
کام لیکن یہ اچھا بھی ہے دوستو
لوڈ شیڈنگ نہ ہوتی تو بجلی کا بِل
کتنا ہوتا یہ سوچا بھی ہے دوستو

ہمارے ہوٹل

یہ فضیلت ہے ہمارے ہی وطن کو حاصل
اور ملکوں میں کہاں اِس کا چلن ہوتا ہے
بھول کر بھی اُسے ہوٹل نہیں کہتے ہیں ہم
کاکروچوں سے تہی جس کا کچن ہوتا ہے

ہائے واپڈا

تیری تنقید کی خُو ہے بے جا
کون سی ہم نے قیامت توڑی
دو ہی گھنٹے تو گئی ہے بجلی
لوڈ شیڈنگ کی پریکٹس کی تھی

وضاحت

میں وہ کُتّا ہوں جو ہر حالت میں کُتا ہوں ظفرؔ
وہم ہے یہ آپ کا خرگوش ہو جاؤں گا میں
کیا سمجھ رکھا ہے مجھ کو بھی صحافی آپ نے
ڈال دی ہڈّی تو پھر خاموش ہو جاؤں گا میں

میزبانی

قیامت سی قیامت ہے گرانی
سو مشکل ہوگئی ہے میزبانی
عزیزوں رشتہ داروں کی محبت
نظر آئے بلائے ناگہانی

ڈاک والے

جانکاری کے ارتقاء کے سبب
یاہُو، گوگل یا وٹس ایپ ہے جو
ختم کرنے کو آیا ہو جیسے
ڈاک والوں کی بدمعاشی کو

چائے پانی

خبر واقفانِ زمانہ کو ہے
ہیں شہرِ ہوس کے عجب سلسلے
فقط ہوٹلوں میں میسر نہیں
لفافوں میں بھی "چائے پانی" ملے

کیوں نہیں؟

جب یہ ملک و قوم اُن کے باپ کی جاگیر ہے
ایک اُن کے ہاتھ سے بجتی ہے تالی کیوں نہیں
حکمرانوں میں چھوتے ہیں اسی احساس کے
عدلیہ اب تک ہمارے گھر کی لونڈی کیوں نہیں

* زرداری دورِ حکومت میں عدلیہ پر حملوں کا سلسلہ۔

PiCK N DROP

جب بھی جمہوریت کے نام لگا
کارہائے فلاپ کا ذمہ
مارشل لا نے لے لیا بڑھ کر
اس کے پک اینڈ ڈراپ کا ذمہ

بجلی کا بِل

فلک بوس ہونے لگیں قیمتیں
گرانی کا بھونچال دہلا گیا
ظفرؔ اب تو بجلی میں اِتنا نہیں
جو بجلی کے بل میں کرنٹ آ گیا

لوڈ شیڈنگ کی برکتیں

لوڈ شیڈنگ رہتی ہے میرے دیس میں شب بھر
بس اِسی سبب سے کچھ باہنر بنا ہوں میں
رات بھر اِسی کی تو مشق کرتا رہتا ہوں
مچھروں سے لڑ لڑ کر ریسلر بنا ہوں میں

پہلا روزہ

چھیڑتے ہیں ہمیں سب کہہ کے ''دُخانی انجن''
بسکہ جاں دادۂ تمبا کو ہے یہ دل خاصا
ہم کو پچی سے پکڑ لیتی ہے ''سگریٹ نوشی''
پہلا روزہ ہے ہمارے لئے مشکل خاصا

اجزائے ترکیبی

نظمِ قومی میں ہم تم
اِس ترتیب کے عادی ہیں
تخت ہے رسہ گیروں کا
سچے لوگ فسادی ہیں

کچھوا

اِس قدر دیکھا نہیں کرتے نگاہِ رحم سے
اِس قدر سمجھا نہیں کرتے ہیں کچھوے کو حقیر
دیکھ لینا گورنمنٹ کے ہاتھ جب بھی لگ گیا
پانی و بجلی کا بن جانا ہے اِس نے بھی وزیر

گورنمنٹ پالیسی

اب کے تو بہ فضلِ خدا جمہوریت کے نام پر
لیڈر کو ہے سب کچھ روا جمہوریت کے نام پر
معلوم ہے سب کو ظفرؔ مینڈیٹ جعلی ہے مگر
ہے آج کھوٹا بھی کھرا جمہوریت کے نام پر

انقلابی PROBLEM

چلے نہ اور جمہوری ڈرامہ
یہ ہے منشا اسے اب "cut" لگا دیں
جواباً گُلو و نومی کی صورت
وہ رستے میں بہت سے "but" لگا دیں

داغ

ٹی وی و اخبار میں کیا ڈھونڈتے ہو آخرش
اِشتہاروں میں کھپاتے پھر رہے ہو کیوں دماغ
جو تمہارے نامۂ اعمال میں ہیں دوستو!
سرف سے یا ایریل سے دُھل نہیں سکتے وہ داغ

یہ انتظار کا عالم

رہ رہ کے اُٹھ رہی ہے اُسی کی طرف نظر
گھڑیال میرے صبر کو کرنے لگا ہے چٹ
گھنٹہ بھی لوڈ شیڈنگ کا گھنٹوں سا بن گیا
ہر دس منٹ کے بعد گزرتے ہیں دو منٹ

استغفراللہ

کاش ہو لیڈرِ قومی میں بھی
آگاہی کی تھوڑی سی وِش
عِزّت ہے کس کھیت کی مولی
غیرت ہے کس ہوٹل کی ڈِش

منزل

لیلیٰ کا عقد کیوں نہ ہوا قیس بھائی سے
اُس دور میں تو اِتنے ستمگر گٹر نہ تھے
ایسے ہی اِک وقوعے کے باعث جو دیر کی
”منزل اُنہیں ملی جو شریکِ سفر نہ تھے“

* محسنؔ بھوپالی کا مصرع۔

عدل

زور و زر کی طرف ہے ہر پلڑا
تیرا میرا نصیب ٹھینگا ہے
اپنے ہاں کی عدالتوں میں ظفرؔ
عدل اندھا نہیں ہے بھینگا ہے

ڈیموکریسی

ووٹ دیتے ہیں مگر ہم بھی کہاں چاہتے ہیں
یہ جو ہے اپنے یہاں ڈیموکریسی کیا ہے
دورِ جمہور میں جمہور ہے کیوں بے وقعت
جانے چوں چوں کے مربّے کی ریسپی کیا ہے

دُنیا دوبارہ نیست

کاہے بُوتھا کو سُجا کے بیٹھ رہے
عشق کا ہم پہ کچھ اُدھار نہیں
وہ نہیں ہے تو کوئی اور سہی
”حُسن مجبورِ انتظار نہیں“

نئی محبت

مجنوں کے ولولوں میں کمی نہ ہوئی ذرا
ویسا ہی جوشِ عشق ہے، ویسا جنون ہے
یہ اور بات مرکزِ مہر و وفا ظفرؔ
لیلیٰ نہیں ہے آج فقط آئی فون ہے

یا حیرت!

اُن کی تدفین کی رسوم فقط
یہی دس بیس کر رہے ہیں اٹینڈ
ہائے! حالانکہ آنجہانی کے
فیس بُک پر تھے چھ ہزار فرینڈ

جمہوریتِ موہوم

بھلا جمہوریت میں ہے کہاں جمہور کا حصّہ
سیاست جس کو کہتے ہیں تماشہ دوسروں کا ہے
یہ ووٹر تو پرائی جنج کے عبداللہ جیسے ہیں
ظفرؔ کیا ووٹ اِن کے جب نتیجہ دوسروں کا ہے

نئے لیلیٰ مجنوں

تیرے میرے پیار پہ دنیا رشک کرے
تیری ہستی میں جیون تحلیل مرا
تیرا میرا ناطہ سب سے بڑھ کر ہے
میں امریکہ اور تو اسرائیل مرا

سپلائی

ایک ریستوران کی سپلائی کو
پھر شکاری سُوئے جنگل مڑ گیا
یوں تو پورے پکڑے تھے تیتر مگر
ایک "کائیں کائیں" کرتا اُڑ گیا

قربانی

آجائے گا فدوی بھی چھُری کے نیچے
کہتے ہیں جسے عقد وہ خواری ہو گی
بکرے کی ضرورت نہیں گھر والوں کو
اِس عید کو قُربانی ہماری ہو گی

تیتر بٹیر

حضرتِ میرزاؔ و مومنؔ کو
گڑبڑا کر یوں پڑھ گیا توتا
"جان تم پر نثار کرتا ہوں"
"جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا"

احتیاط

چل رہے تھے ساتھ منے کے مرے ابا بھی
کہتے تھے محتاط رہنا منھ گٹر کا ہے کھلا
چلتے چلتے میں نے جب دیکھا اُنہیں مڑ کے ظفرؔ
وہ نہ تھے اور اک گٹر کے گرد تھا مجمع لگا

فیشن

جانتی ہو اِن دنوں نکلا ہے اِک فیشن نیا
حاشیے کپڑوں پہ ہوں پیوند کی صورت جلی
کیا کہا؟ فیشن ہے یہ؟؟ کیسا زمانہ آ گیا!
شام میری نوکرانی کی قمیض ایسی ہی تھی

یقین کرو

بجا بجا کہ تمہارا اسکیل ہے بہتر
خیالِ خاطرِ دگراں کو نذرِ شو نہ کرو
نمودِ افسری کے خوگرو! تمہاری طرح
کلرک ہوتے ہیں انساں، یقیں کرو نہ کرو

سادے نامرادے

اگر آپ میرٹ پہ آتے نہیں
تو پھر جاب چکر سے قابو کرو
یہ کلجگ ہے اِس دور کا ہر سمند
سفارش کے منتر سے قابو کرو

بددعا

گھن کی طرح کھائے تجھے فکرِ عزّت
اور جاں کے لئے بھی تو پریشان رہے
جا تیرے لئے میری دعائے بد ہے
بھارت میں رہے اور مسلمان رہے

فریاد

مجھ میں ایسی خرابی ہے کیا؟
جو سلیکشن سے باہر ہوں میں
رشتہ دینے سے انکار کیوں؟
مولوی ہوں نہ شاعر ہوں میں

عُجلت پسند

ہوگیا ہے آج کا انسان کیا عجلت پسند
ہر روایت انگلیاں دانتوں میں دابے رہ گئی
فرقتوں میں ہائے ہائے کی فراغت ہے کسے
داستانِ عشق تو اب بائے بائے رہ گئی

بیچارے والدین

اُس کو بیٹی کے جواں ہونے پہ فکر
بر کہاں سے آئے گا اُس کے لئے
اِس کو بیٹے کے جواں ہونے پہ غم
نوکری لے کر کہاں سے دے اِسے

یقیں دہانی

بجا بجا کہ تمہارا اسکیل ہے بہتر
خیالِ خاطرِ دگراں کو نذرِ شو نہ کرو
نمودِ افسری کے خو گرو! تمہاری طرح
کلرک ہوتے ہیں انساں، یقیں کرو نہ کرو

اپنی کرنی

غیر سے کیا گلہ کہ جب ہم کو
آپ اپنا ہے ستیاناس پسند
باجوں گاجوں سے کر کے آئے تھے
ایک سسرالِ ناسپاس پسند

تو پھر؟

جب حکومت سے یقیں اُٹھنے لگے
کام بن سکتا ہے اِک تحریک سے
مہر کی زنجیر میں جکڑا ہوا
کوئی بتلاؤ کہ شوہر کیا کرے

سزا

ہوئے ہیں ملاوٹ کے جو مرتکب
یونہی جیل میں نہ گھمائیں اُنہیں
خود اپنی سزا کو پہنچ جائیں گے
ملاوٹ کی چیزیں کھلائیں اُنہیں

نوبت ایں جا رسید

چھین لیتا ہے منہ سے نوالے بجٹ
ہم غریبوں کا جینا ہے کس ذعم کا
ہر بجٹ کی ہے غایت یہی غالباً
گھاس کھانا تمدن ہو اِس قوم کا

ہدیہ تہنیت

ظفرؔ آنجہانی کی کیا بات ہے
میانہ روی سے گزاری حیات
کبھی بیوقوفی دکھائی نہیں
نہ کی عقل والی کوئی واردات

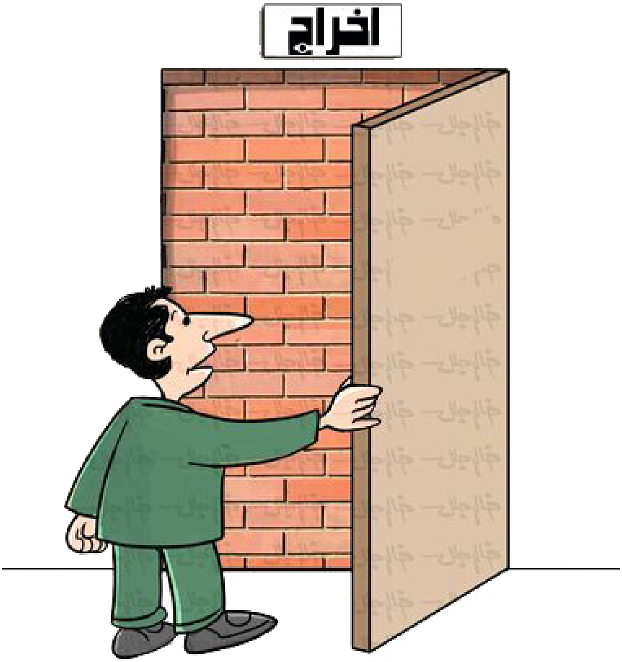

نویُوٹرن

پکڑے رکھیئے بس صراطِ مستقیم
کوئی بھی یُوٹرن چل سکتا نہیں
عشق ہے وہ گنبدِ بے درظفرؔ
اِس میں جو آیا نکل سکتا نہیں

نیا مسئلہ

کیا بتاؤں لٹ گیا کیسے مرا صبر و قرار
کیا کہوں گردش میں کیوں میرا مقدر آ گیا
آج بے خوابی کا باعث یادِ محبوبہ نہیں
مولوی کے ہاتھ میں لاؤڈ سپیکر آ گیا

ارے!

بھاؤ بکرے کے سنے تو یک بیک
جھرجھرا کر رہ گئے سب دست و پے
ہوش کر ظالم ترا گاہک ہوں میں
کھال بکروں کی اُتاری جاتی ہے

۲۰۱۹ء کا آخری قطعہ

آج جو سالِ رواں سے ہے خفا، وہ بھی ظفرؔ
سالِ نو کے پینتروں کو جھیلنے لگ جائے گا
آنے کو میدان میں ہے، مشتری ہوشیار باش!
وقت کل سے ٹی ٹونٹی کھیلنے لگ جائے گا

بوڑھا

مجھے بوڑھا کہا جاتا ہے کیسے
خفا اس پر میں سب سے ہو گیا ہوں
بجا کہ عمر ہے ستر برس کی
مگر میں بوڑھا کب سے ہو گیا ہوں

جی داری

عمرِ عزیز پھنس گئی ستّر کے پھیر میں
لیکن یہ اور بات کہ جی دار پھر بھی ہوں
نہ منہ میں دانت ہے نہ کوئی آنت پیٹ میں
اِک اور عقد کے لئے تیار پھر بھی ہوں

بھارت

عدو میں جنگ بازی کا ہے کیڑا
بصد رفتار بڑھنا چاہتا ہے
بڑے ہی جارحانہ ہیں عزائم
کرونا وار بڑھنا چاہتا ہے

آہ یوسفی

ہماری خوش کلامیاں تو عہدِ یوسفی سے تھیں
ہمارے گنگ گنگ سے قلم سے تعزیت کریں
ہمارے قہقہے یتیم ہو کے رہ گئے ظفرؔ
لواحقین یوسفی ہیں ہم سے تعزیت کریں

* اُردو کے معتبر ترین مزاح نگار جناب مشتاق یوسفی مرحوم کی رحلت پر۔

منزل یہی کٹھن ہے

اب پبلشروں تک مشکل ہے
شاعر کی رسائی انھے واہ
وہ اپنی کتابیں چھپوائے
ہو جس کی کمائی انھے واہ

اینٹ کُتّے کی ٹکر

مجنوں کی طرح لیلیٰ کے بھائی بھی ہیں کریک
گویا ہے اینٹ کتے کی ٹکر لگی ہوئی
ہو حسن کی سیکیورٹی یا عشق بے حجاب
"دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی"

* غالبؔ کا مصرع۔

اداکار

پولیٹیشن ہیں بہت سے ایسے
ہر سمے خوگرِ گفتار ہیں بس
بعض لوگوں کی سیاست ہے یہی
نیوز چینل کے اداکار ہیں بس

بعض لوگ

بعض لوگوں سے مل کے ہونٹوں پر
آٹو میٹک ہی پھبتی ہونے لگے
بعض ٹنڈوں کو دیکھ کر جیسے
یونہی ہاتھوں میں کھجلی ہونے لگے

آن لائن کلاسز

آن لائن پڑھائی میں بچے
ہونے پائیں گے کیا بھلا مصروف
سب دکھاتے ہیں شانِ استغنا
اُن کے ماں باپ ہیں سوا مصروف

سینی ٹائزر

شاپ کیپر سے خاتون کہنے لگیں
تنگ کرتے ہیں گلیوں کے لالے مجھے
کوئی ایسا سنیٹائزر دیں کہ جو
تاڑو لوگوں کے شر سے بچالے مجھے

دعا

یوں تو کہنے کو بخشش کی خاطر ہی بوڑھے
روز و شب گڑگڑا کر دعا مانگتے ہیں
ہاں مگر جب حسینوں کو یہ دیکھتے ہیں
تو جوانی کی اکثر دعا مانگتے ہیں

عقل کرو

اگر نجات نہیں مل رہی ہے کھوں کھوں سے
ادائے خاص سے ہاتھوں میں یوں نہ لو سگریٹ
اگر افورڈ نہیں ہو رہا ہے صحت سے
تو کس حکیم نے بولا ہے کہ پیو سگریٹ

کارِ بیکاری

بنک سے اپنے گھر کو آتے ہوئے
کسی پل نہ "گنوائی بیکاری"
بنک اسٹیٹمنٹ پہ ہم نے ظفرؔ
ایک پوری غزل ہی لکھ ماری

لفافہ کریسی

جو صحافت کے ادارے تھے ریاست کا ستون
مقتدر حضرات وہ سارے ہی کئے چو گئے
جو صحافی تھے سبھی غرقِ لفافہ ہیں ظفرؔ
اور سیاسی تبصرے بھانڈوں کے ذمے ہو گئے

استدعا

بہت سے صاحب دیوان شعراء کی طرح کیا نی
افادے میں مرے اشعار بھی بیکار ہیں کچھ تو
مرے دیوان کو بھی گود لے لے پبلشر کوئی
مری تکبندیاں بھی داد کی حقدار ہیں کچھ تو

تصدیق

صدرِ امریکہ ہوا پھر لب کشا
سرخئ اخبار ہے سہ کالمی
از سرِ نو کھل گیا ہم پر ظفرؔ
شہریت بونگوں کی تو ہے عالمی

٭ امریکی صدر ٹرمپ کے اوّلین دورِ حکومت میں اُس کے بیانات پر۔

ندامت

قوم کو لُوٹ کر کھا گئے ہر طرح
پر ندامت کے آثار مفقود ہیں
شیر کیوں نہ دِکھیں، ڈھیٹ کیوں نہ بنیں
اُن کے حصے کے احمق جو موجود ہیں

٭ نواز شریف۔

احساس

لاکھ سر کھپایا ہے یار لوگوں نے لیکن
کر سکے کہاں قائل فیملی پلاننگ کا
آج بارہ بچوں میں عیدیاں جو بانٹی ہیں
ہو گیا میاں قائل فیملی پلاننگ کا

امرِ حیرت

امر حیرت ہے عقد کر کے بھی
تیرا فدوی خودی کا خوگر ہے
عزت افزائیوں پر کیوں ہے خجل
یہ تو شادی شدوں کا زیور ہے

غمِ دگر

کچھ کم تو نہیں ہیں غمِ دوراں، غمِ جاناں
اِک کربِ مسلسل سے ہے بسمل یہ دوانہ
اُس ساعتِ ماتم کا بیاں ہو نہیں سکتا
جب مونگ پھلی میں سے نکلتا نہیں دانہ

کباب گھر

ظفرؔ میاں، یُونہی بزنس نہیں ہوا کرتے
ضروری ہے کہ دماغ و دِل و نظر کھولو
شکم کی بھوک کبھی علم سے نہیں بجھتی
"کتاب گھر" نہ چلے گا "کباب گھر" کھولو

قربانی کا بکرا

چڑھ گیا ہے عقد کی سُولی پہ چپکے سے ظفرؔ
کہہ دیا ہے آپ کے شوہر نے خود کو الفراق
اِس گرانی میں فقط مجھ پر قناعت کیجئے
کس لئے بکرے کی قربانی کا بھی ہے اشتیاق

نکتہ چینی

ہم کو اثبات کی امید ظفرؔ
اشتیاق آپ کو نج بینی کا
ہائے یہ آپ کی نکتہ چینی
ایک نقطہ بھی نہیں چینی کا

سوال

جو دیکھتا ہے قوم کو تاجر کی آنکھ سے
اُس کو کسی نے سر پر چڑھایا تھا کس طرح
وہ پوچھتا ہے مجھ کو نکالا گیا ہے کیوں؟
اور قوم پوچھتی ہے وہ آیا تھا کس طرح

ہیہات

سب کی نظر ہمارے ہنر پر لگی رہی
لفظوں میں جو پروئی تھی گالی نہ جا سکی
ہم پھنس کے رہ گئے ہیں افاعیل میں ظفرؔ
دِل کی بھڑاس ہم سے نکالی نہ جا سکی

چکنے پات

عصرِ حاضر کی فیکٹری سے ظفرؔ
کیسے بچے نکل کے آتے ہیں
دست بستہ ہیں اُن کے بھی اُستاد
ان کو اُستاد مان جاتے ہیں

ہائے سیاست

ہائے قومی سیاست کا مینو ظفرؔ
فاقہ مستوں کا جس میں بھلا ہی نہیں
آج دھوکہ دہی کی وہی کے سوا
قوم کے واسطے کچھ بچا ہی نہیں

اُف کرونا

جا کے ہمسائی سے کیسے دکھ سکھ کہے
ہے کرونا نے مشکل بنایا ہوا
میری بیوی ہے یوں بوکھلائی ہوئی
جیسے مرغی کے انڈہ ہو آیا ہوا

غالباً

دیکھ کر مجھ کو وہ جیسے کھل اُٹھی تھی غالباً
کچھ نگاہوں میں حیا تھی، کچھ ہنسی تھی غالباً
بعد میں اِک یار نے نوٹس لیا تو یہ کھلا
پینٹ کی اگلی طرف کی زپ کھلی تھی غالباً

فضلِ ربی

حضرت کا اسکیل تو کوئی خاص نہیں
رزقِ ہوائی خوب کمایا کرتے ہیں
جس تنخواہ سے دال چپاتی مشکل ہے
اُس تنخواہ سے کھیر اُڑایا کرتے ہیں

زیادتی

طبیبِ نغزگو کے یہ ستم بھی
مریضِ بے نوا سہنے لگے ہیں
وہ اپنا حالِ دل آئے تھے کہنے
یہ اپنا حالِ دل کہنے لگے ہیں

خدایا!

جہاں نعمت کدہ ہے تو خدایا!
ترے بندوں کی حالت کیوں ہے ماٹھی
گرانی کا چلاتے ہیں جو رندہ
اُنہیں بھی کوئی بے آواز لاٹھی

میٹرو

گرانی یا توانائی کو تم نے چوپنا ہے کیا
علاجِ مفلسی کیا ہے، فقط ہے میٹرو لوگو!
ہوائیں میٹرو پر بیٹھ کر کھاؤ، جو بھوکے ہو
برائے تشنگی کیا ہے، فقط ہے میٹرو لوگو!

مصروفیت

یار کا بتاؤں کیا
کر رہے ہیں کیا موصوف
چار پانچ گھنٹوں سے
کاہلی میں ہیں "مصروف"

اُمیدِ بہار رکھ!

ہائے مجنوں ہیں بھلا کیوں بیکس
کھولے بیٹھے ہیں دِلوں کے بکلس
اپنے سیل فون کو رکھیں چوکس
مانگ سکتی ہے صبا بھی بیلنس

تفاوت

مسلمان ملکوں کا یہ المیہ
ہمیشہ سے ہی قابل غور ہے
حکومت کا قبلہ کسی سمت ہے
رعایا کا قبلہ کسی اور ہے

دسمبر

ہر برس ہی یہ رنگبازی کرے
اِس کے چکر پہ کچھ نہیں کہنا
تُو سخن ور کہے، کہے نہ کہے
جا دسمبر پہ کچھ نہیں کہنا

نیوز چینل

راستی پر چلیں تو گُر اکثر
گمرہی کے سکھاتے ہیں ہم کو
نیوز چینل گھروں میں پال لئے
اب یہ بچے پڑھاتے ہیں ہم کو

فضلو بابا!

ایسے ملّا کے حلوے کا سوچو، بابا!
جس کی ایک جھلک ہی دنیا دِکھلاتی ہے
فضلو بابا کی حالت مت پوچھو، بابا!!
جیسے مچھلی جل کے باہر آجاتی ہے

* مولانا فضل الرحمٰن۔

ٹھینگا

کیا اُس سے کہا جاتا رہا ہے، ہائے!
اور اُس کو سمجھ بیٹھا ہے کیا چن مکھنا
کچھ لوگوں کی خوش فہمی کا باعث ہے ظفرؔ
ٹھینگے کو بھی انگریزی نظر سے تکنا

تشکیک

اعمال کی تشہیر کا پکا نہیں تجھ کو ذرا
تیری مسلمانی تو تجھ سے بھی سوا مشکوک ہے
سحری میں اسٹیٹس کیا کر یاد سے آپ ڈیٹ تُو
ورنہ ترے روزے کا اسٹیٹس بڑا مشکوک ہے

کرونا

سینیٹائزر بھی ہیں اور منہ بھی ڈھانپا ہے
مگر پھر بھی عجب پردہ دلوں پر ہے
یونہی ہوتے نہیں ہیں فاصلے پیدا
کرونا وار ہی کرتا دِلوں پر ہے

شاعر کُش وباء

اِس قدر شعراء کے مرنے کی ہیں خبریں ہر سُو
رونگٹے سارے اٹینشن ہوئے، میری توبہ!
یہ کرونانہ زمانہ نِرا شاعر کُش ہے
شاعری سے مجھے کرنی ہی پڑے گی توبہ

یہ اور وہ

اِس دور میں تو بہتر ہے ٹھنڈ کا پروگرام
غصہ جو آ رہا ہے تو خود پر اُتاریئے
رکھتا نہیں اُدھار کوئی غیر ہو کہ یار
ہاتھوں میں کھجلی ہو تو چپت اپنے ماریئے

ٹاک شو

نیوز چینل کے بازیگر ہیں مگن
ٹاک شو کے فضول دھندوں میں
اور ہم ناظرین بیچارے
جیسے رضیہ پھنسی ہو غنڈوں میں

ہم عوام

پولیٹیشن کے پیچھے
یونہی لڑ لڑ مرتے ہیں
اُن کی نظروں میں تو ہم
قربانی کے بکرے ہیں

میری توبہ!

کس گرانی میں مجھے سوجھی تھی قربانی کی
بکرے والے نے مرے ہوش اُڑا ڈالے ہیں
دام بکرے کے بتائے ہیں مجھے ظالم نے
یا چھری پھیر کے رکھ دی ہے مری گردن میں

ہُن میں کی کراں؟

شاعری کہہ رہی تھی مجھ سے ظفرؔ
شعر میں کچھ نیا ہی فرمائیں
اور بیوی کی آ رہی تھی صدا
جا کے دودھ اور دہی تو لے آئیں

دوائے دِل کی قیمت

دِلوں کو تھام کر بیٹھی ہوئی ہے
ہمیشہ خلق بیکس کڑھتی جائے
بلائے دل پہ کچھ قدغن نہیں ہے
دوائے دل کی قیمت بڑھتی جائے

جس کا کام۔۔۔

جس کا جو کام ہے وہ کرتا بھلا لگتا ہے
جو نہیں آتا وہ کیوں سر پہ منڈھا کر دیکھو
اِتنے بیکار تو کرکٹ کے کھلاڑی نہیں ہیں
گلی ڈنڈا بھی کبھی اِن کو کھلا کر دیکھو!

پٹھان میں گڑبڑ

اُن کی تانیث ہے دُرست ظفرؔ
نہیں کچھ بھی زبان میں گڑ بڑ
معجزاً بھی یہ ہو نہیں سکتا
گویا ہے کچھ پٹھان میں گڑ بڑ

سزا کا آغاز

لگ چکی ہے خدا کی عدالت ظفرؔ
عدل قدرت کی بے صوت لاٹھی سے ہے
وِچوں وِچوں سزا مل رہی ہے اُسے
سنگساری کا آغاز کُڈنی سے ہے

منہ دھو رکھو!

جو ہے اُس کے کاروبار میں حرفِ ممنوع
ایسی جنس تو اپنے باپ کو بھی نہ دے گا
آپ گوالے سے کیا آس لگا بیٹھے ہیں
خالص دودھ تو اپنے آپ کو بھی نہ دے گا

نیا پاپا

دھوکہ ہے یہ شفقت کا یا کیڑا سیاست کا
حاضر کئے رکھتی ہے لندن کو گیا پاپا
حیران ہوں بی مریم بھی کیسی کو لمبس ہے
دریافت کئے جاتی ہے روز نیا پاپا

* مریم نواز نے زرداری کو بھی پاپا قرار دیا۔

روٹی کھُل گئی جے!

جتنے جنٹلمین ولیمے میں آئے
اِتنے بھی نہ آپ متاثر ہوں اِن سے
اِن کے ظرف کا عقدہ تو تب کھلنا ہے
جب آواز لگے گی "روٹی کھُل گئی جے!"

نوبال

زیست کے بالر کو سمجھا دو ظفرؔ
کیرئر اُس کا رہین حال ہے
کہتی ہے تقدیر کی ایمپائرنگ
دِل کی پچ پر عقد اِک نوبال ہے

عادی

جیسی روٹین ہے ویسی ہی رہے گی پھر بھی
”ایکسپلینیشن“ سے نہ ”شوکاز“ سے گھبراؤں گا
آتے آتے یونہی کچھ دیر سے دفتر پہنچا
جاتے جاتے یونہی کچھ جلد نکل جاؤں گا

* explanation اور show cause۔

مرے دیوانے کو

ناشتے والا نہ برتاؤ کرے کرکٹ میں
باؤنسریوں نہ کرائے مرے دیوانے کو
اوپنر ہونے کی اِتنی بھی سزا ٹھیک نہیں
کوئی انڈے نہ کھلائے میرے دیوانے کو

اُف یہ بیوی

ایسی بنے گی بیوی، گماں تک نہ تھا ظفرؔ
ہم رہ گئے ہیں دستِ شکیبا کھڑا کئے
جو خواب سچ ہوا تھا اُسی کی ہیں پیشیاں
جس سے نظر لڑی تھی، اُسی سے لڑا کئے

بھارت کے نیوز چینل

بھارت کے نیوز چینل عجب آفتوں میں ہیں
ریٹنگ کا دشنہ پھر گیا سب کے گلے پہ کیا؟
اہلِ مباحثہ ہیں یا گولے ہیں آگ کے
ہونے لگے ہیں ٹاک شو تپتے توے پہ کیا؟؟

ٹاک شو کے مرغ

رہ گئے ہیں بن کے غنڈے، دیکھتے ہی دیکھتے
شکل وصورت سے نظر آتے تھے کیا کیا معتبر
ٹاک شو والوں کو باور کس نے کروایا ظفرؔ
جس قدر چلائیں گے، شنوائی ہوگی اُس قدر

چور کی ماں

چھپکلی پر ہاتھ ڈالا ہے، بڑا اچھا کیا
دیکھنا ہے کیا مگر چھ کو بھی پکڑ پائیں گے آپ
چور کو پکڑا ہے لیکن بات تب بن پائے گی
چور کی ماں کو بھی کوئی ہاتھ دکھلائیں گے آپ

خبردار

اگر ہے عافیت درکار تجھ کو
تو کر کے ایکسرے سب کو سدا تک
”وفا کے نام پر کچھ شعبدہ گر
چرا لیتے ہیں ہاتھوں کی حنا تک“

٭ احمد فراز کا شعر۔

مقابل ہے آئینہ

تم ہو لفافہ باف صحافی، سو تم بے شک
قلم سجا کر اپنے اپنے کان میں رکھنا
”میرے جھوٹ کو کھولو بھی اور تولو بھی تم
لیکن اپنے سچ کو بھی میزان میں رکھنا“

٭ احمد فراز کا شعر۔

ہزاروں خواہشیں ایسی

خانۂ حُسن کا گلدان ہے درکار مگر
اِن کی کیا چلنی ہے گلقند کے بیوپار کے بیچ
”باغبانوں کو عجب رنج سے تکتے ہیں گلاب
گلفروش آج بہت جمع ہیں گلزار کے بیچ“

٭ احمد فراز کا شعر۔

سوچ سمجھ کر

ایسا نہ ہو کرائے کے پیسے بھی نہ رہیں
میں ہوں وفا شعار سزائیں مجھے نہ دو
"ایسا نہ ہو کبھی کہ پلٹ کر نہ آسکوں
ہر بار دور جا کے صدائیں مجھے نہ دو"

* احمد فراز کا شعر۔

مآل

تمام عمر اُسی کے لئے بنے لٹّو
زبانِ چپ سے جو کہتی ہے جا! کسی کی نہیں
"سب اپنے اپنے فسانے سناتے جاتے ہیں
نگاہِ یار مگر ہم نوا کسی کی نہیں"

* احمد فراز کا شعر۔

سیف سائڈ

دیکھا ہے رقابتوں کو خونی
سوپیچ سے فدوی ہٹ گیا ہے
"جس سیل کا رخ مری طرف تھا
اب تیری طرف پلٹ گیا ہے"

* احمد فراز کا شعر۔

عجب آزاد مرد تھے

ہمیشہ جئے ڈون بن کر ظفرؔ
سدا رنگ بازی دکھا کر چلے
"وہ تیری گلی تھی کہ کُوئے عدو
جدھر بھی گئے سر اُٹھا کر چلے"

* احمد فراز کا شعر۔

وہ

دلبری جانئیے یا خرمستی
تاڑوں کے لئے زیادہ تھی
”کچھ تو پیکر میں تھی بلا کی خراش
کچھ وہ کافر تنک لبادہ تھی“

٭ احمد فراز کا شعر۔

تیماردار

اور کیا چاہے گا شکرخورہ
جب شکرکا یوں چل پڑا ہو نظام
”ایک تیماردار کیا آیا
مہک اُٹھی ہے ہسپتال کی شام“

٭ احمد فراز کا شعر۔

اپنا رستہ لو!

میرے اشعار پہ ”چھونگو“ نہ یوں ”ناساں“ جاناں
اب نہیں میں جو کہے جاتا تھا جاناں! جاناں!!
”اب ترا ذکر بھی شائد ہی غزل میں آئے
اور سے اور ہوئے درد کے عنواں جاناں“

* احمد فراز کا شعر نیز ناساں چھنگنا پنجابی میں ناک بھوں چڑھانے کو کہتے ہیں۔

ایک کی چونچ اور ایک کی دُم

میں نے بھی، جب کبھی موقع ملا پٹخا تجھ کو
تُو بھی دے دے کے اڑنگی مجھے جا جا گزری
”آگلے تجھ کو لگا لوں میرے پیارے دشمن!
اِک مری بات نہیں تجھ پہ بھی کیا کیا گزری“

* احمد فراز کا شعر۔

سنانا بیٹی کو نشانہ بہو کو

باتیں تو میسنوں کی کئے جا رہی تھی تُو
میں جانتا تھا تیر کماں تھے مری طرف
"یہ اور بات تُو نے زمانے کی بات کی
روئے سخن تو اے میری جاں تھا مری طرف"

* احمد فراز کا شعر۔

ٹوٹکے

ذرا ہماری طبیعت خراب کیا دیکھی
تو یار ٹوٹکے لے کر ظفرؔ ہمارے ہوئے
"کسی نے غم تو کسی نے خراجِ غم بخشا
سب اپنی اپنی جگہ چارہ گر ہمارے ہوئے"

* احمد فراز کا شعر۔

ہوشیار رہیں

کاش اِتنا تو شعور آئے مرے لوگوں میں
ووٹ دیتے ہوئے مطلق کوئی جاہل نہ رہے
"یُوں تو ہر شخص ہے اندیشۂ رہزن کا اسیر
کارواں نیتِ رہبر سے بھی غافل نہ رہے"

* احمد فراز کا شعر۔

نصیب اپنا اپنا

کسی کو nepotism نے بنا دیا افسر
کوئی تھا ہم سا کہ میرٹ کا سودا سر میں رہا
"کسی کے گھر سے نکلتے ہی مل گئی منزل
کوئی ہماری طرح عمر بھر سفر میں رہا"

* احمد فراز کا شعر۔

محبت کا تقاضہ

ظفرؔ ہے فرضِ عزیزاں کہ خیریت پوچھیں
یہ پوچھنے کے لئے ڈاکٹر نہیں تنہا
”دل و جگر کا بھی احوال پوچھ لینا تھا
تری نگاہ میں ہیں جیب و آستیں تنہا“

٭ احمد فراز کا شعر۔

شکر خورہ

محبتوں کے سفر میں گواچی گاں کی طرح
کدھر سے آتا ہے کوئی کدھر کو جاتا ہے
”یہ حال ہے کہ کئی راستے ہیں پیشِ نظر
مگر خیال تری رہگذر کو جاتا ہے“

٭ احمد فراز کا شعر۔

ہوشیار باش

وہ شوخ لوٹ بھی سکتی ہے بھوتنی بن کر
مجلتوں میں تو دیکھا گیا یہ قصہ بھی
''اُجاڑ گھر میں یہ خوشبو کہاں سے آئی ہے
کوئی تو ہے درو دیوار کے علاوہ بھی''

* احمد فراز کا شعر۔

اَنسان بنو!

اب چھڑے چھانٹ زمانوں کی نہ چہلیں ڈھونڈو!
تیرے سسروں کے تو دیدے ہیں عقابوں والے
''اب مہ و سال کی مہلت نہیں ملنے والی
آ چکے اب تو شب و روز عذابوں والے''

* احمد فراز کا شعر۔

ستم ایجاد ماسی

سب کی میرج میں ترا ہاتھ رہا ہے ماسی!
اور تجھ سے ستم ایجاد نہیں ہونے کے
”دیکھے آ کر کبھی اُن کو بھی جو تیرے ہاتھوں
ایسے اجڑے ہیں کہ آباد نہیں ہونے کے“

٭ احمد فراز کا شعر۔

پاکستان اور انڈیا

ہمیشہ بن کے ملا ہوں میں اُس سے پاکستان
وہ میری جان کی دشمن تھی، انڈیا تھی مری
”شکست دے گیا اپنا غرور ہی اُس کو
وگرنہ اُس کے مقابل بساط کیا تھی مری“

٭ احمد فراز کا شعر۔

آگ برابر لگی ہوئی۔۔۔

اپنا بھی سر ہوا صفا، دشتِ صحارا کی طرح
اُن کی بھی کیا کہوں کہ اب ویسے نہیں ہیں بال بھی
"ہم کو تو عمر کھا گئی، خیر ہمیں گلہ نہیں!
دیکھو تو کیا سے کیا ہوئے یار کے خدوخال بھی"

* احمد فراز کا شعر۔

تیرا شاعر

کیا بات کروں میں تیرے شاعر کی (ظفرؔ کی)
اعمال سے لگتا ہے کوئی میرِ خرافات
"اشعار کہ جیسے ہو صنم خانۂ آذر
الفاظ کہ جیسے ہوں تصاویرِ خرافات"

* احمد فراز کا شعر۔

ازدواجی مشکلیں

ہر روز ہی گھر میں ہے کسی فلم کی شوٹنگ
کہنے کو میاں بیوی تو پاگل نہیں ہوتے
”کچھ مشکلیں ایسی ہیں کہ آساں نہیں ہوتیں
کچھ ایسے معمے ہیں کبھی حل نہیں ہوتے“

* احمد فراز کا شعر۔

ذرا بچ کے

ظفرؔ جی قیمتیں سُن کر کسی دِن
سمے میں سارا جیون کٹ نہ جائے
گرانی کی وہ ڈوریں ہیں بہر سو
مجھے ڈر ہے کہ گردن کٹ نہ جائے

بھلکڑ

اُس سے ہوجاتی ہے سرزد از خود
اصلاً آتی نہیں فنکاری جسے
پھر سے پیمانِ وفا باندھتا ہے
بھول جانے کی ہے بیماری جسے

اپوزیشن کی پوزیشن

اب حکومت کو گرانے کے لئے
کبھی اُٹھتی ہے، کبھی گرتی ہے
اِن دِنوں اپنی اپوزیشن بھی
"یوکرائن" سی بنی پھرتی ہے

ایک قومی لیڈر

زنانہ، درمیانہ چیختی آواز کی لے میں
وہ جب تقریر کرتے ہیں تو کانپیں ٹانگ جاتی ہیں
بھرے مجمع کی مستی میں وہ جب بھی چھوٹے سے منہ سے
بڑے الفاظ چرتے ہیں تو کانپیں ٹانگ جاتی ہیں

سیاسی ہلچل

دیکھنا تھا کہ سیاست کے گدھے کرتے ہیں کیا
سبزۂ حرص و ہوس کے سلسلے کو دیکھ کر
خان صاحب نے کیا تھا آپ لوگوں سے پرینک
ہاتھ لہرا دیجئے اب کیمرے کو دیکھ کر

* عمران خان کی حکومت کے خاتمے کے دِنوں میں سوشل میڈیا پر خیال کیا جاتا تھا کہ یہ کارروائی حکومت فوج سے مل کر التزاماً کر رہی ہے تاکہ عمران خان کی گرتی ہوئی ساکھ کو سہارا دیا جا سکے۔

علی بابا چالیس چور

اونٹ کس کروٹ پہ تشریف اگیا حالات کا
دردمندانِ وطن خاصے پزل ہیں دوستو
ملک پر چالیس چوروں کی حکومت ہے ظفرؔ
اور علی بابا ہمارے نیوٹرل ہیں دوستو

صحافی

ویسے ہر چینل پر آ کر
غُل کرتے ہیں، چلّاتے ہیں
مل جائے جو اِنہیں لفافہ
ستو پی کر سو جاتے ہیں

خرّاٹے

دیکھا میں نے ٹھیک کہا تھا
یکسر جھوٹے ہیں ہمسائے
گیدڑ کی فریاد نہیں ہے
میرے میاں کے ہیں خرّاٹے

غلطی

آپ نے ٹھیک کہا تھا صاحب!
وہ تو ڈش واش کی آلائش تھی
آپ کے واسطے اب لایا ہوں
سوپ، جو آپ کی فرمائش تھی

چوکیدار

نہیں، یکسر غلط قیانہ ہے
فلسفی تو نہیں ہیں یہ زینہار
جب سے کُتّا گیا ہے اِس گھر سے
رہ گئے ہیں یہ بن کے چوکیدار

رات کے بارہ بجے

سب کو معلوم ہو گیا ہے ظفرؔ
شب کے بارہ بجے ہے کون کہاں
یا تو سرگرمیاں ہیں چوروں کی
یا ججوں کی عدالتوں کا سماں

※ اسٹیبلشمنٹ کے حکم پر عمران خان حکومت کے خلاف نصف شب کو عدالت لگ گئی تھیں۔

نیوٹرل

جن سے اُمید ہے بھلائی کی
وہ ”چول“ بن گیا تو کیا ہوگا
موت اور زندگی کے بیچ مسیح
”نیوٹرل“ بن گیا تو کیا ہوگا

غلیدہ فاروقی

حلیف کے فِیل بھی گوارا
حریف کی دُم پہ تن رہا ہوں
زباں میں کُتّے سے آ گھسے ہیں
”غلیدہ فاروقی“ بن رہے ہیں

مقصدِ حیات

واپڈا کے واسطے پیدا ہوئے ہیں آپ ہم
اِن کی خاطر رات دِن مرنے کے قابل ہو سکیں
اِک یہی مقصد ہماری نوکری کرنے کا ہے
تاکہ ہم بجلی کا بِل بھرنے کے قابل ہو سکیں

دسمبرا کے!

مچلتے ہیں ہجر کے چھونے
یہ چاہتے ہیں کہ اب کریں کچھ
بُری ہے ذوقِ سخن کی خارش
دسمبرا کے نہ کہہ اُٹھیں کچھ

پٹواریوں سے

نوچا ہے جس نے صورتِ کرگس، اُسی کے ہو
اپنے خلاف جاتے ہو، تم لوگ کون ہو
اپنے ہی ملک و قوم کے کل کو بُری طرح
بریانی میں اُڑاتے ہو، تم لوگ کون ہو

حُسنِ لاپروا

ہوا ہوں برباد اُس کے خاطر
ظفر کہاں سوچتا تھا کوئی
میں تلکا جو عشق کے بٹر سے
بٹر بٹر دیکھتا تھا کوئی

ٹوٹکا

کتنی آسانیاں ہیں جیون میں
اپنی بیگم کو یہ بتانے سے
ایک بس اُس کو چھوڑ کر اب تو
حُسن جا بھی چکا زمانے سے

ایک منٹ

جس کو سمجھا تھا میں اپنے جیون بھر کا حصہ
چھو منتر ہونے کا فن دکھلایا ایک منٹ میں
پورے ایک برس کے بعد نظر جو آیا ہے
اُس نے ہی تو مجھ سے کہا تھا آیا ایک منٹ میں

توبہ ہے بھئی!

اچھی بھلی محبت کرتو رہے تھے اُس سے
کیوں شوقِ عقد تجھ کو آخر ہوا ہے بھائی
حلوائی بھی بنے ہیں سسرے تو ہم نے دیکھا
زہریلی کرکے رکھ دی جیون کی ہر مٹھائی

اونٹ کا حافظہ

حُسنِ کافر سے جب شکایت کی
یاد ہم کو ذرا نہیں رکھتے
ہنس کے بولے کہ ہم تو انساں ہیں
اُونٹ کا حافظہ نہیں رکھتے

یاد رکھنا

نکال دوں گا میں سب تیری "پی ڈی ایم گردی"
مجھے اب اِتنا بھی "عمران خان" مت کیجو
جو پھٹ پڑا تو پرخچے ترے بھی اُڑنے ہیں
کسی پٹھان کو ناحق "پھٹان" مت کیجو

آدھی رات کا چاند

کلغی والوں کی خدا ترسی ہے
ورنہ روزوں کو اُڑا سکتے تھے
بہرِ قربانیٔ آئین ظفرؔ
عید کا چاند چڑھا سکتے تھے

مائی یا my

میک اپ جب اترا تو اپنا
ہو گیا پارہ ہائی سراسر
انگلش والی m y کو دیکھا
اُردُو والی "مائی" سراسر

آخر کیوں

کس لئے چوروں کی ٹولی ناحق
انتخابات میں سر چڑھتی ہے
یہ کوئی پھوپھو کی بیٹی تو نہیں
جو بہر حال گلے پڑتی ہے

آئی ایم ایف

سامنے ہو آسان سا رستہ
تو کیوں کیجے بک بک جھک جھک
بسکہ دَوڑ ترقی کی ہے
آئی ایم ایف سے آئی ایم ایف تک

ٹھرک

ہاتھ ہے رعشہ زدہ ساغر بدست
اِس سے لیکن مے چھلک جاتی نہیں
مُک چکے دانے جوانی کے مگر
اپنی نظروں کی ٹھرک جاتی نہیں

دیوانی مقدمہ

سدا سے شارٹ ٹیمپر ہے دوانہ
اگرچہ عشق طولانی سا ہے کچھ
جو دائر حسن کی سرکار میں ہے
مقدمہ وہ تو دیوانی سا ہے کچھ

نامعلوم افراد

نیوٹرل خود کو مسلسل کہے جاتے ہیں مگر
نیوٹرل بن کے کسی طور دکھاتے بھی نہیں
پاک داماں بھی ہیں، پنگے بھی ہیں جاری اِن کے
”صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں“

یار

میں دیئے جاؤں ٹھوکا اُسے کب تک آخر
ساتھ بیٹھا ہے مگر ساتھ نہیں دے پاتا
یار باشی اُسے آتی نہیں رتی بھر بھی
امتحانوں میں مجھے نقل نہیں کرواتا

مچھّر

نیوٹرل سے ہیں مچھر جری
مرحبا اِن کے کردار پر
بھنبھناتے ہیں پہلے سدا
حملہ کرتے ہیں للکار کر

ہنوز

رونا دھونا بھی میاؤں کا ہے جاری ساری
تازیانے ہیں کہ لگتے ہی چلے جاتے ہیں
اور عبرت کی بھی توفیق کنواروں کو نہیں
شامیانے ہیں کہ لگتے ہی چلے جاتے ہیں

رَیٹ

اژدھا مہنگائی کا سب کھا گیا
کچھ بھی جز ٹھینگا نہیں دامن میں اب
بڑھ گئے ہیں لعنتوں کے ریٹ بھی
”لخ دی لعنت“ ہوگئی ملین میں اب

نئے دیوانے

اِس زمانے میں کوئی دیوانہ
رِسکی رستے پہ نکلتا ہی نہیں
آج کے دور کا مجنوں تو ظفرؔ
وہ چول ہے جو ”چولتا“ ہی نہیں

شرط

دشوار پیپروں کا شکوہ نہیں کروں گا
تحقیق کی ذرا سی درکار ہے سہولت
جو بھی سوال ہو گا، سب کا جواب دوں گا
”گوگل“ پہ سرچ کرنے کی دیجئے اجازت

بدمعاش

اہلِ شلوار و پجامہ پہ ہی موقوف نہیں
اِن سے تو صاحبِ پتلون بھی ڈر جاتا ہے
فیصلے اِن کی ہی منشاء سے ہوا کرتے ہیں
بدمعاشوں سے تو قانون بھی ڈر جاتا ہے

نشہ نشہ ہے

رند نے مجھ سے کہا
میں ہی کب کرتا ہوں پاپ
مئے نہیں پیتے تو کیا
چائے تو پیتے ہیں آپ

اپنا کُتّا ٹامی

پیار کھتے تھے جو شامِ غریباں پچھلے برسوں میں
وہ اپنی اِس روِش پر بھول کر بھی پھر کہاں گزرے
کبھی تڑپے نہیں ہیں دورِ نو کی حشر خیزی پر
گرانی اپنی پیدا کردہ ہو تو کیوں گراں گزرے

بدبختی

تیرے میرے پاکستان کا اللہ حافظ
پہلے یہ انگریزوں کی اِک کالونی تھی
اور اب اُن کے کُتّے نہلانے والے بھی
بن بیٹھے ہیں اپنے مالک، اپنے والی

کام کام اور بس کام

جاب نہ مل پائے تو اور کریں کیا دھن
ویہلے بیٹھ نہ پائیں ہرگز اہلِ وطن
ہالٹ ہی رکھے کچھ نہ کچھ کرنے کی لگن
بچے پیدا کرنے میں ہو جائیں مگن

خوش فہمی

خوش فہمی تقدیر کے کاتب سے کیسی !
وقت کو خدوخال میں ہی حل کرلے گا
عمر کا جو بھی "ٹویا ٹبا" ہونا ہے
اُس کو رخساروں کا ڈمپل کرلے گا

۔۔۔تو کیا ہوا

ذرا سوچو کہ ایسی نامرادی
تمہارا بھی مقدر ہو تو کیا ہو
ملے نہ مئے تو رندوں کا بنے کیا؟
شکر خورے کو شوگر ہو تو کیا ہو

پروفیسر

ہر کسی کو ایک سے بھاشن نہ دے
ہر کوئی بندے کا پُتر ہے کہاں
تیرے میرے جیسی سب دنیا نہیں
کچھ پروفیسر بھی ہوتے ہیں یہاں

صادق و امین

جس کو لیڈر بنایا، ٹھگ نکلا
جس کو ہم نے چُنا، وہ کھچ ہے میاں
اِس قدر صادق و امین ہیں سب
اشتہاروں میں جتنا سچ ہے میاں

۔۔۔اور یہ کمیٹیاں

وطن کی صورتِ حالات، توبہ!
مسائل در مسائل جن رہی ہے
بلائیں سر سے ٹالی جا رہی ہیں
کمیٹی پر کمیٹی بن رہی ہے

ہوٹلنگ

اُٹھتا ہے بیٹھتا ہے، کب چین آرہا ہے
یہ گیس کی شکایت، یہ پیٹ کا ابھارا
معدے کا مسئلہ تو ادھموا کر گیا ہے
ہوٹل سے کھانے والے حافظ خدا تمہارا

لوٹے

چلائیں تو بھر جانب ہی چل دیں
یہ سکے سارے کھوٹے سب سے پہلے
بدل جائے سیاست کا جو موسم
لڑھک پڑتے ہیں لوٹے، سب سے پہلے

بروقت

ہر وقت اِسے نالہ بکف دیکھا ہے یارب!
آسودہ ترا بندۂ فانی نہیں ہوتا
ہر دم ہی کسی دوڑ میں پایا ہے ظفرؔ کو
بجلی نہیں آتی کبھی پانی نہیں ہوتا

ٹیکس والے

کسی قسمت کے لیموں کو نہ چھوڑیں
نکالیں سب کا بھرکس ٹیکس والے
ظفرؔ لگتا ہے کہ رہتے ہیں شاید
فرشتوں سے بھی چوکس ٹیکس والے

سائفر

جنہیں جیل میں ہونا تھا، مقتدر ہیں
real ہوگئے ہیں یہاں fake اب کے
کبھی کمپیوٹر ہوا کرتے تھے، پر
کوئی ملک ہی کرگیا hack اب کے

آئی ایم ایف سے معاہدہ

منظور سارے ”وڈکوں“ کی اِن کو غلامیاں
ایسا تمام عمر کیا ہو تو کیا کریں
عزت رہن میں رکھ کر بھی شاداں ہیں مقتدر
بے غیرتی کا ستّو پیا ہو تو کیا کریں

سیر اور سوا سیر

کن بلاؤں کا رعب ہو ہم پر
کن وبالوں کی بات کرتے ہیں
اپنی زوجہ ہی ہم پہ بھاری ہے
آپ سالوں کی بات کرتے ہیں

پروپوزل

آپ سے ہم اگر کہیں آپ کا ساتھ چاہیے
مان کے دیں گی یا نہیں؟ آپ کا کیا خیال ہے!
عرض ہے آپ سے، بنیں دادی ہمارے پوتوں کی
آپ بنیں گی یا نہیں؟ آپ کا کیا خیال ہے!

کلغی والوں سے

ڈنڈا ہے جس کے ہاتھ میں "سنڈا" اُسی کا ہے
لاٹھی بکف سے قوم بھلا کیسے نہ ڈرے
جو مانتا نہیں ہے وہ کیوں مانتا نہیں
اِتنا پریس کرو کہ پریس کانفرنس کرے

دانشور

عاجز بندے تو دنیا میں "کمّی" سمجھے جاتے ہیں
اُوپر سے وہ ہو کے ملے تو ہم سے عزت پائے بھی
سیدھی سچی باتوں پر کیا اُس کی عظمت جانیں ہم
اُلٹ پلٹ سی بات کرے تو دانشور کہلائے بھی

داڑھیاں

بیٹھنے دیتی نہیں نچلا ہوس
رہ گئے ہیں ہو کے ننگے سب یہاں
اُس جگہ ایمان کی مت پوچھئے
داڑھیاں ٹٹیاں ہیں دھوکے کی جہاں

ایک زبان

تبدیل نہیں کرتا ہے رائے کسی صورت
کہتا ہے کہ بھیجے میں خلل ہے تو خلل ہے
آ جائے اگر بن کے ارسطو بھی تو کیا ہے
فدوی تیری نظروں میں چول ہے تو چول ہے

سڑک کے پار

اُف یہ زُوں زُوں کرتے پہیئے
ہائے یہ دِل دہلاتی سڑکیں
سمجھو اپنی خوش بختی ہے
پار اگر ہم زندہ پہنچیں

شاعرہ

سوزبھی ہم نے سخن میں بھر کے دیکھا ہے ظفرؔ
ہر دفعہ لیکن اکارت ہی گیا رونا بہت
دیکھ کر بزمِ سخن کا رنگ لگتا ہے ظفرؔ
داد پانے کے لئے ہے شاعرہ ہونا بہت

افسر اور ہم

ہم جُتے ہی رہتے ہیں کولھوں کے بیلوں کی طرح
سب ہمارے ذمے ہے جو دفتروں کا کام ہے
اور صبح تا مسا گپ شپ لڑانے کے لئے
میٹنگیں کرنا ہمارے افسروں کا کام ہے

ڈکار

یہ پیشِ لیڈرِ قومی ہے اک صدائے حق
شکم کے بھی ہیں نظریات، کہہ گیا ہے کوئی
ظفرؔ یہ طرزِ سخن ہے، اگر سمجھ پاؤ
ڈکار میں بھی کوئی بات کہہ گیا ہے کوئی

شیور کی مرغیاں

بٹوہ یہ کہہ رہا ہے کہ میری طرف نہ دیکھ!
بھاؤ میں اوج پر ہوئیں شیور کی مرغیاں
سستے سے سستا تر ہوا انسان آج کا
مہنگی سے مہنگی تر ہوئیں شیور کی مرغیاں

خاک شُد

ہاتھ کچھ بھی نہ آسکا میرے
عشق کو آزما کے دیکھ لیا
لے کے آئے نہ کچھ جہیز وہیز
”اُن کو اپنا بنا کے دیکھ لیا“

جواز

اب اس کو کچکلا ہی کا طعنہ ہے بے سبب
کیا کیجئے کہ کھوٹا بھی ہونے کا ہے جواز
اخلاقیات اس کو سکھانے سے فائدہ؟
لوٹے کے پاس لوٹا بھی ہونے کا ہے جواز

۔۔۔اور یہ جوتا چور

عبادت میں اگر شامل رہے گی فکر جوتوں کی
بھلا ایسے میں کیسے سجدہ کر پاؤ گے مسجد میں
یقیناً ننگے پاؤں لوٹنا ہوگا تمہیں گھر کو
نئے جوتے پہن کر تم اگر جاؤ گے مسجد میں

واحد صورت

جو اِس کا کھیل مدت سے جمائے ہے
وہ فل اسٹاپ کا مہ ہو تو کیا کیجے
جگہ تو ٹیم میں اِس کی نہیں بنتی
سلیکٹر اِس کا ماما ہو تو کیا کیجے

اسکور کیا ہے؟

یہ کرکٹ کے فیور کا ہذیان سا ہے
بہت غلغلہ ہے کہ اسکور کیا ہے
وہ سائل جو فائل کے پیچھے پڑا ہے
یہی پوچھتا ہے کہ اسکور کیا ہے

وبائی مرض

ورلڈکپ کا ہے فیور تو ہم کو ظفرؔ
ہر طرح سے وبائی مرض سا لگے
جو ہوا مبتلا وہ گیا کام سے
یہ علامات سے تو کرونا لگے

کرکٹائز آوارگی

یونیورسٹی کے پورٹل کے لئے
فون پر جب بھی ہاتھ چلتے ہیں
ورلڈ کپ کے فگرز کو ازخود
”کرک انفو“ پہ جا نکلتے ہیں

گلی ڈنڈے کی ٹیم

جب ظفریاب تھے، چھائے تھے ہمارے ہیرو
اب جو ناکام ہوئے ہیں تو لگے کیا مِس فٹ
کیوں نہ ہر میچ میں ٹھینگوں کے انعامات ملیں
گلی ڈنڈے کی طرح کھیل رہے ہیں کرکٹ

کرکٹ بائے چانس

آپ کی رائے جو یوں بھینگی رہی
دوسرا پھر کس طرح لے پائے چانس
ہم اگر آؤٹ ہیں، ناکام ہیں
آپ رہ جائیں تو کرکٹ بائے چانس

شریر پچ

بال آتا ہے تو کرتا ہے شرارت کیا کیا
میرے کھاتے میں رقم کرنے زیاں آتا ہے
سرخروئی ہے فقط غوطہ زنی کی طالب
میں جہاں پر ہوں وہاں پچ کہاں آتا ہے

نو بال

باؤلر جس پہ خفا ہے وہ کوئی بات نہیں
کیوں اڑائی گئی یہ خود پہ ہنسی لگتی ہے
یہ جو نوبال کہا ہے اسے ایمپائر نے
اس کے سر پر کوئی پھبتی سی کسی لگتی ہے

اندھا کہیں کا

کرائے باؤنسر یوں باؤلر بھی
کہ جیسے کوئی پتھر پھینکتا ہے
پتہ بھی ہے کہ ہاتھوں میں ہے بلا
مگر وہ بال منہ پر پھینکتا ہے

عدلِ ایمپائری

باؤلر کی دہشت گردی سے ہے کیوں اغماز ترا
اس کا غیض بھی مجھ پر، تیری نظروں میں بھی دوشی میں ہوں
جارے جا ایمپائر میں نے دیکھ لیا انصاف ترا
ٹانگ بھی میری ٹوٹی ہے اور ایل بی ڈبلیو بھی میں ہوں

کُتّے

بعض افراد یونہی نظروں میں آجاتے ہیں
بد سے بدنام برا ہوتا ہے جیسے یارو
بعض انسانوں کے کرتوتوں سے جانا ہم نے
اِتنے کُتّے بھی نہیں ہوتے ہیں کُتّے یارو

ہم کو کیا

ہم تو پیدل رواں ہیں ہم کو کیا
کار جتنی بھی تیری ٹاپ کی ہے
بھرتا پھرتا ہے ایسے فراٹے
روڈ جیسے یہ تیرے باپ کی ہے

گلی کے سگے

سگوں سے بڑھ کے سگے ہیں گلی کے کتے بھی
یہ گھیر گھور کے رستے میں جھاڑتے ہیں مجھے
مشاعرے سے میں جب لوٹتا ہوں رات گئے
یہ میری بیوی سے پہلے لتاڑتے ہیں مجھے

کیا تماشہ ہو

مخالف شور ہو چاہے، سماں کچھ اور ہو چاہے
دکھا دیں زور دنیا کو تو سوچیں کیا تماشا ہو
اگر میداں ہو انڈیا کا، تماشائی بھی انڈین ہوں
ہرا دیں پھر بھی انڈیا کو تو سوچیں کیا تماشا ہو

وکٹ کیپر

وقت کا یہ باؤلر ہے یا کوئی طوفان ہے
حادثوں کے باؤنسر آتے ہیں رہ رہ کر ظفرؔ
کچھ بھی کر سکتے نہیں ہیں کیچ کرنے کے سوا
ہم کہ ٹھہرے زندگانی کے وکٹ کیپر ظفرؔ

عشقِ نو

ہیر رانجھے کا بھی چھکا نہ لگے
یہ سماجِ نو کا آساں کیچ ہے
داستانیں بننے کی فرصت کہاں
عشق بھی اب ٹی ٹونٹی میچ ہے

ڈک

کھیل کب پاتے ہیں ہم
جاتے ہیں، آتے ہیں ہم
ڈک تو اُڑ سکتی نہیں
ڈک پہ اڑ جاتے ہیں ہم

شرطِ فتوحات

یہ نہیں ہے کہ ہمیں شوقِ فتوحات نہیں
آپ کو کیسے بتائیں کہ جو جی میں چاہیں
دیوزادوں سے تو کمپیٹ نہیں کر سکتے
جیتنے کے لئے کمزور سی ٹیمیں چاہیں

ٹاک شو

ادھ کھلی کھڑکی سے چالو ٹاک شو کو دیکھ کر
ایک کتا دوسرے کتے سے یہ کہنے لگا
معترض ہوتے چلے آئے ہیں ہم پر بے سبب
دیکھ لو ہم کتوں سے بھی بھونکتے ہیں یہ سوا

پرانی کار

کار نہیں کچھ خاص پرانی انیس سو اسی کی ہے
روڈ پہ جب بھی آتی ہے تو من کو مار کے آتی ہے
ریس بھلا کیا خاک دیں اس کو، کر دیتی ہے شرمندہ
جاگنگ کرنے والوں سے بھی اکثر ہار کے آتی ہے

رشتوں والی باجی

غیر کے گھر آباد کراتی پھرتی ہے
اپنی خانہ آبادی کا پتہ نہیں
اوروں کے رشتے ناتوں پر ہے زور ظفرؔ
لیکن اپنی ہی شادی کا پتہ نہیں

ایتھلیٹ کُتّے

کوئی تو ہو جو اِن سے اِن کی "بھونک زباں" میں پوچھ سکے
کیوں بازار میں سب سے اپنا جوڑ بناتے پھرتے ہیں
ایسے بھی ایتھلیٹ کہاں کے ہیں یہ آوارہ کتے
ہر اک چلتی گاڑی سے جو دوڑ لگاتے پھرتے ہیں

عزم

روز کُتّے پیچھے لگوائیں گے ہم
سگ پرستوں کے گھروں سے دوستو
ڈاکیے کو خوب دوڑائیں گے ہم
"خط لکھیں گے گرچہ مطلب کچھ تو ہو"

آزاد/آوارہ کُتّے

اِس کی غلامی کو بتاؤ دوستی
ہر پالتو کو شوق سے پیارا کہو
لیکن کرو آزادیوں کا احترام
آزاد کُتّوں کو نہ آوارہ کہو

عشق کی لات

عشق کی لات پڑ گئی تھی ظفرؔ
سلسلہ کب کہیں پہ رکنا تھا
عمر بھر لڑھکیاں ہی کھائی ہیں
تیری چکنا ہٹوں پہ پھسلا تھا

تعلیمِ نسواں کا افادہ

پڑھ لکھ کے تو گنوایا ہے لیڈیز نے ظفرؔ
تعلیم نے اگر نہ کیا ماڈرن اِنہیں
کالج سے پڑھ کے آئی ہیں، کس کو بھلا خبر
کرنے نہ پائی جینز اگر زیبِ تن اِنہیں

معذرت

ہم کو بتلا کے نہ ضائع کریں خشکی کی دوا
آپ کے علم سے ہم فیض اٹھا سکتے نہیں
اس لئے ٹانٹ کھجاتے ہیں سرِ بزم ظفرؔ
جہاں کھجلی ہے سرِ عام کھجا سکتے نہیں

صاف بات

مجھے ایسے ٹھینگا دکھانا ترا
کوئی کارِ فرزانہ بنتا نہیں
یہی پاؤ بھر تو ترا حُسن ہے
اب اِس پر تو اترانا بنتا نہیں

پوربی عاشق

تعلقات کو فائن کریں، ضروری نہیں
یوں خود کو بھتنا و ڈائن کریں، ضروری نہیں
یہ تُو یا میں نہیں ناداں! ہیں پوربی عاشق
نکاح نامے پہ سائن کریں، ضروری نہیں

گرو منش چیلا

جو ناچتے آئے ہیں وہی ناچ ظفرؔ
اوروں کو بھی تگنی کا نچا سکتے ہیں
حالات بھی کر دیتے ہیں پیدا چیلے
ایسے جو گرو کو بھی پڑھا سکتے ہیں

یہ نوجواں

چڑھا سکیں گے رہِ ترقی پہ کیا وطن کو
جو نوجواں ہیں بیڑہ بازوں سا فون پکڑے
اصیل مرغوں کی طرح ہونا تھا جن کو چوکس
برائلر مرغیوں کی طرح ہیں مضمحل سے

ایک سوال

بفضلِ ربی یہ رمضان تو ماہِ مقدس ہے
چنانچہ قید ہے شیطان جو دادِ گناہ مانگے
مگر یہ بات تو یکسر مرے پلے نہیں پڑتی
وہ کیوں آزاد ہے، شیطان بھی جس سے پناہ مانگے

وہ ٹیچر

بادلِ نخواستہ اپنا لیا
تو یہ پیشہ باعثِ آزر ہو گیا
جو کسی میرٹ میں آ پایا نہیں
بن گیا ٹیچر تو وہ ٹیچر ہو گیا

صحافی

بتایا ہے اِک واقفِ حال نے
صحافی کا اسرار احباب کو
ضمیروں نے جس کو مقفل کیا
لفافے کی کُنجی سے کھلتا ہے وہ

ستم ظریفی

جنہیں جیلوں میں ہونا چاہیئے تھا
زمانے میں وہ ہر سو محترم ہیں
جو ”نکّے“ ہیں وہ لتر کھا رہے ہیں
جو ”وڈّے“ ہیں وہ ڈاکو محترم ہیں

امورِ سلطنت

ڈالنا بھی مت گدائی پر حقارت کی نظر
اب مہارت اِس میں پانے میں بچت ہے دوستو
دورِ نو میں ہاتھ پھیلانا بھی ہے علم و ہنر
یہ بھی یکے از امورِ سلطنت ہے دوستو

مچھر

مچھروں کا بلڈ بینک ہے؟
جس کی خاطر کمانے لگے!
ڈاکٹر تو نہیں ہیں مگر
روز ٹیکہ لگانے لگے

نیوٹرل اور ڈیموکریسی

نیوٹرل مُکنے نہیں دیں گے تعلق کو کبھی
اہلِ جمہور بھلا کیسے خلع لیتے ہیں
مارشل لاؤں میں کچھ ڈیموکریسی بھی سہی
وہ اِسے محض حلالے کی طرح لیتے ہیں

وہ اور ہم تم

رانجھا تھا سو بس ہیر پہ جاں وار گیا
مجنوں تھا سو قربان ہوا لیلیٰ پر
اِس دور میں دیوانگئ عشق کہاں
ہم تم ہیں فقط پھوپھو کی بیٹی کے بر

اُستاد پھر اُستاد ہے

آج تجربہ کار زمانہ بھی کیا نی
اِس کی نظروں کو عقّابی جانتا ہے
ماں کب اپنے innocent کو جانتی ہے
جتنا ٹیچر اسٹوڈینٹ کو جانتا ہے

فٹنس کی فِکر

منڈے کھنڈے ہی کہاں دوڑیں لگاتے ہیں ظفرؔ
چاہے ہر ففٹی پلس بھی تندرستی میں جئے
فکرِ فٹنس ہے ہمارے افسرِ اعلیٰ کو بھی
بیٹھ کر گاڑی میں جاتا ہے وہ جاگنگ کے لئے

اور یہ سائفر

ویکسی نیشن بے حیائی کی تو لگتی آئی ہے
قوم میں اسلاف کا یہ گند کیسے رہ گیا
سائفر پر خان کو رگڑا تو لگنا چاہیے
لیڈروں میں کوئی غیرت مند کیسے رہ گیا

* ۔۔۔اور قوم اسٹیبلشمنٹ کی سائفرانہ بے غیرتی پر محوِ احتجاج ہے۔

بکرا

بیگم چھوڑ ہی دو اب، یہ گردانِ روز و شب
"یہ نحیف سا بکرا، یہ نزار سا بکرا"
سیلری نہیں اِتنی، جتنا خرچ آیا ہوں
میں خرید لایا ہوں، ساٹھ ہزار کا بکرا

قتل آم

عدل بھی "از خود توجہ" دے کہاں
ہر زمانے میں جو اِس کا کام ہے
قابلِ نوٹس تو ہے ظلمِ شکم
کس قدر ہر گھر میں قتلِ آم ہے

الرجی

سزا دارِ حکومت میں رہائش کی ملی کیسی
یہ پولن کی الرجی تو ہماری جان کو آئے
ہُوا دشوار سے دشوار تر اب سانس لینا بھی
یہ ظالم شہر فدوی کا گلا ہی گھونٹتا جائے

گیراج والی غیرت

رنگ لایا ہے کسبِ معاش آپ کا
جس کو غیرت کہیں وہ کہیں وڑ گئی
اِک تماشا ہوا حُسن کا، عشق کا
ایک بنیاد گیراج میں پڑ گئی

* رُوئے سخن کسی کی طرف ہو تو روسیاہ۔

رٹّو طوطا

دیکھنے والوں نے دیکھا
ٹھینگا اُس کے نالج میں
جس نے رٹّا بازی سے
ٹاپ کیا تھا کالج میں

پروفیسر

آئے کمرے میں پروفیسر نہایت شان سے
سر پہ ایسا ہیٹ ہے کہ دیکھتے رہ جائیے
شرٹ بھی ہے کوٹ بھی ہے ٹائی بھی میچنگ میں ہے
کیا ہو ایسے میں اگر پتلون عنقا پائیے

جستجو

گھر سے اسکول ہے کچھ دور، چلو یوں کرلیں
اپنے روتے ہوئے بچے کو پڑھایا جائے
کیا خبر یوں ہمیں مل جائے نیا سُر اے ظفرؔ
اِس کی رُوں رُوں کو ذرا اور بڑھایا جائے

منزل یہی کٹھن ہے

اگر تیرے لیڈر نے کی ہے گرانی
اُسے باتوں باتوں میں پڑنے لگوں میں
اگر میرے والے نے کی ہے گرانی
تو بحران ہے عالمی، کیا کروں میں

بِلبلاہٹ

بجلی والوں کی محبت کے میں صدقے جاؤں
سیلری ساری اِسی مد میں لگا دیتے ہیں
اِس دفعہ بجلی کا بِل ہوش اُڑائے ہوئے ہے
بجلی دیتے ہیں کہاں بجلی گرا دیتے ہیں

کتنے چاہت فتح علی خاں

سب نے اٹھالیا ہے کیوں آسمان سر پر
کیا ہے جو بے سرے ہیں چاہت فتح علی خان
اپنی سیاستوں کی جانب بھی تو نظر ہو
سارے بھرے ہوئے ہیں چاہت فتح علی خان

خرّاٹے اور گانے

کیسے کہہ دوں میں جا کر
خود سے بھی بیگانے سے
تیرے خرّاٹے تو ہیں
بہتر تیرے گانے سے

فن لیڈری

بھوکی ننگی قوم کو لیڈ جو کرنا ہے
لیڈر کو درکار رہے ہر آن اِشو
قوم کو فکرِ نان سے یوں آزاد کرے
کھول کے رکھ دے کتنے سارے "نان اِشو"

لیڈیز اِن اسمبلی

"اینٹی لیکچول" ہوں یا معروضی لیاقت کی امیں
اِن کو اک دوجے سے پایا ہے سدا چڑتی ہوئی
اِس طرح لیڈیز ہوتی ہیں اسمبلی میں ظفرؔ
جیسے بلیاں ہوں کہیں لڑتی ہوئی، بھڑتی ہوئی

چار نمبر گیٹ

رائے عامہ کی یہیں ہوتی ہے قطع و برید
اِس سے بالا بالا جو گھوڑی چڑھا وہ وڑ گیا
ہر سیاست دان قبلۂ سیاست دیکھ لے
چار نمبر گیٹ میں جو نہ وڑا وہ وڑ گیا

چیں کرو یا پیں

جمہورِ پاک نے سسٹم کے
آسیب کدے میں گلنا ہے
کتنے ہی ڈول نکالو آب
کُتّے نے کنویں میں رہنا ہے

پھر!

تھم گئی ہے شورشِ طوفان پھر
ہو گئے آسودہ میرے کان پھر
جاگ اُٹھی میری بیوی آخرش
بھاپ کا انجن بنا انسان پھر

ہوشیار باش

چل پڑے، بزم ہو یا مالِ ظفرؔ
بن کے اِک گن پلک جھپکتے میں
مسکراہٹ اِدھر اُدھر نہ پھینک
زن ہو بدظن پلک جھپکتے میں

توند کا مسئلہ

مسئلہ بڑھ گیا ہے معدے کا
اِسی باعث تو بیکلی ہے ابھی
گیس کے اِک بگولے کی صورت
توند میں لہر سی اُٹھی ہے ابھی

اور یہ امیدوار۔۔۔

جس کا منہ بھی دکھانے کا بنتا نہیں
ووٹ کی بھیک اُس کو بھی درکار ہے
جھوٹا سچا دلاسہ بھی کیوں اُس کو دوں
وہ جو پچھواڑے پہ کک کا حقدار ہے

غیر سیاسی کردار

اب تو آئین کے قانون کے عامل بھی ہیں فیل
جو اُتارے نہیں جا سکتے ہیں یہ وہ جن ہیں
جن کا کردار سیاست میں تو بنتا ہی نہیں
وہ سیاست میں ضرورت سے زیادہ اِن ہیں

* کون؟۔۔۔ارے یہی اپنے نیوٹرل بھائی صاحبان!

نومئی

اپنے وطن سے پیار اگر ہے تو ہر جگہ
اظہار اُس کا بہرِ وضاحت کیا کریں
تقریب کوئی بھی ہو، تلاوت سے پیشتر
سب لوگ نومئی کی مذمّت کیا کریں

پھر نومئی

زچہ خانوں کو بھی کر لیجے مینیج
کوئی گستاخی کی جرات نہ کرے
کوئی پیدا ہی نہ ہونے پائے
نومئی کی جو مذمّت نہ کرے

لفافی

کہنے کو تو صحافی ہے وہ
کالے دھن کا غلافی ہے وہ
بِکنے والا لفافوں پہ ہے
بکَنے والا لفافی ہے وہ

چنتخابات ۲۰۲۴ء پر

بُوٹ والوں کے تنوروں کا محافظ ٹھہرا
سعد ہو یا ہو کوئی چور، اسمبلی ممبر
ووٹ ہم دیں گے الیکشن میں، ہمارا حق ہے
اور چن لے گا کوئی اور اسمبلی ممبر

سیاسی کارکن

لیڈرانِ قوم ہیں شاطر بساطِ عصر کے
آپ کو یا ہم کو برتانا تو اُن کا کھیل ہے
کارکن شطرنج کے مہروں سے نہیں بڑھ کر ظفرؔ
اِن کو لڑوانا یا کٹوانا تو اُن کا کھیل ہے

نیرنگئ زمانہ

میٹرک میں ہو کے جو ناکام میدانِ عمل میں آ گیا
دیکھ لیجے! اب وہی اک شہر کا مشہور بزنس مین ہے
اور یہ فدوی کہ جو پڑھتا رہا، پڑھتا رہا پڑھتا رہا
آج اُس کی کمپنی کی اِک اسامی کے لئے بے چین ہے

مبصر

تبصرے کرتے رہے ہیں میڈیا پر آن کر
جو ہمیں سنتا رہا اُس نے ہمیں مانا ہے کچھ
اور جب دیکھا نتیجہ اپنے حلقے کا ظفرؔ
ہم نے یہ جانا ہے کہ ہم نے نہیں جانا ہے کچھ

انتخابی محبت

انتخابات میں کھڑا ہوا ہے
تو بھلے اپنے ووٹ کو جائے
اِتنا کنوینس بھی نہ کرلے اُسے
کوئی رشتہ ہی اُس سے ہو جائے

کاروبارِ عشق

جاب نہ ہوتو اِس فرصت سے موقع پا کر
حُسنِ کافر پر سو جان سے مر سکتے ہیں
آ سکتی ہے عشق میں شب بیداری کی خُو
آپ کہیں پر چوکیدارہ کر سکتے ہیں

رَن

آ کے پنجابی بن گئی اُردو
خود کو رن بھِر رن سمجھتی ہے
گاڑ دیتی ہے طنز وطعن ظفرؔ
دِل کو کیا "پن کشن" سمجھتی ہے

مینڈیٹ چور

یہ دیس مرا دیس تو چوروں کی ہے جنت
دیکھی یہاں ہر ریٹ کی ہر ویٹ کی چوری
اِک چور ہے ایسا جو دکھائی نہیں دیتا
کرلیتا ہے ہم آپ کے مینڈیٹ کی چوری

* الیکشن ۲۰۲۴ء میں تحریکِ انصاف کا عوامی مینڈیٹ بہ بانگِ دہل چوری کیا گیا۔

یکم جنوری ۲۰۲۵ء

خوش فہمیوں کا پھیر لیا ہے بُرش کوئی
اِس طور اِرد گرد کا منظر بدل لیا
خود کو بدل نہ پائے تو تبدیلی کے لئے
لوگوں نے آج گھر کا کلینڈر بدل لیا

اُووووو

ایسے کیسے بھلا ظفرؔ صاحب
ہم کریں احتجاج اُووووو
اپنے دِل کا غبار۔۔۔مردہ باد
اور اُن کا سماج اُووووو

* وزیرِ اعظم شوباز شریف نے قوم کو بتایا تھا کہ جاپان میں احتجاج کا مہذب طریقہ رائج ہے، وہ مل کر ”اُوووووو“ کرتے ہیں اور یُوں اپنا احتجاج ریکارڈ کرتے ہیں۔

آپ

منہ دیکھتے ہی رہ گئے اہلِ دیار اور
ہتھیا لئے ہیں سارے وسائل دیار کے
ہم سے ہوا نہ ہضم تو اکلِ حلال بھی
اور آپ تو حرام بھی نکلے ڈکار کے

چودہ فروری کو

اپنے ناز اپنی ادائیں مجھ پہ ضائع مت کرو
اب یہی بہتر ہے کرلو اپنا کوئی بندوبست
اور کوئی بھی نہیں درکار اب مجھ کو کرش
یار میری تو ہے چودہ فروری، چودہ اگست

تنگ لبادہ

ہائے یہ تنگ لبادہ کُڑیاں
پہن کر کیسے ظفرؔ چلتی ہیں
دیکھتی آنکھ بھٹک جاتی ہے
زیر کو کر کے زبر چلتی ہیں

مشہور شاعر

اِتنے سکتے ہیں، سُن کے سکتہ ہے
کھَل رہا ہے کلام ہم کو تو
لیکن اب کچھ بھی ہو نہیں سکتا
اب تو مشہور ہو گیا ہے وہ

مشکل سی مشکل

خوب ترنّم ہے اُس کا
اور پڑھتے میں رقص بھی ہے
ایسے میں وہ کیوں مانے
اُس کے شعر میں نقص بھی ہے

روزگار

پوچھ کر روزگار کی بابت
دِل دکھانے کا کام کرتے ہیں
اِن دِنوں ہے ہمیں الرجی سی
بس کھجانے کا کام کرتے ہیں

طِبّی مشورے

اِک ذرا بیمار ہو کر دیکھ لیجے گا ظفرؔ
آپ کے اعزاء کے کھل جائیں گے جوہر آپ پر
اِس طرح آ آ کے دیں گے مفت طبّی مشورے
جیسے اِن جیسا نہ ہو کوئی طبیبِ پیشہ ور

دونوں طرف ہے آگ۔۔۔

دوسرے بھی تم سے کچھ بڑھ کر ہی ٹھرکی ہیں ظفرؔ
تم کو ہی لگتی نہیں ہیں پیاری پیاری عورتیں
دوسروں کی عورتوں کو تاڑتے ہو جس طرح
دوسرے بھی تاڑتے ہوں گے تمہاری عورتیں

عادت

الرجی میں کھجانا تن بدن کو
ضرورت تھی کبھی، عادت ہے اب تو
وہاں پر بھی کھجا لیتے ہیں اکثر
جہاں کھجلی نہیں ہوتی ہے ہم کو

اعتراف

مصلحت کو نہ مانے میری انا
کچھ بھی سننے کا ڈھب نہیں مجھ میں
آپ عقلِ سلیم ڈھونڈتے ہیں
عقلِ سادہ بھی اب نہیں مجھ میں

قومی بھکاری

مانگنے کا فن نہیں آتا ہے ہم کو مطلقاً
پھر بھی آئے ہیں تو اپنی بھد اُڑانے آئے ہیں
مانگتے پھرتے ہیں اِتنے کرّ و فر سے بھیک ہم
اگلا سمجھے اُس پہ مال و زر لٹانے آئے ہیں

نقّار خانہ

سبھی نے کان لگائے ہیں راک بیٹل پہ
کسی غریب مراثی کی کون سُنتا ہے
ہماری بات کسی کو بھی خوش نہیں آتی
نقّار خانے میں طوطی کی کون سُنتا ہے

میں/وہ

بیس برسوں بعد دیکھا ہے اُسے
جس پہ سو جاں سے کبھی میں تھا فدا
وہ تو ہے اب بھی غزل جیسی ظفرؔ
اور بن کے رہ گیا میں مرثیہ

کچھ بھی نہیں

میٹنگ تو بڑی دیر رہی ہے کیانی
یہ بات الگ ہے کہ بنا کچھ بھی نہیں
اعلامیہ جاری تو ہوا ہے لیکن
اعلامیہ یہ ہے کہ ہوا کچھ بھی نہیں

ٹاک شو

سب مبصر ہیں وڈکوں کے مہرے
روز کوئی ڈرامہ ہوتا ہے
جس کو کہتے ہیں ٹاک شو، وہ تو
پتلیوں کو تماشہ ہوتا ہے

مراثی

کیا بلا ہے مزاحیہ شاعر
اِس تعارف کی کچھ وضاحت دو
دوسروں کو ہنساتے ہو۔۔۔سمجھا!
یوں کہو نا کہ تم مراثی ہو!!

پیارو!

نہیں آتی ہے مجھ کو کاسہ لیسی
کسی سرکار کے طعنے نہ مارو
میں شمعِ دلبری پر ہوں نچھاور
تمھارا ہی ہوں پی آر او میں پیارو!

ایڈیٹر

بڑے کایاں ہیں ایڈیٹر صاحب
اپنا اخبار چلا لیتے ہیں
ہاٹ خبریں نہ اگر اِن کو ملیں
تو یہ خود سے ہی بنا لیتے ہیں

ڈائجسٹ

کس طرح اِس کی خریداری کروں
ظرف کے سانچے میں ہو نہ پائے فِٹ
آج کل اِتنی کثافت آ گئی
ڈائجسٹ ہوتا نہیں ہے ڈائجسٹ

مُدیرِ مجلّہ

اُٹھائے ہوئے سر پہ بارِ ادارت
یونہی سرگراں ہیں مدیرِ مجلّہ
جو لکھنا ہے اوروں نے لکھنا ہے حضرت
بچھالیں مصلّہ، کریں اللہ اللہ

کالم نویس

نہایت ہیں فنکار کالم نویس
کئی کام اِک شے سے کر دیتے ہیں
قلم، جس سے سر کو کھجاتے ہیں وہ
اُسی سے وہ کالم بھی لکھ لیتے ہیں

انڈرسٹینڈنگ

میری مرضی اُس کی مرضی کہلائے
انڈراسٹینڈنگ کی اُس اسٹیج پہ ہیں
بسکہ ساری عمر نہ تُو تُو میں میں ہوئی
میں اور میری بیگم ایک ہی پیج پہ ہیں

خاکی سرکار

اِسی میں حاصل ہے خاکی سرکار کو مہارت
سو کام سارے بزورِ بندوق کر رہی ہے
(میں بوٹ والوں پہ یونہی الزام دھر رہا ہوں
سیاستیں تو خلائی مخلوق کر رہی ہے)

ڈیم اور ڈیم فُول

میں اور اقوام پر بجا ہی تو ہنس رہا ہوں
کہ کتنے کاہل ہیں ڈیم ہی بس بناتے ہیں وہ
ہمارے لیڈر تو ڈیم سادہ نہیں بناتے
یہ ساتھ میں فُول بھی بناتے ہیں شہریوں کو

چشمہ / نالا

سچ بتاؤں عزیزِ من تجھ کو
یہ جو نالا دکھائی دیتا ہے
دیکھتا ہوں اُتار کر چشمہ
تو یہ چشمہ دکھائی دیتا ہے

معنّک ڈاکٹر

اسپیشلسٹ کو آنکھیں دکھانے گیا ظفرؔ
آیا نظر وہاں پہ پھواڑا نیا مجھے
میں دیکھتا تھا اُس نے مجھے دیکھنا ہے کیا
آنکھوں کا ڈاکٹر بھی منعک ملا مجھے

بڑے میاں

نکل کے جونہی وہ گھر سے گلی میں آئے ہیں
بڑے میاں نے بھی چشمہ لگا لیا ہوا ہے
ملا ہو جیسے اُنہیں کارِ استعشارِ حُسن
یُوں اپنی نظروں کا ناکہ لگا لیا ہوا ہے

ایکسرے

جب بھی منگوائے گئے ذوقِ نظر
ہو کے سیرِ چشم ہی گھر آئے ہیں
کل گئے تھے ایکسرے کروانے کو
نرس کا وہ ایکسرے کر آئے ہیں

پڑھے لکھے

جو میرا ہوتا ہے جانا کسی بھی محفل میں
اُتارتا ہوں کبھی میں جماتا ہوں عینک
کسی کو شک نہیں ہوتا ہے قابلیت پر
پڑھے لکھوں کی طرح میں لگاتا ہوں عینک

دادبیداد

شعر سنے تو بول اٹھا ہر شخص "ارے!"
شعر پڑھے یا شعروں پر الزام دھرے
صمٌ بکمٌ بیٹھا ہے ہر شخص ظفرؔ
دے کر داد ادب پر کیوں بیداد کرے

عروضی

سخن میں بھر لے یوں جذبِ دروں کو
کہ سننے والوں تک بھی آنچ جائے
عروضی پر یہ لازم تو نہیں ہے
بنا کر لفظوں کی چڑیاں اُڑائے

اُف یہ گرانی

اِس گرانی نے بوتھا کر دیا ہے روندو سا
مسکرانے والوں کی شکلیں اور ہوتی ہیں
کل تو ایک بنئیے نے دے دیا ہمیں طعنہ
دَال کھانے والوں کی شکلیں اور ہوتی ہیں

دیدہ دلیری

اکثر لوگ اِسی باعث تو ہیں سوکھے
دیدہ دلیری میں وہ سارے جیتے ہیں
اور ہم جیسے شرفاء کی نہ پوچھ ظفرؔ
دنیا کو سسرال سمجھ کر جیتے ہیں

بھائی بھلکڑ

کم نگاہی کا گلہ تھا یوں تو
حافظہ اور بُرا تھا یوں تو
ڈھونڈتے پھرتے تھے سارے گھر میں
ناک پر چشمہ دھرا تھا یوں تو

زوجہ / چشمہ

پہلے کرتی تھی وہ تنہا
اب جس کام لگا ہے چشمہ
میرے کان پکڑنے والا
یا زوجہ ہے یا ہے چشمہ

بازارِ ہستی میں

زور و زر کی اِس دنیا میں زعم کسے اقدار کا ہے
کون سبق پائے اصحابِ دنیا دار کی نگری میں
کس ٹکسال کے سکّے چلتے ہیں بازارِ ہستی میں
دین ایمان کا بھاؤ کیا ہے کاروبار کی نگری میں

خوف

ناگاساکی کا افسانہ
آج بھی ہے اِک تیر کماں میں
ایٹم بم سے کہیں ہے بڑھ کر
ایٹم بم کا خوف جہاں میں

بے مول شوق

ایسی حالت میں بھی قرار نہیں
کس قدر سچّا پیار چاہتے ہیں
اُن کی عینک ہے تین نمبر کی
بیویاں چار چار چاہتے ہیں

آن لائن

یہ روابط کمپیوٹر ایج کے
اِس قدر بھی سچے ہو سکتے نہیں
آن لائن شادی ممکن ہے مگر
آن لائن بچے ہو سکتے نہیں

کرایہ دار

سیاحت اُن کی قسمت میں لکھی ہے
ہیں سارے ہی جہاں میں رہنے والے
ظفرؔ خانہ بدوشوں کی طرح ہیں
کرائے کے مکاں میں رہنے والے

اسمارٹنیس

اِس آلسی سے ملک میں ایسی سمارٹنیس
وہ اپنی "ایفی شینسی" سے حیران کر گیا
کودا ہے ایک رات میں اِتنے گھروں میں کل
"اِک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا"

* خالدؔ شریف کا مصرع۔

تڑی

وہ چنّو منّو جو قسمت میں ہیں، تمہیں اُن کی
اگر mother نہ بنایا تو میرا نام نہیں
گریزاں ہو کے مرے سائے سے بھی چلتی ہو
مسز ظفرؔ نہ بنایا تو میرا نام نہیں

مارکیٹنگ

ہر کسی کو منافع کی ہے ہوس
بس اِسی دوڑ میں ہیں سب بھائی
جھوٹ ہے کاروبار کی نگری
مارکیٹنگ میں گم ہے سچائی

ہڑّپہ

ظفرؔ جس پہ تشریفیں رکھی ہوئی ہیں
وہی پیڑ اِک دِن گرا دیں گے ہم تم
ہڑپ کرنے کا یونہی عالم رہا تو
وطن کو ہڑّپہ بنا دیں گے ہم تم

پروٹوکول

خاص محنت نہیں کرنی پڑتی
اب وفاداری دِکھانے کے لئے
جب بھی جانا ہو حضورِ افسر
دُم لگا لیجے ہلانے کے لئے

خیالی پلاؤ

اگر گھر میں چاول نہیں ہیں تو کیا ہے
مزے پھر بھی اِس کے اُڑا لیجیۓ گا
یہ تیار ہوجاتا ہے ایک پل میں
"خیالی پلاؤ" بنا لیجیۓ گا

گمان

پتھر دیکھ کے چہرے پر ہے
دیدۂ مبہوت کا سایہ
بچوں نے پھینکے ہیں یا پھر
پیڑ پہ ہے جن بھوت کا سایہ

ڈکار

جگہ جگہ پہ دھماکوں کی ایسی خبریں ہیں
کہ جس کے خوف نے تنگنا دیا مرے جی کو
"خیالِ خاطرِ احباب چاہیے ہر دم"
ترے ڈکار نے دہلا دیا مرے جی کو

* میر انیس کا مصرع۔

بسوں والے

سواریوں کو ہراساں کریں بسوں والے
کہ فائدہ تو اُٹھاتے ہیں لانگ روٹ کا وہ
یوں چھینا چھپٹی کئے پھرتے ہیں سرِ راہ ہے
مسافروں کو سمجھتے ہیں مال لوٹ کا وہ

آئی ایم ایف

سامنے ہو آسان سا رستہ
تو کیوں کیجے بک بک جھک جھک
بس کہ دوڑ ترقّی کی ہے
آئی ایم ایف سے آئی ایم ایف تک

سٹور رُوم

میرے چچا جان ہیں انگلینڈ میں
کیا ہوا جو میں نہیں پاتا ہوں گھوم
ہاں مگر لنڈے سے لے آتا ہوں سوٹ
یہ بھی اُن کا ہی ہے اِک اسٹور رُوم

عقل فوبیا

عمر کے نقشے میں تبھی ہم تم
کچھ خرام و قیام ڈالیں گے
ہو گا خوش چودھری نظام الدّین
عقل کو جب لگام ڈالیں گے

* چودھری نظام الدّین کوتو اب سبھی جانتے ہیں۔

آئینہ

افسر ہمیں جو بھاشن دیتے ہیں شوق سے دیں
لیکن ذرا سا پہلے آئینہ بھی تو دیکھیں
جب ڈانٹتے ہیں صاحب تو ڈھیٹ بن کے بابو
کیوں زیرِلب تبسم فرما ہیں، یہ بھی سوچیں

بلا وجہ

ہم کو چھوڑا نہیں کہیں کا مگر
خود بھی کس کے قریں ہیں وہ ظالم
کر نہیں پائے ہیں وفا تو کیا!
بے وفا بھی نہیں ہیں وہ ظالم

ایک اور

کام "ایویں ای" بن نہ پائے گا
اِس پہ تھوڑا سا غور لازم ہے
گیس بجلی کا بِل چکانے کو
نوکری ایک اور لازم ہے

MASTER OF NONE...

لوگ ذمہ داریوں سے سرخرو کیا خاک ہوں
سب کو سب کچھ آ گیا ایمانداری کے سوا
ہم نے جن کو اپنا چوکیدارہ سونپا تھا ظفرؔ
وہ سبھی کچھ کر رہے ہیں چوکیداری کے سوا

دھیان

یوں تو گئے تھے رب کی عبادت کے واسطے
پر قبلۂ ایمان کہیں اور ہی رہا
جوتے نئے پہن کے جو مسجد میں ہم گئے
سجدے میں بھی دھیان کہیں اور ہی رہا

رشوت

مانا کہ بڑی چیز ہے چکنائی سخن کی
لیکن یہاں ہر کوئی پھسلتا نہیں جاناں
پڑ جاتی ہے کرنی کہیں رشوت بھی ہمیں پیش
ہر کام خوشامد سے نکلتا نہیں جاناں

دونظری

مانا کہ ایک آنکھ لڑائی مجھ ہی سے تھی
چشمِ دگر تھی اور کہیں پر لگی ہوئی
بسکہ جلی ہے اِک مری دُم کس لئے کہ جب
دونوں طرف تھی آگ برابر لگی ہوئی

کیوں؟

تیری نظریں مجھے کہتی ہیں جنم کا بھوکا
کھانا پینا تھا مجھے اور میں آیا کیوں تھا
میرے کھانے پہ اگر تُو نے نظر رکھنی تھی
یہ بتا پھر مجھے دعوت پہ بلایا کیوں تھا

نہلی انگریزیاں

میں قید کیوں ہوں گرامر کے بھید بھاؤ میں
کہ بزم ہے مجھے بڑبولیوں پہ لائی ہوئی
پڑھا لکھا کوئی نزدیک کیوں سرک آیا
وہ کیا کرے جسے انگریزیاں ہیں آئی ہوئی

سیاسی ملاوٹ

جو چیزوں میں ملاوٹ کر کے کالا دھن کماتے ہیں
ظفرؔ اُن کے لئے ہر سمت نفرت ہے حقارت ہے
مگر اپنے وطن میں ہم نے یہ قانون بھی دیکھا
سیاست میں ملاوٹ کرنے والوں کو وزارت ہے

چھان بُورا

ایک دو اوراق ہی کافی ہیں تیرے وصل کے
کب ہمیں درکار ہے دفتر ہی پورا عشق کا
ہم کو آتا ہے گزارا کرنا، بسکہ ٹھیک ہے
ہم کو مل جائے ذرا سا چھان بُورا عشق کا

وہ صنم

بُرا کرتے ہیں جو اُن کو سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں
ہمارے واسطے کوئی بلا بن بیٹھتے ہیں وہ
جنہیں ہم دیتے ہیں عزت وہی نخرے دکھاتے ہیں
صنم جن کو بناتے ہیں، خدا بن بیٹھتے ہیں وہ

چمچہ گیری

دفتر میں بس ایک یہی
بیچنے والا منجن ہے
چمچہ گیری ہو تو پھر
اے سی آر بھی اے ون ہے

سنگین گنتی

ہم نادانوں کو سمجھائیں، ایسے میں
امن واماں کی اِن سے ہم کیا رکھیں آس
تھانے کی نفری ہے چودہ بندوں کی
اور ڈاکو کے گینگ میں ہیں افراد پچاس

جینز اور جین

کون لڑکا ہے، کون لڑکی ہے
مخمصے میں بہت سے دیکھے ہیں
جینز تو مختلف ہیں اِن سب کی
جین یکساں پہنتے دیکھے ہیں

جج خُویار

کسی منزل پہ پہنچنے نہیں پاتا ہوں ظفرؔ
میری قسمت کہیں رستے میں اَڑی جاتی ہے
فیصلہ کرتا نہیں، یار ہے جج خُو ایسا
ڈیٹ پر ڈیٹ سماعت کی پڑی جاتی ہے

آرٹ اور۔۔۔

جو آرٹ کی خدمات میں مصروف ہیں
اُن کے مسل ہی اب تو پُل ہونے لگے
اور جامے میں رہنا نہیں آیا جنہیں
اُن سب کے شو ہاؤس فُل ہونے لگے

وجہ

دِل کے آگے آتا ہے اپنا کیا
مفت میں تو روسیاہ ہوتا نہیں
شامتِ اعمال دیتی ہے صدا
عشق یونہی خواہ مخواہ ہوتا نہیں

مُفت میں مارکیٹنگ

زور سے آیا ہوا ہے خیر سے اِنڈیا کو یُدھ
اور ہم جرمانہ اِس کا بھر رہے ہیں مفت میں
جنگ میں راڈار سسٹم یوز کر کے گویا ہم
چائنہ کی مارکیٹنگ کر رہے ہیں مفت میں

* پاک فوج نے چینی ٹیکنالوجی کی مدد سے بھارت کے آپریشن سیندور کا کیا کرم کیا، چین کے اِن ہتھیار کا پہلی بار عملی تجربہ کیا گیا، جس کے بعد دنیا بھر میں اِن ہتھیاروں کی طلب میں خاصا اضافہ دیکھنے میں آیا۔

کلجگ

نوجوانوں کو الٰہی کیا ہوا
ہائے یہ کیسے زمانے آ گئے
نیکیوں کی جب کبھی تلقین کی
وہ سمجھتے ہیں کہ ہم سٹھیا گئے

الٰہی خیر

ہر عید کی طرح سے اِس عید کو بھی ہم تم
بہتے ہی جا رہے ہیں احباب کے بھنور میں
اُن کی محبتیں بھی فہرست میں ہیں شامل
جن سے گلے ملیں تو پڑ جائے چُک کمر میں

ڈر

زور وزر کے سامنے کس کی چلی
کون ہے جو آج گھبرایا نہیں
ویگو ڈالے کا تھا ڈر اِتنا ظفرؔ
آئینے نے عکس دِکھلایا نہیں

آن لائن خریداری

آن لائن کی خریداری بہت رِسکی ہے
اِس میں چل جاتے ہیں اِس دور میں چکر کیا کیا
میں نے کس شوق سے منگوایا تھا کیا کیا لیکن
پارسل میں مجھے بھیجے گئے پتھر کیا کیا

بجٹ ۲۰۲۵ء

بجا نہ سکے عید کے دِن بھی بغلیں
کہ یہ سال ظلم و ستم سے بھرا ہے
ظفرؔ بیلوں اور بکروں کے بعد اب کے
بجٹ نے بھی سینگوں پہ ہم کو دھرا ہے

پڑوسن کی مرغی

حسیناؤں کے باب میں ہے عقیدہ
جو آنکھوں سے ہو جائے، غلطی ہے اچھی
مگر کام آئی ہمارے شکم کے
پڑوسن سے تو اُس کی مرغی ہے اچھی

جھوٹ کا سفر

جب میں چھوٹا ہوتا تھا
جھوٹا ہی مشہور رہا
آج بھی lawyer ہوں گویا
"جھوٹا" بدستور رہا

خبردار!

یار ماروں کی دنیا ہے، اس میں ظفرؔ
غیر محتاط ہو کر نہ پاؤں دھریں
ایسے حالات میں مشورہ ہے یہی
اب کسی سے کوئی مشورہ نہ کریں

بات اور لات

باس آ جائے ظفرؔ
جب کبھی اوقات میں
فرق رکھتا ہی نہیں
بات میں اور لات میں

کی جاناں میں کون

آئینے تجھ کو دیکھ کر سوچوں
تُو جو بندہ ہے مجھ کو دِکھلاتا
جانا پہچانا لگ رہا ہے مگر
نام کیوں ذہن میں نہیں آتا

یہ تم پر ہے

اگر تم نے سمجھنا ہی نہیں ہے
سمجھ میں آ نہیں سکتا ہوں ہرگز
وضاحت کر تو سکتا ہوں میں لیکن
تمھیں سمجھا نہیں سکتا ہوں ہرگز

مطالعۂ تاریخ

لازمی تو نہیں عبرت ہی وہ پکڑیں لیکن
مقتدر باز نہ مکتب کا یہ دروازہ کریں
یوں بھی تاریخ کو پڑھنا ہے ضروری کیا نی
غلطیاں پچھلی نہ دھرائیں، کوئی تازہ کریں

شراکت

جتنا شیطان کا ساتھ دو گے ظفرؔ
تھلّے مردود کے ہی لگو گے سدا
اِس شراکت میں خامی یہی ہے کہ تم
جونیئر پارٹنر ہی رہو گے سدا

خاموش نگاہیں

طے بھی کر لیتی ہیں ابلاغ کا سارا ہی سفر
اور قصّے بھی ہمیں کرنے نہیں پڑتے ہیں
بات کر جاتی ہیں خاموش نگاہیں ایسی
جن کے ہجّے بھی ہمیں کرنے نہیں پڑتے ہیں

عورتوں کی سواری

کبھی کسی کو بھی خوش نہ آئے
نہ وین و ٹیکسی، نہ کار و لاری
ہمیشہ سے عورتوں کو بھائے
میاں کے اعصاب کی سواری

شادی+غلطی

رہتے ہیں محتاط کنوارے
پھر بھی غلطی کر لیتے ہیں
یعنی احمق بن جاتے ہیں
یعنی شادی کر لیتے ہیں

ملاقاتی

کوئی رحمت بنے، کوئی زحمت بنے
کوئی لاتے ہوئے، کوئی کھاتے ہوئے
ہر ملاقاتی دیتا ہے ہم کو خوشی
کوئی آتے ہوئے، کوئی جاتے ہوئے

ہمارے استاد

ویسے تو معلوم نہ ہوتا
ہم میں کیا کیا زیرِ نمو ہے
بچے ہم کو بتلاتے ہیں
ہم میں کتنی ضبط کی خو ہے

خیری کن ای فلاں!

ہمیشہ خلقِ الہٰی پہ مہرباں رہیے!
تڑپ کے دیکھے گی پھر آپ کی بھی چوٹوں کو
اگر زبان ہے سرکار کی چھری کی طرح
تو کاٹ سکتے ہیں پھر آپ اپنے ہونٹوں کو

یار

بھلا حسّاس کہاں ہر سامع
دردِ دل ہوتا تو ٹینشن لیتا
بات سننے کو سبھی سنتے ہیں
یار ہوتا تو توجّہ دیتا

لیول

مجلسِ اہلِ خرد کا ہے اُصول
تم اُسے کرلو یا وہ قائل تمہیں
جاہلوں سے بحث کرنے کے لئے
خود بھی بننا ہوگا اب جاہل تمہیں

اور یہ غم

جوانمردی سے نمٹیں مشکلوں سے
قبولیں بیخودی کے کیوں خسارے
ڈبوئے جا نہیں سکتے نشے میں
غموں کو تیرنا آتا ہے پیارے

اے دوست!

ہماری زندگی کے سینما میں
وفا کا سین فلمائے تو اچھا
ہمارا ہاتھ تھامے یا نہ تھامے
سہارا دِل کا بن جائے تو اچھا

لیکن۔۔۔

دِل تو پشوری کیجے حُسن کی ہر محفل میں
پر قانونِ فطرت سے سازش نہ کیجے
دعویٰ کرتے رہیے بیشک آپ جواں ہیں
لیکن ثابت کرنے کی کوشش نہ کیجے

خدا جانے

لیڈر کو اِس بات کا ہے ادراک کہاں
اہلِ وطن ہیں فدا یا اُن سے سڑے ہوئے
اُن کے پیچھے سر دینے کو ہیں تیار
یا سر لینے کو ہیں پیچھے پڑے ہوئے

ناجائز

آپ کو دِل میں جگہ دے دے کوئی
اہلیت اِتنی کہاں ہے آپ کی
آپ کے بارے میں سب کو علم ہے
فارم سینتالیس ماں ہے آپ کی

* الیکشن ۲۰۲۴ء میں اسٹیبلشمنٹ کا دھاندلی پر مبنی غیر آئینی کردار جس کے باعث قوم کو فارم پینتالیس اور فارم سینتالیس کا علم ہوا۔

منافق

اگر تُو میرے بیانات پر نظر ڈالے
ہمیشہ سچ کو عبادت قرار دیتا ہوں
مگر جب اپنے مفادات کے موافق ہو
منافقت کو بھی حکمت قرار دیتا ہوں

سچ تو یہ ہے

اِتنا دشوار سچ کا رستہ ہے
اِس پہ چلنے کی بھول ہی نہ کروں
مشورہ دیتا ہوں جو اوروں کو
خود کو دُوں تو قبول بھی نہ کروں

THE END

اپنی پیشانی پہ بل آئے نہیں
چاہے بجواتے پھریں ہم بینڈ تک
چاہتے ہیں کہ کسی صورت ظفرؔ
زندگی چلتی رہے The End تک

مشتری ہوشیار باش

کتاب کا نام	تازہ گنڈیریاں۔
شاعر	نوید ظفر کیانی۔
وضاحت	یہ نوید ظفر کیانی کے طنز و مزاح پر مشتمل مجموعۂ کلام سولہواں مجموعہ ہے جسے برقی کتاب کے طور پر شائع کیا جارہا ہے۔
کاپی رائٹ	جملہ حقوق بحق شاعر محفوظ۔
اِجازت	اِس کتاب کو حوالہ جات یا غیر کاروباری نقطۂ نظر سے استعمال کیا جاسکتا ہے یا اِس کا اشتراک کیا جاسکتا ہے تاہم اس میں کسی قسم کی کانٹ چھانٹ یا اس کی شکل تبدیل کرنے کی اجازت نہیں، اِس کے لئے شاعر کی پیشگی اجازت ضروری ہے۔
صفحات	۴۲۰
سالِ اشاعت	۲۰۲۵ء
ہدیہ	۱۵۰۰ روپے، $۱۵
پبلشر	مکتبۂ ارمغانِ ابتسام۔اسلام آباد، پاکستان۔
برقی ڈاک	nzkiani@gmail.com
ارکائیو ربط	archive.org/details/@nzkiani

نوید ظفر کیانی
کی ادبی کائنات

ڈرامے
اِس طرح تو ہوتا ہے
مہمان

ادبِ اطفال
لالچ کی سزا

مجموعۂ کلام
جہانِ دگر
اور بارش ہو
میں اور چراغ
تخلیئے کے رنگ
رنگ و بُو کے چھینٹے
بھید خموشی کا

خوابوں کی پرندگی
فسانہ ختم ہوا (زیرِ طبع)
یارب (زیرِ طبع)
کاوشِ یکتا (زیرِ طبع)

طنز و مزاح
ڈنکے کی چوٹ
ڈھول کا پول
زباں درازیاں
کھری کھری
ارے
دگڑ دگڑ
کچھ میٹھا ہو جائے
قلم مستیاں

فرازیالوجی
سخن کی خارش
ایسی کی تیسی
لائقِ سینسر
کھنڈ مکھانے
ڈگڈگی
اُووووو
تازہ گنڈیریاں
شگفتگو (زیرِ طبع)
جیسے کو تیسا (زیرِ طبع)
شاعری قیمے والی (زیرِ طبع)
بول میری مچھلی (زیرِ طبع)
شکر دان (زیرِ طبع)
ظفرانیات (زیرِ طبع)

مکتبۂ ارمغانِ ابتسام